۵۸
۹۰-۱۰

کتابخانه مجلس سنا

اسم کتاب

اسم مؤلف

خطی

چاپی

موضوع

شماره دفتر ثبت ۱۰۴۸۱

شماره ترتیب درقفسه ۵۸ / ۹۰-۱۰

ملاحظات

۵۸
۱۰-۹۰

کتابخانه مجلس سنا

اسم کتاب ....

اسم مؤلف ....

خطی

چاپی

موضوع ....

شماره دفتر ثبت ۱۶۸۱ ....

شماره ترتیب در قفسه ۵۸ / ۱۰-۹۰

ملاحظات ....

۵۸
۱۰-۹۰

کتابخانه مجلس سنا

اسم کتاب ....

اسم مؤلف ....

خطی

چاپی

موضوع ....

شماره دفتر ثبت ۱۶۸۱۰

شماره ترتیب درقفسه ۵۸ / ۱۰-۹۰

ملاحظات ....

کتابخانہ مجلس سنا

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایّام فرخندہ فرجام باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمّیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ دوم

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی ابو تراب
محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی
صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری
در مطبع رحمانی مطبوع گردید

تعداد جلد ایکہزار

حصۂ اول (عمہ)
حصۂ دوم (عمہ)

جملہ قیمت عــہ حالی

کتبخانہ مجلس سنا

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱- محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول - دربیان سلاطین بہمنیہ - عہ حالی

۲- محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ - صہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ - صہ حالی

زیر طبع

۳- محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ

۴- محبوب الانجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن -

۵- محبوب نو و کہن تذکرہ آثار دکن -

۶- محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن - حصہ دوم دربیان طوائف ملوک دکن

۷- محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن - حصہ سوم دربیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

کتبخانہ مجلس سنا

فہرست حصہ دوم محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا	نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
		حرف الصاد	۱۰	۶۵۴	محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمتین
۱	۶۰۱	صارم - صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی	۱۱	۶۵۹	مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا
۲	۶۱۱	صرفی - صلاح الدین ساوجی -	۱۲	۶۷۰	صفی - شیخ محمد شیرازی
۳	۶۱۲	صادق - میرزا صادق اردوبادی	۱۳	۶۷۱	صادق - میرزا صادق
			۱۴	″	صادق - میرزا صادق خان حیدر آبادی
۴	″	صائی - اردستانی			
۵	۶۱۳	صابر - میر صابر اصفہانی برہانپوری			حرف ضاد
۶	۶۱۴	صعود - حافظ میر محمد علی گجراتی	۱۵	۶۷۲	ضیا - مرزا عطا برہانپوری
			۱۶	۶۷۸	ضیا - میر محمد علی دکنی
۷	۶۱۵	صفا - میر ذوالفقار خان لکھنوی	۱۷	۶۸۰	ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی -
۸	۶۱۷	صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی			حرف طاء
۹	۶۴۸	صائب - میرزا محمد علی اصفہانی	۱۸	۶۸۳	طالب - مولوی شاہ وجیہ اللہ

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹	۶۸۴	طپش - میر محمد اکبر
۲۰	۶۸۶	طاہر - محمد طاہر بیدری
۲۱	״	طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری
۲۲	۶۹۴	طاہر - میرزا محمد طاہر
۲۳	۶۹۵	طغرا - ملا طغرا مشہدی
۲۴	۶۹۶	طاہر - شاہ طاہر
	۷۱۱	سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا -
	۷۱۲	شاہ طاہر کا سفارۃً علی بریدہ کے پاس جانا
	״	قصۂ سرگین بخارا کی تحقیق
	۷۱۳	اخلاق و اوصاف شاہ طاہر
	۷۱۴	شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین جانا
۲۵	۷۲۱	ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ
۲۶	۷۴۰	ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ
۲۷	۷۶۲	ظفر - شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۸	۷۶۳	ظہوری - ملا محمد طاہر
		حرف العین
۲۹	۷۷۸	عبداللہ - سلطان عبداللہ قطب شاہ
۳۰	۷۸۴	عاجز - عارف الدین خان اورنگ آبادی
۳۱	۷۹۸	عزت - میر عبد المنان
۳۲	۸۰۰	عنایت - میر عنایت اللہ جنیدی
۳۳	۸۰۲	عاقل - محمد عاقل دہلوی
۳۴	۸۰۵	عرشی - مولوی محمد فضل رب تاجپوری -
۳۵		عاقل - سید محمد سلطان دہلوی -
۳۶	۸۱۱	غزلت - میر عبد الولی
۳۷	۸۲۳	عمر - معتبر خان اورنگ آبادی
۳۸	۸۲۴	عزیز - شاہ عزیز اللہ دکنی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۳۹	۸۲۵	عالی - نعمت خان
۴۰	۸۲۹	عاصی - شیخ نور محمد برہانپوری
۴۱	۸۳۴	عشرت - خواجہ ابوالبرکات خان
۴۲	۸۳۵	عرفان - میر محمد قمر الدین
۴۳	۸۳۶	علوی - مولوی سید علوی
۴۴	۸۳۷	عابد - میر زین العابدین
۴۵	״	عروج - میر بہاء الدین حسین
۴۶	۸۴۰	عاشق - میر کلان خان کابلی -
۴۷	״	عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی
۴۸	۸۴۱	عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری
۴۹	۸۴۲	عاشق - میر یحی برہانپوری
۵۰	۸۴۳	عجب - محمد عبد اللہ حیدر آبادی
۵۱	۸۴۴	عدیل - محمد عسکری کنتوری

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۵۲	۸۴۵	عنایت - محمد عنایت اللہ براری -
۵۳	۸۴۶	عراقی - دکنی
۵۴	۸۴۷	عاشق - میر قاسم خان اکبر آبادی -
۵۵	۸۴۹	عشرتی - یزدی
۵۶	״	عاشق - مولوی سید عبد الودود
۵۷	۸۵۱	عالی - خواجہ کامگار خان
۵۸	۸۵۳	عشق - حکیم عبد الباسط
۵۹	۸۵۵	عروجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی
۶۰	۸۶۲	عطا - سید تفضل حسین
۶۱	۸۶۳	علی - ناصر علی سرہندی
۶۲	۸۷۱	عاصی - مرزا نصیر بیگ خان ایرانی -
		حرف غین معجمہ
۶۳	۸۷۳	غیور - محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۶۴	۸۷۸	غواص - محمد غوث خان
۶۵	״	غازی - غازی الدین اورنگ آبادی
		حرف الفاء
۶۶	״	فخرالدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی ترمذی
۶۷	۸۸۴	فقیر - میر شمس الدین عباسی دہلوی
۶۸	۸۸۷	فانی - خواجہ احمد شیرازی ہندی الاصل نزیل بیجاپوری
۶۹	۸۸۸	فدائی - رضا طلب خان دہلوی
۷۰	״	فقیر - میر ہاشم اورنگ آبادی
۷۱	۸۸۹	فکری - خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی
۷۲	۸۹۰	فدوی - فدوی خان دکنی
۷۳	۸۹۱	ملا فرج اللہ شوستری
۷۴	۸۹۲	فتوت - مستعد خان اورنگ آبادی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۷۵	۸۹۴	فدا - شیخ احمد اورنگ آبادی
۷۶	۸۹۵	فکر - محمد باقر اورنگ آبادی
۷۷	۸۹۶	فیاض - محمد فیاض الدین خان
۷۸	۸۹۷	فرحت - لالہ خوشحال چند
۷۹	۸۹۸	فرح - فرح بخش ارکاٹی
۸۰	״	فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی
۸۱	۹۰۱	فکری - ملا رازی
۸۲	۹۰۲	فاروق - خانعالم خان
۸۳	۹۰۴	فائق - مولوی سید خیر الدین
۸۴	۹۰۶	فرحت - محمد صبغۃ اللہ
۸۵	۹۰۸	فغان - اشرف علیخان
۸۶	۹۰۹	فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان
۸۷	۹۱۱	فیروز - ملا فیروز
۸۸	۹۱۳	فیض - میر شمس الدین محمد
۸۹	۹۱۹	فدا - شیخ احمد ناعطی
۹۰	״	فائز - آقا میرزا قاسم علی
۹۱	۹۲۰	فطرت - میرزا معز الدین محمد موسوی خان

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۹۲	۹۳۴	فیضی - ابوالفیض ملک الشعرا
		فطرت - میر ابوتراب
		حرف قاف
۹۳	۹۳۵	قربی - سید شاہ ابوالحسن
۹۴	۹۳۷	قدر - خواجہ منعم خان
۹۵	۹۳۹	قدرت - محمد قدرت اللہ خان
۹۶	۹۴۱	قیس - محمد صدیق حیدرآبادی
۹۷	۹۴۳	قدرت - غلام ابراہیم خان
۹۸	۹۴۴	قاری - خواجہ محمد فاضل گجراتی
		حرف کاف فارسی و عربی
۹۹	۹۴۵	کافی - نواب میر عباس علیخان حیدرآبادی
۱۰۰	۹۴۷	کالا - میاں محمد کالا پہاڑ
۱۰۱	״	کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۰۲	۹۴۸	کامل - میر کامل برہانپوری
۱۰۳	״	کلان - میر کلان اورنگ آبادی -
۱۰۴	۹۴۹	کمتر - مرزا مغل اورنگ آبادی
۱۰۵	۹۵۰	کوکبی - قباد بیگ گرجی
۱۰۶	״	کم گو - عبدالرحیم کشمیری
۱۰۷	۹۵۱	کلیم - ابوطالب
۱۰۸	۹۶۳	کاظم - صوفی شاہ
۱۰۹	۹۶۴	گرامی - میر عبدالرحمن
۱۱۰	۹۶۶	گوہر - محمد باقر خان
۱۱۱	۹۶۷	گل - مولانا علی گل استرآبادی
۱۱۲	۹۶۸	گلشن - شیخ سعد اللہ
۱۱۳	۹۶۹	گنا بیگم المعروف بنوسیری
۱۱۴	۹۷۰	گہن - میر بدر الدین
		حرف لام
۱۱۵	۹۷۱	لطف - مرزا علی خان دہلوی -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۱۶	۹۷۳	لالہ سہرو بنجی رائے اورنگ آبادی
۱۱۷	”	لائق - سید گل حسین دولت آبادی
۱۱۸	”	لطف - میر لطف علیخان
۱۱۹	۹۷۴	لذتی - افضل خان
۱۲۰	۹۷۵	لائق - حکیم غلام دستگیر خان
		حرف میم
۱۲۱	۹۷۶	محشر - میر عظمت اللہ احمد آبادی
۱۲۲	۹۷۷	مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی
۱۲۳	۹۷۸	معصوم - میر معصوم کاشانی -
۱۲۴	۹۷۹	معز - مرزا معز الدین اصفہانی
۱۲۵	۹۸۱	محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۲۶	۹۸۳	ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر -
”	۹۸۴	اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم -
”	”	اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی
۱۲۷	۹۸۷	مختار - محمد انور خان بہادر
۱۲۸	۹۸۹	معجز - غلام محی الدین
۱۲۹	۹۹۰	مومن - میر مومن استرآبادی
۱۳۰	۱۰۰۰	مہربان - میر عبد القادر اورنگ آبادی
۱۳۱	۱۰۰۵	ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری
۱۳۲	”	منت - میر قمر الدین دہلوی
۱۳۳	۱۰۰۷	محب - مولانا محب علی سندی
۱۳۴	۱۰۰۸	مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۳۵	۱۰۱۱	مخمور - مرزا لطف اللہ تبریزی
۱۳۶	۱۰۱۴	متین - میر مہدی برہانپوری
۱۳۷	۱۰۱۵	مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی
۱۳۸	”	میر سید شاہ میر برہانپوری
۱۳۹	۱۰۱۶	منعم - محمد منعم برہانپوری
۱۴۰	۱۰۱۷	مہتاب - لالہ موہن لال اورنگ آبادی
۱۴۱	۱۰۱۸	منصور - میر منصور اسیری
۱۴۲	”	مبتلا - الفت خان اورنگ آبادی
۱۴۳	۱۰۲۰	مہر - مہر علی اورنگ آبادی
۱۴۴	۱۰۲۱	مرزا - مرزا محمدی بیگ
۱۴۵	”	مقدس - محمد جان خلد آبادی
۱۴۶	۱۰۲۲	مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی
۱۴۷	”	محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی
۱۴۸	۱۰۲۳	مراد - میر منور برہانپوری
۱۴۹	۱۰۲۴	مہدی - میر مرتضیٰ اورنگ آبادی
۱۵۰	۱۰۲۵	مستعد - آقا صائبا -
۱۵۱	۱۰۲۶	مبارک - مبارک خان نیازی
۱۵۲	۱۰۲۷	موزون - رائے مدن سنگھ

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۵۳	۱۰۳۰	مسرت - شیخ وزیر علی دہلوی
۱۵۴	۱۰۳۱	مشتاق - حافظ محمد تاج الدین دہلوی
۱۵۵	۱۰۳۲	محسن - ملا محسن ہمدانی
۱۵۶	۱۰۳۳	میرک - میرک معین سبزواری
۱۵۷	۱۰۳۴	محسن - ملا محسن لاری
۱۵۸	”	مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی -
۱۵۹	۱۰۳۵	معلیٰ - محمد مظہر الدین حیدرآبادی
۱۶۰	۱۰۳۶	موزون - خواجم قلیخان
۱۶۱	۱۰۳۹	ملا عبد القیوم
۱۶۲	۱۰۴۸	محمود - حافظ غلام محمود
		حرف نون
۱۶۳	۱۰۵۵	نظام - عماد الملک غازی الدین خان بہادر
۱۶۴	۱۰۶۰	نصرت - میر محمد نعیم
۱۶۵	۱۰۶۴	نیر - مہدی علیخان حیدرآبادی

سلسلہ نشان	صفحہ	اسمائے شعرا	سلسلہ نشان	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۶۶	۱۰۶۵	نکہت۔ محمد یوسف	۱۸۰	۱۰۸۸	نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی
		برہانپوری	۱۸۱	۱۰۹۰	نصرتی۔ محمد نصرت دکنی
۱۶۷	۱۰۶۶	نصیر۔ شاہ نصیر الدین	۱۸۲	۱۰۹۴	نفیس بھوانی پرشاد
۱۶۸		دہلوی			ایلچپوری
۱۶۹	۱۰۷۶	نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی	۱۸۳	۱۰۹۵	نفیس۔ محمد رفیع الدین حسین
۱۷۰	۱۰۸۰	نیاز۔ نیاز محمد خان ”			حیدرآبادی
۱۷۱	۱۰۸۱	ندرت۔ میر نجف علیخان	۱۸۴	۱۰۹۶	ناقص۔ قاضی خواجہ محمد صاحب
		اورنگ آبادی			ملکاپوری براری
۱۷۲	۱۰۸۲	ناطق۔ میر محمد ماہ ندربازی	۱۸۵	۱۱۰۰	ناصر۔ نواب نظام الدولہ
۱۷۳	”	نادر۔ شیخ نور الدین			بہادر ناصر جنگ شہید والیٔ دکن
۱۷۴		اورنگ آبادی	۱۸۶	۱۱۱۸	نامی۔ مولوی حاجی تراب علی
۱۷۵	۱۰۸۳	نجات۔ مرزا عتیق اللہ	۱۸۷		خیرآبادی۔
		اورنگ آبادی	۱۸۸	۱۱۱۹	ناجی۔ سید اصغر حسین
۱۷۶	۱۰۸۵	نیاز۔ محمد علی حیدرآبادی	۱۸۹	۱۱۲۱	نعمانی۔ محمد عبد الجلیل
۱۷۷	”	نشاء۔ میر فقیر اللہ خان			رام پوری۔
		اورنگ آبادی	۱۹۰	۱۱۲۴	نصرت۔ عباس قلیخان
۱۷۸	۱۰۸۷	ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی	۱۹۱	۱۱۲۵	نوائے۔ سید عزیز
۱۷۹	”	نورس۔ مولانا نورس قزوینی			حرف واو

سلسلہ نشان	صفحہ	اسمائے شعرا	سلسلہ نشان	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹۲	۱۱۲۵	واصف۔ مولوی محمد مہدی	۲۰۳	۱۱۶۲	واصل۔ مولوی محمد واصل صاحب
		مدراسی	۲۰۴	۱۱۶۶	وزیر۔ میر وزیر علی بادشاہ
۱۹۳	۱۱۲۷	ولی۔ محمد شمس الدین			حیدرآبادی
		اورنگ آبادی دکنی	۲۰۵	۱۱۶۸	واضح۔ میرزا مبارک اللہ
۱۹۴	۱۱۴۴	واحد۔ میر حفیظ اللہ	۲۰۶	۱۱۷۲	ولا۔ نواب عزیز جنگ بہادر
		اورنگ آبادی	۲۰۷	۱۱۷۹	ولا۔ سید ابوسعید المخاطب
۱۹۵	۱۱۴۵	واضح۔ مرزا علی اصفہانی			سید ابوطیب خان
۱۹۶	۱۱۴۶	وحشی۔ مولانا وحشی	۲۰۸	۱۱۸۳	وفائی۔ سلطان اسمعیل
		کاشانی۔			عادلشاہ۔
۱۹۷	۱۱۴۷	واصل۔ مرزا ترک علی بیگ	۲۰۹	۱۱۸۵	وحدت۔ محمد امان اللہ
		اورنگ آبادی	۲۱۰	”	ولا۔ سید حمید الدین
۱۹۸	۱۱۵۰	وفا۔ محمد امین ایلچپوری	۲۱۱	۱۱۸۷	وفا۔ مرزا عبد الباقی
		براری۔	۲۱۲	۱۱۸۸	وصفی۔ مولوی سرفراز علی
۱۹۹	۱۱۵۵	وحشت۔ شیخ عبد الواحد	۲۱۳	۱۱۸۹	وصلی۔ میرزا وصلی
		تھانیسری۔	۲۱۴	۱۱۹۰	واقف۔ مولوی شاہ میران
۲۰۰	۱۱۵۶	وفا۔ ابو العلی حیدرآبادی			محی الدین قادری
۲۰۱	۱۱۵۷	واقف غلام علیم حیدرآبادی	۲۱۵	۱۱۹۱	واقف۔ شیخ نور العین
۲۰۲	۱۱۵۸	والہ۔ میر سید محمد			المتوفی سنہ ۱۱۹۵ ہجری

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۱۶	۱۱۹۴	واسع - حکیم شاہ زین العابدین قادری -
		حرف ہائے ہوز
۲۱۷	۱۱۹۶	ہمراز - شیخ عبد القادر
۲۱۸	"	ہمدم - شاہ محمد تقی برہانپوری -
۲۱۹	۱۲۰۰	ہادی - عبد الہادی اورنگ آبادی
۲۲۰	۱۲۰۲	ہاشمی - شاہ ہاشم بیجاپوری
۲۲۱	۱۲۰۳	ہاتف - میر عاشق حسین خان حیدرآبادی
۲۲۲	۱۲۰۴	ہادی - ابو الحسن محمد داؤد حیدرآبادی -
۲۲۳	۱۲۰۵	ہنر - گیان رائے حیدرآبادی
		حرف یائے تحتانی
۲۲۴	۱۲۰۶	یوسف عادلشاہ
۲۲۵	۱۲۱۴	یار - مرزا محمد یار بیگ
۲۲۶	۱۲۱۷	یکدل - میر علیمردان خان
۲۲۷	۱۲۱۹	یاد - مولوی خواجہ حمید الدین
۲۲۸	۱۲۲۰	یار - نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدرآبادی
۲۲۹	۱۲۲۳	یکدل - محمد انور مرادآبادی

کتابخانہ مجلس شورا

کتابخانہ مجلس شورا

حرف الصاد

صارم - صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبد الحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے - آپ سادات خواف سے ہین - آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین ہوئی - نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس مین فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ مین مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی مین گذارے - غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکے نام پر مقرر ہوئی - آپ برار مین رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سر انجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد مین شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی - سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدرآباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدرآباد مین آپکو قلعہ گولکنڈہ مین مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبد السلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد مین بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدرآباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بھائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی اور ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک
چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب و تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تھا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تھا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تھی۔ تجارت و زراعت کی
بھی عمدہ حالت تھی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تھے۔ کسی کی مجال
نہ تھی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع
تھے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تھے۔ ذہانت و فطانت
مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تھے۔ صولت و بہادری مین
شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تھے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تھے۔ صاحب تمکین
و وقار۔ رحم دل و بردبار تھے۔ برامکہ خصائل ملائکہ شمائل تھے۔ علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ حکیم و ادیب تھے۔ خوش تقریر
و خوش تحریر تھے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکھنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے،
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے،
آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تھی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و شوری کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے مخالفت
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمین اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی و سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لایق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ وبرباد ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم ہین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم یہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کہنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو ہاتہہ مین لئے کہڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئے۔ ملاحظہ کیجئے ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ نای ونوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکہون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے سنتے ہین نہ آنکہون سے دیکہتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تونے بہت سے گہر خراب کئے اور آیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تہے سونچ سمجہکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی دہوکا نہین پاتے تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشار شاہنواز خانی مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجہکو بالا بالا معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار وپیدل مناسب نہین کیونکہ اسکے اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکہکر عرض کیجئے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تہے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تہے جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبدالحی خان و میر عبدالسلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے ایسے آثار ہین کہ اُنکا ظہور مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی وسلام ہے دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکہا۔

آپ علما وفضلا کے قدردان۔ فقرا وغربا کے فیض رسان تہے۔ شعرا کی بہی بڑی قدر کرتے تہے۔ ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک سے پیش آتے تہے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما وشعرا کے ساتہہ مجالسہ ومکالمہ فرماتے تہے۔ آپ بہی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی وسخن فہمی مین بے نظیر تہے۔ اور شعر گوئی مین بہی بیمثل تہے۔ صاحب دیوان تہے۔ اور زبان ریختہ مین بہی کبہی کبہی کہتے تہے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تہا لیکن چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ وصاف ہے۔ تکلف وبناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش وزمرہ بامحاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال وخط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن وجمال کی خوشنمائی دکہلائی۔ آپ قوی حافظہ تہے۔ حافظہ کیا تہا غضب تہا۔ تیموریہ خاندان کے تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے

اور ہر ایک صوبہ کے نظم ونسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جزو کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ ومحاصل بہی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات وقلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکہے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدہ دارون کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکہنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پہر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج ومعالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تہے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کو لاس مین امانتاً مدفون کئے پہر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اُسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس که رفت امیر عالی گوهر — دیوان دکن صاحب فضل وهنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا — صمصام الملک عقل کل کرد سفر
۱۱۹۶

من اشعاره الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا — آفتاب آئینه باشد جلوه روئے ترا
وله
کیست از حالم کند آگاه دلدار مرا — در فراقت می پسندد دل هم آزار مرا
در جهان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا — ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

حلقه زد مار صفت بسکه بگرد کمرت — بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا
روشن از روئے تو شد در نظرم ملک وجود — دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا
وله
پیری چو رسید قامتت گشت دوتا — بر موئے سفید وسمه هیچ است حنا
اے شیخ عبث فکر جوانی داری — مس را نتوان ساخت تبلیغ طلا
وله
تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی — سرو با آزادگیها قد دلجوئے ترا
وله
زغیر دوست بپرداز خلوت دل را — نه کعبه مسکن لات است منزل عزا
وله
مرا ز مردمک چشم شد عیان صارم — که کمترند در آفاق مردم بینا
وله
قیامت میکند برپا بتے کز خود خبر دارد — دوبالا ساخت حسن یار را آئینه دیدنها
وله
من تخم درد کاشته ام در زمین دل — جز دانه هائے اشک چه حاصل بود مرا
وله
در جست وجوئے خال تو دل شد اسیر لف — آرے مدام صید پئے دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلے که صرف ز پروانه میرود
وله
بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا — زخون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سر کنم زغمت — چو نے ز روز ازل لازم است ناله مرا
وله
نماند تاب چه امشب دل خراب را — بماهتاب برآرند آفتاب مرا
وله
سرمه گین چشم برده جان مرا — نیست ممکن صدا فغان مرا
وله
شگون گل بود کز پیرهن برتن دریدنها — به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها
هنرورے که تواند دید زیر چرخ آرامی — در غلطان ندارد یاد شکل آرمیدنها
چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت — که دل گاه نبض از بیم برد کوئے طپیدنها
بجز بیحاصلی ندارد کردن افزائی — بمهر شمشاد باشد نے عموی از سرکشیدنها

وله
کند آباهم هردم دختر رز در بر مینا | بگردون می رسد زین نشه طالع سر مینا
کے خوشنمائے حسن معنی صورت لفظی | تهی از مے گل نیرنگ باشد پیکر مینا
چسان آسان برم جان را ز دست نازکی ساقی | که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا
دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی | سرے دارم بدوش خود بلاگرد سر مینا

وله
یارب همه جرم گشته در پیش مرا | در فکر شده است جان و دل ریش مرا
هرچند که افزوده ز حد عصیانم | محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله
هرکس که زند بر لب خود مهر ادب | بدخواهش را بود بهم بسته دو لب

وله
حق می داند بخاطرم یاد شماست | در کشور سینه داد بیداد شماست
از جنبش دل نام شما مے خیزد | این دانه ز سبحه هائے اوراد شماست

وله
مارا بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست | پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست
ایشوخ من بیا که درین فصل نوبهار | با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله
من بقربان آورم که مرا | داد آواز یار آمده است
خنده زیر لب و برابرو چین | بچه انداز یار آمده است

وله
دهر است که اتمام درو پیدا نیست | تا صبح شب و شام درو پیدا نیست
چندین شاهان دران حکومت کردند | امروز کس نام درو پیدا نیست

وله
اے میخواران که صید می رام شماست | شخص مینا بحلقه جام شماست
لازم گیرید یاد شیفتگان | صهبائے طرب کنون که در کام شماست

وله
از دیده من که بر تو حیران شده است | در عرصه تو فرش سامان شده است
در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است | در دیده نم از اشک نمایان شده است

وله
ای دوست بیا که بهر پا اندازت | در کوئے تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهد ز پا درویت رگ شوق | ای دوست بیا که وقت باران شده است

وله
با یاد یوسف گم گشته خود اے عزیز | بیت احزان از دل اندوهگین کردیم طرح
در دل ما عکس چین جبهه اش صورت گرفت | گرهی انصاف صبا رم نقش چین کردیم طرح

وله
هر کس ترا دید بکس رو نکند | وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان | مست می عشق تو بمی خو نکند

وله
اے بادکشان می که می نوش کنید | حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وا رید بدل ز خود فراموشان را | اے کاش فراموش اگر فراموش کنید

وله
ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند | بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله
اے که همواره لعل تو مے گون شد | شیشه می ز لبت آبله خون باشد

وله
گهے تغافل و گه ناز و گه جفا دارد | برائے کشتن عشاق شیوه ها دارد

وله
چگونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم | که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله
در حسرت وجه خال تو دل شد اسیر زلف | آرے مدام صید پئے دانه می رود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد | در محفلے که صرف ز پروانه می رود

وله
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را | که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند

وله
اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد | ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله
بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد | گل از چمن کده ساغر بدست برخیزد
ز بیخود آن چه سوال و جواب خواهد بود | شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتے نکند جا درون صاف دلان | اگر بر آئینه گردی نشست برخیزد

ظالم نگہان بدان چہ منزل کردند
صد جور و جفا بر من بیدل کردند
چشمک زدہ ساختند چون وحشی رام
تیغ ابرو نمودہ بسمل کردند

ولہ

داشت شوق گل تو نہانی نرگس
کز عدم چہرہ بر آوردہ خزانی نرگس

ولہ

از تاب حسن تو نازد بجوش گل
از خون خویش شد بچمن بادہ نوش گل
ای نوبہار عزم گلستان نمودہ
کز شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی ہمنشین دل
ما کندہ ایم نقش ترا در نگین دل

ولہ

شربتی کردند رنگ کاغذ دیوان من
بسکہ در وصف لب شیرین مقامی کردہ ام
تا بہ غفلت بر دل من ناوک اندازی کند
باز گشتہای مژگان ترا فہمیدہ ام

ولہ

مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم
آن وحشی ام کہ گوشہ دل ہست بیشہ ام
در باغ لالہ گفت بمن بازبان حال
من داغ اشک سرخ تو صارم ہمیشہ ام

ولہ

زشوق چشم خوشت رفتہ رفتہ مست شدم
بیاد روی تو آخر صنم پرست شدم

ولہ

نمیدانم چہ ثابت کردہ ظالم گناہ من
بگردون می رسد ہر لحظہ از جور تو آہ من
باندک دیدنش جان میدہم ہیہات در قتلم
تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاہ من
نگہ در دیدہ سویش کردم از شرم اینجرات
نویسد سطرہا از اشک چشم عذرخواہ من

ولہ

گل بچہ رنگ بشکند رخ بکشا کہ ہمچنین
سنبل تر چنان و مد خط نما کہ ہمچنین
جستن برق رویش خواست نشان دہ بمن
صورت آن بخندہ کرد وا کہ ہمچنین

ولہ

شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی
ز گیسو جام می از سوی دیگر نثار بنگی
بہر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم
نہ صلحی نداری گر بما اندیشہ جنگی

ولہ

تو و ملک سلطنت خوش من و کوچہ گدائی
کہ بشاہی سکندر زندہ ہم برہنہ پائی

سر کیمیا گرت ہست رہ عشق گیر صارم
کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کہل گئین یہ آنکہین
پہر موند پلک مین وہ نہ دیکہا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا
دیکہون تو مجہہ کنے ہے صنم گویا

ولہ

مجہے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا
کہا اوسکا خدا کی سون ارے یارو بجان کرتا
فلک گر تا زمین پہٹتی چمن سے رنگ اڑ جاتا
اگر مین اپنے درد کا حال ظالم بیان کرتا

ولہ

از بسکہ ہم اب عشق کی سیکہی گہاتین
سب بہول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر
اسوجہ ستین شاید کہ بہرین دل رہاتین

ولہ

سجن تجہ زلف مین دل بل رہا ہے
ہمارے ہاتہہ مین کب دل رہا ہے
نہین کہلتا بہار و باغ سون دل
یہی عقدہ مجہے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مزہ کا گوشت قیمہ ہے
بہرا یا غرق خون ہو داغ دل بہرتہ قیمہ ہے
نہین کہتا ہون دست زور اپنی خون ناحق کی
مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کو نہ پہنچے
اسیرون کی قفس کے کس کے تئین پروا ہے امریکی
ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص- صلاح الدین نام- آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تہے- وطن مالوفہ سے ہند مین آئے- اور یہان سکونت پذیر ہو گئے- آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولا گجرات مین چند مدت رہے- پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا- آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے- صابر و قانع تہے-

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل بہا زار آورد	باید اول تاب غوغائے خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم	کف پائے برحمت چینئی خار مغیلانش
با تو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق ـ میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص ـ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا۔ نظام شاہ نے ازروی قدردانی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ **ہو ہذا**

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سرجبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صائی ـ اردستانی

صائی تخلص ـ مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد	کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر ـ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص ـ میر صابر نام۔ سادات اصفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین وارد ہند ہو کے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدة العمر شادی نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مراة العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا جو میر صابر کا تبنیٰ و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ اور تالاب بنا فرمایا۔ اور فہرو نام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس و اصفہان ہے ایک ندی تہی جب اسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب و برباد اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسنح ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور حمام بہی بنایا۔ اُسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہ اور میر صابر نے سنہ ۱۰۵۷ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم — اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

بیت

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کرکے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ؎ بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد * میر صابر بہ سنہ ۱۰۶۴ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می را طرب از ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نو رش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان ز باغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک و زاغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص ۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تہے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تہا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تہے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تہا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تہے تحفہ و نذرانہ گذارتے تہے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ جا نبود وصف دوستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا
شبے بخانہ ما گر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میر ذوالفقار علیخان لکہنوی

صفا تخلص میر ذوالفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکہنو سے تہا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تہا لکہنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکہے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پہر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تہی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پہر تو آپ شہرۂ آفاق ہوئے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تہے۔ صاحب مذاق و قدردان تہے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کر دئے اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا بمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد با کمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے - صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین - مثلاً مثنوی چھو منتر وغیرہ مشہور ہین - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے - آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین ہوا -

من اشعاره الفارسی

مراد لیست چه وحشی دلے که در گفتار	سخن بدر کند و بنگرد سوِ دیوار
بزینه در بیت العتیق میماند	سر سجود من و آستانهٔ دربار
فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر	بود بفکر چه تعمیر پیراسته کار
بهار آئینه قصر لاجوردی بین	هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیاره
اگر بطبع در آید معانئ دلکش	اساس هیئت شمار و طبیعت اشعار
بهر طرف نگرم روبه پیش محراب است	نگر تعلق دل شد با بروے دلدار
بطالعم در دولت کشاده شد باید	که مثل سایه شوم سجده ریز تا دیوار
کجاست گرمئ بازار مردم شروان	که دستگاه فروشم چو ساغر سنجار
جناب عشق بفکر عمارت دلم ست	چنانکه خامهٔ دستور در کشائش کار
چه سروری که بهنگام گنج بخشئ او	گذارد از عرق شرم ابر گوهر بار
نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید	زمانه ناز فروشد با هوان تتار
بعهد او نخرد کارگاه اکسون باف	شعاع دیدهٔ خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش که طفل مهد نشین	ببازی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نه در عنایت او التماس راه دخلے	نه در سخاوت او انتظار را آثار
جهان همت و انصاف راجه چیند و لعل	که هست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	چه ارمغان که نیارد سوے گل گلزار

وله تاریخ شادی همت علیخان

شد نوید شادمانی ها گیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم همت ز فضل کردگار	جلوه از مهر و قمر باهم مبارک سازگار

ایضاً وله

عشرت خورشید طلعت ماه رو	جلوه گر شد با هزاران آرزو
از برائے تهنیت همت بگو	وصل ماه و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان سنہ ۱۰۱۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہوکے ہند و سندھ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری و شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

اور تاریخ دانی مین مورّخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمیٰ بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکورکے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصراً تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی هو هذا

سوئے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حدّ این بادیہ جز اشک نہ پیدست کسے	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

مجھے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تہے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاویدانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبدالرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تہے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے۔
پس ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمدآباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ سنہ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ سنہ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بہیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تہے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تہی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہیٰ کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصراً لکہتا ہون هو هذا
صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکہتا ہے کہ اُسی زمانہ مین
مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونوںمین باہم نہایت
محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تند خو سخت گو
کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو
وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو
بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہو گئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا
مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ہ

بہر سال وفات او گفتم	رفتہ ملا محمد صوفی ۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ	کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جارا
نمی ماند این بادہ اصلاً بآب	تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ۱۰۲۶ سنہ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ
کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ سنہ ہجری مین احمدنگر
دکن مین آیا۔ پہر احمدنگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر والد نے
سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی
والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف
تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص
اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ سنہ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔

فلک دیگر بکام زند دُرد آشام میگردد || عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد || این نہ دستار پریشانیست کہ از سر بندند

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ || یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تہے سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد بدن نغمہ نی ست || آبے کہ خاک بر سر آتش کند مے ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ اُن دنونمین مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت افتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵ مین فوت ہوئے۔ اور مین اُسی زمانہ مین مولانا محمد حسین قزوینی تخلص سپہرتی سے خط کی مشق کرتا تہا۔ سپہرتی شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیر تک قیام پذیر رہا۔ پہر وہان سے بارادۂ بیت اللہ لاہور گیا۔ من اشعارہ

ازبس بر آستان تو شبہا فتادہ ام || چون نقش پائے خویش ز پا فتادہ ام

چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم || اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ مین نے آپ کو سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تہا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دوش ورا انداز زلف یار گرفتن || بر من آسان نمود مار گرفتن

جام بکف گیر و ز آفتاب بیاموز || راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر || گر تابوت روم شوخی گہوارہ کنم

اُنہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تہا۔ امامی تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب   نالان نالان بسے دویدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب   در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولا وطن سے ہند مین وارد ہو کے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہو کے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو   افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ

خلف او میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من اشعارہ

زلفش ز دو سو گوئے رنج ز ایمان دل آت   از یکطرف آمد خط و گو راز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔
اور نیز ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشنجر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشد ہمیشہ مصحفِ رو را ز چشم من   زانسان کہ روز ابر زباران کتاب را

محمد فضل و سال او چہار ست   علی زان فصلہا فصل بہار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ اصفہانی تہا۔ مین نے اسکو بنگالہ
مین دیکہا تہا۔ فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذار ان ز دست ب درگذشت باغ   روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا۔ پہر پٹنہ سے جونپور گیا۔ مین
اس سے دونون مقام مین ملا ہون۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا
اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا۔ شاہزادے پرویز کی
خدمت مین چند روز رہا۔ کچہہ فروغ نہین پایا۔ جونپور سے بنارس مین آیا۔ اور
یہان سکونت پذیر ہو گیا۔ جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ
کی خدمت مین آیا۔ عنایت سے سرفرازہ ہوا۔ جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا
اسوقت بنارس مین مراجعت کی۔ بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک
سکونت پذیر رہا۔ جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا۔ مراحم سلطانی سے سرفراز
ہوا۔ آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا۔ صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال
سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہو کر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا۔ من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت   حیف چون عمر یکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جسکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے
دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے۔ ان کے فرزند محمد لطیف
لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے۔ خوش مزاج و لطیف الطبع تہا۔ دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔

جب ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش　　ناز پرورد گلستان زخم خارے ہم نداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست　　ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تھے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے۔ حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکھا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش　　شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پھر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے میر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ؎

پادشاہ زمانہ شاہجہان　　خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم　　ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم　　تا جہان باد در جہان باشد

پھر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکھا ہے۔ اگر دیکھنا مطلوب ہو تو وہان دیکھئے۔ من اشعارہ

بیدوست یکدو روز صبورم کہ از فراق　　چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افکند　　کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پھر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تھے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تھے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین بہی تھے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا کبہی کبہی شعر بہی موزون فرماتے تھے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست　　مرا دو چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تھے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشود دم اید وست — تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تہے۔ کبہی عطائی۔ کبہی معنوی تخلص کرتے تہے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تہے۔ اب سنتا ہون کہ دو نون بہائی فوت ہو گئے۔ من اشعارہ

ملبب گرفته بطمی ازین جهان رفتم	بسان طفل که پستان گرفته خواب رود
هر لحظه خطش در نظرم خوبتر آمد	همچو خط استاد که بینی بتامل
سودا بسرم همچو پلنگ اندر کوه	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه
دور از وطن خویش بخواری گردم	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه

اور شعرائے جونپور سے تہا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اسکی عمر صد سال سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بہی تہا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تہا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب دنیا دل دانا — که شمع مرده را بر سر نگردد هیچ پروانه

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین سنہ ۱۰۳۵ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولا جونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تہے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایکسال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تہا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاه در رفتن شاه — سازد از سال فوت او آگاه

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہو کے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبزی قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اس زمانہ مین سخندان صائب طبعان سے ہے۔ بشروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاه گشت دلم تا لب آمده تمام	درون من شده چون دود کش سیاه تمام
ز یک نگاه بمن لاف التفات مزن	مکرد دعوی خود کش بیک گواه تمام
بنائے صورتش با حتیاط نهاد	چنانچه او کرد در دو ماه تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانه اش پناه تمام

میر سکوتی بہی مستعدان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتدارون سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اب سنے مین آیا کہ وہ فوت ہو گیا۔

آلوده بخونم چه کنی تیغ نگاهت — ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ است

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

هرگز زیاده چهره ما لاله گون مباد لبریز — ساله رشک صحبت صد ساله عشرت است

جامِ عشرت ما جز بخون مباد
خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم
کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چندروز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت وہمرکابی ہونے سے بازرہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر وفرودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب ومحن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے۔ شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر ودار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد وخوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ هوهذه

چون بسوئے دکن نہادم رو
سخت محنت کشیدم از ہر سو

رخت بستم ز شہر برہانپور
چون شدم منزلے ازان دور

رنج غربت اثر نمود مرا
رنج بر رنج فزود مرا

خون دل راوران گذرگہ تنگ
راہبر اشک و آہ ہیش آہنگ

تیرہ شد روز دلفروزئی من
دل من تنگ تر ز روزئی من

زخم از درد دل زریر شدہ
دلم از راہ باد گیر شدہ

چاردم روز چون سپردم راہ
شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شہر عنبر نسیم مشک سرشت
آب او بردہ آبجوئے بہشت

خاک آن بقعہ مشک اذفر بود
راستی آن بنائے عنبر بود

ہم در و قصرے آسمان مانند
سایہ برابر و پایہ برابوند

ساکنانش ملک بہ نیکوئی
بزمین آمدہ آسمان گوئی

روز دیگر شدم ازان منزل
آب در دیدہ آتشے در دل

شہرے آمد بہ پیش من در راہ
قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ

قلعہ سر فرازہ ہمچو فلک
ساکنانش شنیدہ ذکر ملک

قلعہ داران فزون تر از انجم
فکر اختر شمر در اینان گم

اطلسِ چرخ تنگ بر تن او
شمع خورشید زیر دامن او

تیغ او پاسبانِ خرمن ماہ
دستِ گردون ز دامنش کوتاہ

نام آن شہر و قلعہ پرسیدم
ز یکے دیوگیر بشنیدم

دیگرے گفت این صبا باشد
اینچنین شہر در کجا باشد

دیگرے گفت دولت آباد ست
شاہ جم دولت در و شاد ست

شہر یار دکن نظام الملک
مالک صف شکن نظام الملک

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی سے اور نگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تہے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تہی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک مین شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور اسمین عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا۔ کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کر کے بیجاپور مین چندروز عادلشاہی دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت عبید حبشیہ دکنیہ وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز بطریق سیر و شکار اُس میدان پُرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تھا آیا۔ اور وہان خیمہ و خرگاہ قائم کیا چندروز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سیرابی و شادابی دیکھ کے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلسہ نے ملک موصوف کی راسے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تھا وہان شہر کی نبیاد رکھی۔ اور اسکا نام خرگاہی رکھا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا۔ پھر عوام الناس کے استعمال سے خرگہی کا کرکی و کھرکی ہوا۔ انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پھر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تھا میرے حال پر مہربانی کی اور مجھکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش نما و خوش وضع تھا لیکن ویران و خراب ہو رہا تھا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

شعر
شہر دیدم خراب چون دل ریش ۔۔۔ یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر ۔۔۔ دلِ مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر ۔۔۔ بر سرش قلعہ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ ۔۔۔ دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد ۔۔۔ تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم ۔۔۔ تن جوزا ز تیغ او بدونیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تھا۔ از آنجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والا مین حاضر رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیردستان را نوازش کن بہ از زور یا مکرد ۔۔۔ قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن متوہم ہو کے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تھا کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا سن ۱۰۳۹ھ

ہیچ نگفتیم چرخ بیسر و پا را ۔۔۔ ہر کہ نوشتی برات روزی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی

شعر
خورد چربی و مالد دست بر سر ۔۔۔ چو شمع آو یختہ ہر موے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلیے بھیجا۔ مین بھی ہمرکاب تھا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خورده کاشی کو دیکھا۔ شعرا زمان سے تھا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تھا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا - اور حج کا عزم کیا سنہ ۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجامست و بس ... ہمت از کعبہ تا بتخانہ یک گامست و بس

برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ داشت ... ہر کجا پرواز کردم دانہ و دامست و بس

سنہ ۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا - اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا - اولا گجرات مین پہنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجہ ہوا - اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتہہ ہوا - اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا - مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا - وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش سیرت تہا - شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا - من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا ... کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمد آباد گجرات مین پہنچا - اور وہان سکونت اختیار کی - تقی بلبانی سے جو شیخ اوحدی بلبانی کا نواسہ تہا ملا - تذکرۃ الشعرا اسیکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے - من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشید از ہم ... کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمد آباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجہ ہوا - شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا - اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی - انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے ہین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے - محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے - نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا -

بزرگان زمانہ سے تہا - طلب علوم مین مشغول تہا - روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی - علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا - ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا - میرے حال پر بہت مہربان تہا - اکبرآباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا - پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا - مین بہی وہان انکی خدمت مین پہنچا - سخندانی و شعرگوئی سے انکی طبیعت مناسب تہی - خوب کہتا تہا - من اشعارہ

الہی رشتۂ شوقم بکف دہ ... ہوس را بر جگر داغ تلف نہ

تنم را خاک فرسا کن ز پستی ... سرم را بندۂ زانو پرستی

امیدم را بکف دامان غم دہ ... تمنا را تمنای عدم دہ

ندارم پای ہمت جز بدامان ... مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبرآباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا - ذکی الطبع و خوش وضع تہا - اسلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا - من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + ... + صفحۂ شعر ما قلمرو ماست

گاہ در چشم ہست و گہ بر روی و گہ بر آستین ... از پریشان اختلاطیہای اشک خود دترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبرآباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی - اور وہان کا ارادہ کیا - اولا قنوج کے رستہ سے بہرائچ مین آیا - چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی - بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے - آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے - آپ کی شہادت سنہ ۵۵۷ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی ۔ پہر مین جونپور مین آیا ۔ اور وہان سے براہ راست
پٹنہ مین پہنچا ۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے
چند روز پٹنہ مین گذارے ۔ سنہ ۱۰۳۶ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہو کے آیا ۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا ۔
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا ۔ صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا ۔ اور خاص میرے ساتہہ بڑا وہ محبت رکہتا تہا ۔ من اشعارہ

نمونۂ جرس بیدلم صدا نکنم ... زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند ... عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا ۔ اور چند روز کے بعد راج محل مین
پہنچا ۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا ۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا ۔ رنج سفر سے آرام پایا ۔ اُسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستعد ہوا ۔ سید مذکور علما ر اکابر سے ہین ۔ باوصاف
بزرگان اولیا موصوف تہے ۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا ۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا ۔ اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا ۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے ۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین ۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق ۔ وانوار الہدیٰ
فی العلم الالہی ۔ وصراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا ۔ شعر و شاعری سے بہی آپ کی

طبیعت مناسب تہی ۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے ۔ من اشعارہ

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند ... زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند ... جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے ۔ لطف طبع و سخن فہمی مین
معاصرین سے ممتاز تہے ۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین
فوت ہوئے ۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا ۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت
کہا ہے هو هذہ

امروز چو دید میرزا صادق را ... شد سرمۂ نور دیدۂ عاشق را
یا رب زانجا کہ ہست لطف تو مباد ... جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص ۔ و رسالۂ عدالت ۔ وانموذج العلوم
و دیوان شعر وغیرہا ہین ۔ پہر مین اُسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے
مشرف ہوا ۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے ۔ حاصل تخلص
فرماتے تہے مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے ۔ خوش طبع و خوش مزاج
و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

بایدچو برق خندہ زنان از جہان گذشت
بسکہ دارم ناتوانی چون نے جا جنبیدہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم
مائیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم

نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
کہ ہر کہ پردہ دری کرد رو سیاہ کند
در کشتی عمر ناخدائیم ہمہ
در گوش زمانہ چون صدائیم ما

چون کثرت خلق را نمودار یکیست　　در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواہ و یکے طلب کیے در حلقهٔ ذکر　　تسبیح ہزار دانہ را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور رہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب ساتذہ سے مجکو یادہ مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم　　سنگ رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملّا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت　　دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نغنودن کارے　　گوئیا رستہ ز آب مژہ بیدارے
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندے　　کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

ہستی ما است بر رخ آئینهٔ وجود یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار گفتی کہ جہان چیست نمود بے بود مانندهٔ لفظ لاست ہستئ دو کون	چون تیرگی دم کہ دمے ہم نیاملے وین دائرہ ز شرعیت دوران نماندے حق است و بے منکر حسنش نتوان بود صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبد الرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور ہوا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سید کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہوکے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے درمیان دیر و بت خانہ و بت پرست در مجلس دوست ز ہر پیمانہ یکی است از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض	رشتہ بیونا جو نیست کمتر از زنار نیست آہ سحر و نعرهٔ مستانہ یکی است گر خانہ دو تاست صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبر آباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلربا ست نگہدار خویش باش　　دزدی کسے بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر بہ گو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

زپا افتادہ عشقت امید از چشم تر دارد　　کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم ازو راز تو چون بوئے تو بر گرد تو میگردم | اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع و سخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔ بیت

پیش او بعد مسافت نبود پنداری | کاسمان وار گرفتہ است زمین را بہ بغل

اور اُسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا۔ من اشعارہ

از ما بپوشی چہرہ کہ ما بے ادب نئیم | کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی | سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حکمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر باجل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

نو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده | ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ | درخت بجویندش بالد ہر استخوانش در اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دل دشمن جان بود ہلاکش کردم | وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم | در مشہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کر کے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود | دل یکے آتش پرست و سینہ آتش خانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم و سخن دان تہا۔ من کلامہ

اگر اسیر سیہ چردہ شد بہم سخت است | دل شکستہ ما مومیائی مینخواست

رخسارہ و لب او درد مرا دوا کرد | گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع و خوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ میرزا ابو سعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

اے خوئے کجت نماز جان را محراب | ابروئے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنی | ہر سوست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

آرائش دیوانہ گل داغ جنون بس | از سر ہوس طرہ و دستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

چون رشتہ غم تو بسوزن در آورم | دلق فراق پوشم و بر تن در آورم

جہانگیر نگر مین مشہور داس نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دست ما تا گرفت دامن دوست | دگر از آستین ما بگریخت

چون دو لا بم ز چرخ پیر فن | سر در چاه و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قید خانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بہیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من که رساند حکیم رکنا را	ز درد من که خبر میدہد مسیحا را
منم فتاده بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	که با مسیح تو لا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق میں لکہتا ہے کہ میں قاسم خان کے عہد میں بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چندمدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت میں بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیرنگر میں واپس آیا۔ اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جو رؤساء بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر میں محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت میں تہا من اشعارہ

زبسکه بر تن خصمت نشسته بر هم تیغ	گمان برند که پوشیده دشمنت جوشن
مطربا که بلب قلنہ می نوشان بست	نے جدا از لب و کوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ گرفتار کر کے جہانگیرنگر میں لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میر شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ہے ع بر و دہی ہر کمالے را زوالے است ۱۰۵۱
پہر میں بہی جہانگیرنگر میں لشکر کے ساتھہ واپس آیا۔ اسوقت چراغ بیگ شاملو سمندر تخلص جہانگیرنگر میں آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی میں خوب مہارت رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ میں فوت ہوا چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد میں بنگالہ میں بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر میں فوت ہوا۔ میرے دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکه طغیان میکند	چشمم تا بر هم زنم صد خانه ویران میکند
بیک تبسم گل در چمن بنیا بی	چه خار خار که در دل فتاد بلبل را

اور انہیں ایام میں میں نے سبحان شیرازی کو دیکھا۔ آقا محمد زمان کی خدمت میں آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے۔ مجکو موصوف الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژه صد رخنہ بدل کرد	با خامۂ مو کش بکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شده از سبزه و گل خاک نشین را
سپید ہم دال زلفت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ میں زنبیل بیگ خلخالی منشی تخلص کو جہانگیرنگر میں دیکھا۔ ملازمت سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکه می بوسد لب جانانه را	می کلم خندا نکه لب دارد لب پیمانه را

اور نیز شہر ندکور میں سید عبدالحی تخلص خرابی کو دیکھا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

اعفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تھا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین

دل خوشنہ خوشنہ از زلف غم شد از آنکہ من	یکجو کلف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ۱۰۴۳ سنہ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین امیر علاء الدولہ مرعشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ بھی برادران میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تھا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تھا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکھا۔ وہ بھی شعرا مین فرد فرید تھا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تھا۔ من کلامہ

بجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بلی ازو دگری نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال [illegible] سنہ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بھی شاعر پرگو تھے۔ من اشعارہ

موج اشکم چون بغل بکشاد چیخو گفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بدرین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ماہون گفت بس

جان ندہند ش بصد برزم حریفان	تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را
بکشائے دلیرانہ کمینی بر چشم	مگما رز خون دل امینی بر چشم
اے دردکشان شراب در شیشہ کنید	از بہر دل خراب در شیشہ کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل	گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ہم چار بھائی حقیقی تھے۔ ایک محمد تقی ایران مین رہا تھا۔ مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتھہ ہندوستان مین آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تھا اور دوسرے بھائی بھی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تھے۔ من کلامہ السعید

گوئی جام شاہ ز بس گشت روز رزم	آراستہ است بہر وجودش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمہ خود بر ہوا خورد	از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین۔ و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تھا کہ قید خانہ مین بھیجے جائین۔ لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجھکو اور میرے بھائیونکو اپنی حفاظت مین رکھا۔ آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا۔ مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا۔ مقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا۔ پس خان موصوف کے ساتھہ جہانگیر نگر مین آیا۔ جو کچھہ امید رکھتا تھا اسکا خلاف پایا۔ مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا۔ اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تھا۔ شعرا زمان سے تھا جہانگیر نگر مین دیکھا دہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت رے اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع وسلیم المزاج
تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را	ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستور اینجہان خراب	گریہ مست و خندہ یکی ست
گزرین از جارود آزادگان را باک نیست	ہمچو نخل موم مار انشئہ در خاک نیست
شب وصالے اگر روز کردہ دانی	کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل و لالہ آب بیتو	بگلوئے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدال شد و از من عیب است	چون رگ لعل ز دانا رگ گردن عیب ست
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد	چو گوش گر شنوا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا
چند روز یہان رہا پہر ایران چلاگیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال
مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گذشت	دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع ولطیف المزاج تہا
بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا۔ منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد	مستی دارد ہر انچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع
و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانانہ باخت	کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل انداخت

پس انہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی۔ ملک مین
فتنہ برپا ہوا۔ اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا۔ اسلام خان نے
اپنے بہائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے
بہیجا۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جاگیر کو ترک کرکے
با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا۔ لشکر ظفر اثر مین لاحق ہوگیا۔ میر زین الدین علیخان
نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی۔ چار مہینہ تک میرے ہمرکاب رہا
آرام سے بسر کرتا تہا۔ اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا
لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا۔ من اشعارہ

پیچش زلف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہوگیا۔ اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا۔ تب
مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا۔ تاکہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر
لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا۔ اور اسلام خان کی
ملازمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ
دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا۔ روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا۔ بامر مجبوری
چارنا چار گزارتا تہا۔ اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین
وارد ہوا۔ مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات
و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرجس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ع دمی آب بجو ربیاد حسین + اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین ہند مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پھر صاحب قران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہو کے ۱۰۴۷ سنہ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ع

برروی زمین سوار چو تو نبود	دہر ہنر آشکار چو تو نبود
بر درگہ شہریار چو تو نبود	اینہا سخن است یا چو تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت با من بیدل یار است	ہم دلشکن من است وہم دلدار است
دست تو مدام با دلم درکار است	تو خسروی او طلای دست افشار است

پھر مین نے ایک غزل موزون کرکے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوی میخانہ بیاید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک ندیدست کسی	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیابم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

ہمرہ عشق ز سرحد جنون خواہم رفت	ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت

من اشعارہ

دہر لغزشگہ مردان خدا است	موسی اینجا بعصا میگردد
ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست

پھر مین اسلام خان کے عہد مین خواجہ سعدالدین محمد مشہدی کی ملازمت مین پہنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہین۔ آپکے والد حاجی غیاث تاتجار زمانہ سے ہین فی الحال اسی ملک مین سکونت رکھتے ہین۔ من اشعارہ

جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری	ہمچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما
خوش آن سامان بتقیدی کہ چو طفلان از شکست گل	بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم
زندہ دارد کوہکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی کے عہد مین کسی بدمعاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتین بیان کین۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ ٹھانہ سلیم آباد جائے ناچار حسب الحکم سلیم آباد مین آیا۔ تا ماہ شعبان ۱۰۴۸ سنہ ہجری ٹھانہ مین قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا۔ مجکو سلیم آباد سے بلا لیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بھی میرے حال پر مہربانی نہین کی۔ بلکہ جو منصب رکھتا تھا اسکو بھی کم کرکے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادرزادہ آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کرکے مجکو ٹھانہ ادراک پور پر مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب۔ ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب ۔ میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص ۔ میرزا محمد علی نام ۔ اُسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا ۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا ۔ ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی ۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال و متعلقین کو بلا لیا ۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی ۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی ۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین ۔ صائب کا والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا ۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا ۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا ۔ شیخ کامل نے ریزہاے کاغذ کو سیریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا ۔ باقی چہوڑ دیا ۔ شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا ۔ اب ثلث جہان کو مسخر کریگا ۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا ۔ انتہی کلامہ
پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا ۔ مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا ۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسب و مخصوص تہی ۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت رکہتا تہا ۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی وایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے ۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے ۔ وہ خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے ۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک صاف ہوتا ہے ۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا ۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے ۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تہا ۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی ۔ تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجے مصرع یہہ تہا ۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت +
صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا ۔

امشب از ساقی زبس گرم ست محفل میتوان شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا ۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا ۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تہا ۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا ۔ اکثر اوقات اس کے گہر پر آتا تہا ۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان کر دیا ۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون کیا ۔ اور وہان سے چلدیا ۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا ۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب   عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تہی۔ خاص شعرا کی قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تہا۔ پس صائب کے دل مین بہی خیال پیدا ہوا کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست   رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ ہست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا ۳۶ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔ صائب تاجرزادہ تہا زاد و راحلہ کی کچہہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین پہنچا۔ وہان ظفر خان بن خواجہ ابو الحسن وزیر اعظم نیابتًا باپ کے جانب سے حکمران تہا۔ علم دوست فیاض و قدردان اہل علم تہا۔ صائب خانموصوف سے ملا۔ ظفر خان نے اُسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔ صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا باہم خوب مشاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتًا فوقتًا خانموصوف کی مدح و ثنا مین قصائد لکہتا تہا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفر خان اپنے کلام کو مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست   تازہ گوئیہائے او از فیض طبع صائب است

ظفر خان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا۔ کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفر خان کا نام بہی لیا جاتا ہے۔ ظفر خان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی۔ اور اسیطرح مرزا صائب ظفر خان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز۔ و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا۔ ظفر خان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا۔ اکثر اوقات خانموصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے۔ پس صائب نے حسب خواہش خانموصوف اس اہم کام کو قبول کیا۔ اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے نتخبہ اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا۔ چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوشخط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدر آباد کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا۔ اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا۔ کسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین۔ [illegible]

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا مقر و معترف تہا۔ اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا۔ خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا۔ ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی۔

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان   ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضًا دوسری غزل مین کہتا ہے۔

روا است صائب اگر نیست از رہ دعوی   تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے ۔

این و آن غزل حضرت رکناست که فرمود   پائے ملخے پیش سلیمان چه نماید
در اصفهان که بدرد سخن رسد صائب   کنون که نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے ۔

صائب چه خیال است شوی همچو نظیری   عرفی به نظیری نه رسانید سخن را
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل   این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان کمال   تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا ۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہدیتا تہا ۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا ۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا ۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی ۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا ۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا ۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا ۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہکر چلے گئے ۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو ۔ شاعری فی زماننا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے ۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا ؎

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند   ہست مضمون نہ بستہ بند تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا ۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہہ کے بہت خوش ہوئے ۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا ۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے مدح گستری پر ناز کرتا تہا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہین ۔

کلاه گوشه بخورشید و ماه می شکنم   باین غرور که مدحت گر ظفرخانم
ز فو بہار سخایش چو قطره ریز شوم   قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم
بلند بخت نہالا بہار تربیتا   که از نسیم ہوا داریت گلستانم
حقوق تربیت را که در ترقی باد   زبان کجاست که از حضرتت سخن رانم
تو پائے تخت سخن را بدست وادی   تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم
ز روئے کرم تو جوشید خون معنی من   کشید جذب تو این لعل از رگ کانم
تو جان ز رو خلل بجا مصرع مرا دادی   تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم
ز رقت تو بمعنی چنان شدم باریک   که میتوان بدل مور کرد پنہانم
چو زلف سنبل ابیات من پریشانم   نداشت طره شیرازه روی دیوانم
تو غنچه ساختی اوراق باد برده من   وگرنه خار نمی ماند از گلستانم
تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی   چو گل تو زر بسپہر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کر کے اسکے دیوان کا تکملہ کیا ۔ یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا ۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تہا ۔ اور معانی باریک کے سمجہنے مین بحث و تکرار ۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تہی ۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تہا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تہا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجہتا تہا۔ اشعار بالا مین جو کچہہ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح مین مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ مرزا سنی المذہب تہا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈہب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تہا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی اُن کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور اُن کے مدائح مین قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تہے۔ مذہب مین سخت متعصب تہے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکہتے تہے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبہی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔ بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تہا۔ عالم جوانی مین شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

اپنے گہر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطر داری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبہی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکہا جب شعر کا ارادہ کرتا تہا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تہا۔ ایکروز میرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تہا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند — دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین بر ابرش نہند — چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بہی اسکا جواب لکہنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکہہ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا۔

بفرمود تا زین بر ادہم نہند — بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکہو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تہے کہ اُنکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اُٹہانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچہہ تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تہے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہوکے ہند مین مراجعت کی۔ اور وطن مالوفہ جونپور مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا۔ مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین بہی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے۔ صائب تماثیل و نظائر مین از روئے کثرت تمام اقران و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے۔ کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندہتا ہے۔ محاورات فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون دلچسپ کے مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین۔ دیگر شعرا نے بہی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے مگر بہت ہی کم۔ صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بہی تمثیل سے خالی نہین ہوتا ہے۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکہا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا۔ اور اُس کے کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب کی دیوان طلب کرتے تہے۔ اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک کو بہیجتا تہا۔ تحائف مین یہہ تحفہ غریب ہوتا تہا انتہی کلامہ

بندہ فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکہا کہ صاحب بیاض لکہتا ہے کہ دنیا مین صائب کے کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکہا۔ اور مقبولیت تامہ کی خلعت نے زیب بدن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہ ایران سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تہے۔ شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً ہر ایک طالب کی خدمت مین بہیجتا تہا۔ اور شائقین جہان کہین اسکے اشعار گوہر بار

و دُرر آبدار کو پاتے تہے بیاض مین نقل کر کے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکہتے تہے اور اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کر کے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تہے گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تہے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوئی تہی مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تہا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کر کے فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تہے۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط نقل کر کے تجار کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے۔ تجار قیمت واجبی دیکے خریدتے تہے۔ کتب فروشون کی تجارت رونق پر تہی شائقین و راغبین سے من بہائے قیمت لیتے تہے خوب نفع اٹہاتے تہے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر دیوان کے لکہنے مین مشغول ہوئے۔ اور تاجرون کے ہاتہہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تہا۔ کبہی ایسا اتفاق ہوتا کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تہا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ کی دوکان پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے خود صائب بہی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تہا ایک گوشۂ دوکان مین بیٹہے ہوئے کتب دیکہہ رہا تہا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صاحب کو نہین پہچانتے تہے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار۔ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است۔ گفت آقا جان ما و شما۔ ہر آئینہ دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب اند۔ وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قرمساق صائب

چنیرے دیگر ست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الخ پس صائب طالب شائق کا کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کہڑا ہوگیا۔ طالب سے کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب دیتے ہین۔ طالب کو گہر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا ہین آپکا نیازمند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بداہتہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصراع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصراع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصراع مہمل پیش کیا۔ ع دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو بامعنی کر دیا ؎

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن

مرزا صائب ۱۰۳۳ھ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت پذیر رہا۔ حسب الحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکرخان کے سپرد ہوئی تو ظفرخان کابل سے دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بھی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتہہ رکہتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ھ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفرخان بہی بادشاہی لشکر کے ساتہہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خانموصوف کے ہمراہ دکن مین آیا دارالسرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبارخیزی دیکہہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

توتیا سازد غبار آگرہ و لاہور را — چشم من تا خاک مال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹہہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخریہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر — نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند — نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا — زاہل نظم کہ گفت ست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹہا ہوا دیکہا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹہا تہا۔ فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس — سگ نشستہ ز استادہ سرفرازتر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم — نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم — نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے۔ بخلاف اسکے اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل لہما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمۂ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔ اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے سنہ ۳۹ ہجری مین وارد ہند ہوا اُسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتہہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بہی خانموصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیرفانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامرلاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون ظاہر کیا ہو ہذہ

گذشت سال ہشت رفت کہ از اصفہان بہند	افتادہ ہست توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبہ گستاخ شوق من	از اصفہان بہ آگرہ و لاہورش اشکبار
زان بیشتر کز آگرہ بہ معمورۂ دکن	آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند	با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو	اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است	لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار
باجبہہ گشادہ تر از آفتاب صبح	دست دعا بدرقۂ راہ من برار

پس حسن اتفاق سے اُسی عہد مین یعنے سنہ ۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا سنہ ۴۲ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را ۔۔۔ گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور مدۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک زمین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش و قدردانی نہین بہولتا تہا

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کر کے بھیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمتست ۔ ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ ۱۰۸۰ ہجری مین مرزا صائب نے مقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو ۔ عالم پرست از تو و خالیست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ھذا

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا ۔ رفت زین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش ۔ بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھسے تذکرۃً فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ مین قدرے واند کے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف و مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و ما فیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل نبود باین رتبہ بہ یکجا صائب ۔ نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعرائے معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بمور وقت سخن دست طرح دہ صائب ۔ گرت ہواست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تہا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے ھو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند ۔ ز جوش فکر مے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم ۔ پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین ۔ ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند ۔ ز ند چو طبع بلندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم ۔ وگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا تہا کسیکو حقیر نہین سمجہتا تہا۔

شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکہتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کر کے نقل کر دیتا تہا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان گلہائے متفرقہ کا گلدستہ

گزارش کیا جاتا ہے۔ ھوھذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت	در دیده ام خلیده و در دل نشسته
این جواب آن غزل صائب که میگوید ملک	چشم هم‌نشین باز کن تا هر چه خواهی بنگری
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد	سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت	ای روشن از رخ تو زمین و زمان همه
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت	چو شیر از دو طرف می‌کشند زنجیرم
جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع	کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است	از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب	که جای طالب آمل در اصفهان پیداست
صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست	که گران می‌بود آن کس که توکل دارد
این جواب مصرع اوجی که وقتی گفته است	پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
این جواب آن غزل صائب که ادہم گفته است	گر منش دامن نگیرم خون من خوردہ نیست
جواب آن غزل حاذق ست این صائب	بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است	تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی	باد آیا میکده رنگ شوق ما سرپوش داشت
همین ز خاک فرج کامران نشد صائب	که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید
این خوش غزل ز فیض سعیدای نقشبند	صائب ز بحر دل بتامل رسیده است
صائب نداشتم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظهوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن	تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم۔ میرزا محمد طہرانی المتوفی ٥٦ سنہ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تہا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم — تنہا نہ بر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحةً بیان کیا اور سرقہ متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت و ذی بضاعت ہے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون ہین باہدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین۔ ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

سلیم	صائب
مشاطه را جمال تو دیوانه می کند	دل را نگاه گرم تو دیوانه می کند
کائینه را خیال پریخانه می کند	آئینه را رخ تو پریخانه می کند
صدا چگونه بر آید که این سیه چشمان	نماند نالهٔ دل در و بیشهٔ ما را
بسنگ سرمه شکسته شیشهٔ ما را	بسنگ سرمه شکستند شیشهٔ ما را
سلیم	صائب
چشم تو ام ز هوش تهیدست می کند	از چشم نیم مست تو با یک جهان شراب
یک سرمه دان شراب مرا مست می کند	ما صلح کرده ایم بیک سرمه دان شراب
غنی: هر کس که دید روی تو دیوانه می شود	آئینه از رخ تو پریخانه می شود

سلیم		صائب
ز آشفتگی طرّهٔ مقصود خبر داد هر خال که از شانهٔ شمشاد گرفتیم	ولہ	خواهد فتاد دامن ز نقش بدست من این خال را ز شانهٔ شمشاد دیده‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوهر ذاتی بس است لاله در کوه بدخشان نباشد گو مباش	ولہ	شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباش لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی که طوق فاخته بر پائے سرو خلخال است	ولہ	حسن بالا دست را آرایشی چون عشق نیست طوق قمری سرو را بهتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم هند جگر خوار خورد خون مرا چه روز بود که راهم باین خراب فتاد	ولہ	صائب از هند جگر خوار برون می آید دستگیر من اگر شاه نجف خواهد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حناست بهار و خزان ما	ولہ	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوهٔ برق ست در میخانه هشیاری ما	ولہ	از پئے قغبر بالین ست بیداری مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	ولہ	گره و بر خاک لالہ پر فشانی بستهٔ بالا مرا

دلم بپاکئی دامان غنچه میکرد	ولہ	که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را	ولہ	دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا	ولہ	هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را	ولہ	که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می‌پرستش را
صفائے سینه مراد در حرم کند قندیل	ولہ	چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشه ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن	ولہ	خون دل از پیاله ز رسید هد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه	ولہ	کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغے بداغ دیگر آمیزد	ولہ	چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را
در خور پروانه‌ام بزم جهان شمعے نداشت	ولہ	سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر	ولہ	چون رشتهائے شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن بهیچ که این رخنه فساد	ولہ	در خون گرم غوطه دهد جائے مرد را
بسته ست چشم روشن از سیر مال ما را	ولہ	چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین	ولہ	خوشا کاریکه بر آتش نشاند کار فرما را
چشم بر صنع الهی باز کن لب را ببند	ولہ	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفریکه ما خوش کرده‌ایم	ولہ	سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند	ولہ	به که باشد خانهائے دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما	ولہ	گردش چشمے بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب از آب شمشیر تغافل گشته ایم	ر	میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما درد مندان آگه اند	ر	میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

درفضای خاطر ما تیر پیکان میشود　وله　ناله میگردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست از دامن او کوته ست　وله　نارسائیهای اقبال ست دامن گیر ما
مرا ز پیر خرابات نکتهٔ یاد ست　وله　کز غیر عالم آب انچه هست برباد ست
گنه بارث رسیدست از پدر ما را　　خطا ز صبح ازل رزق آدمی زادست
شاهد خودبینی خوبان درین رعنا چمن　وله　بر سر زانوی گل آئینه شبنم بس ست
کام دل نتوان گرفتن از جهان بی روی سخن　وله　آتش آوردن برون از سنگ کار آهن ست
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب　وله　دیگر از نام چه در دست عقیق یمن ست
ای برق بیمروت پا را شمرده بگذار　وله　هر خار این بیابان رزق برهنه پائی ست
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده ست　وله　نقش پای چندزین طاوس هر جا مانده ست
اهل کمال را لب اظهار خاموشی ست　وله　سنت پذیر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت　وله　هر که برخاست زجا سلسله بر پا برخاست
درین دو هفته که مهمان این چمن شده　وله　بخنده لب بگشا روزگار گل چین ست
نقش پای رفتگان هموار سازد راه را　وله　مرگ را داغ عزیزان برمن آسان کرده است
در طلب با بیزبانان امت پروانه ایم　وله　سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان ترست
ما حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست　وله　گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن ست
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود　وله　گریهٔ از هر سر مویم براه افتاده ست
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود　وله　این بنای خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست　وله　یوسف این گناه بزندان نشسته ست
نه از روی بصیرت سایهٔ بال هما افتد　وله　سیه بختست دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جای نمیروی که دل بدگمان ما　وله　تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود
مرا زیاد تو بردو ترا ز دیدهٔ من　وله　ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران ستانه بر ما بگذرد　وله　در فرنگ این ظلم وا این بیداد حاشا نگذرد
دوردستان را باحسان یاد کردن همت ست　وله　ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند
زپیری حرص دنیا نفس طامع را دو بالا شد　وله　گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مثنی شد
که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید　وله　که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاک عشاق از شوق فنا باشد　وله　الف در سینه کندهم ز ذوق آسیا باشد
ای خوبی امید باین دستگاه حسن　وله　این یکدو بوسه گر نشماری چه می شود
رمزی ست زپاس ادب عشق که مرغان　وله　شب نوبت پرواز به پرواز گزارند
لکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها　وله　که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد　وله　از فیل مست کعبه محابا نمی کند
ثمر پخته نگیرد به سر شاخ قرار　وله　سر منصور ز خامی ست که بر دار بود
سالکانیکه قدم در ره جانانه زدند　وله　پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند　وله　ره روانی که در کعبه و بتخانه زدند
سرو دستی که فشانند بعالم زندان　وله　زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم از ان حال بپوشید که در روز نخست　وله　برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان　وله　سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات　وله　شمع دستی است که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل　وله　طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

ازسعی کار عشق شود خام بیشتر ولہ بیچد بمرغ بال فشان دام بیشتر

ازتماشائی پریشان جہان دلگیر باش ولہ وا ئہ یک نقش چون آئینہ تصویر باش

یا داز نگاہ گیر طریق سلوک را ولہ در عین آشنائی مردم رمیدہ باش

قد نہال خم از بار منت ثمر است ولہ ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نہ آن جنسم کہ از قحط خریدار ز بہا افتم ولہ ہمان خورشید تابانم اگر و زیر پا افتم

بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم ولہ نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم

سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما ولہ کہ آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست ولہ خونے کہ میخوری بدل روزگار کن

ہیچ ہمدردے نمی یابم برائے خویشتن ولہ می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن

نیست از منصور گر مردانہ میگوید سخن ولہ از زبان شمع این پروانہ می گوید سخن

تا رخ از بادہ گلرنگ برافروختہ ولہ جگر لالہ عذاران چمن سوختہ

من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف ولہ بہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختہ

اشکرا در دیدہ روشندلان آرام نیست ولہ ذرہ میرقصد دران روزن کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص۔ شیخ محمد نام۔ شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب و خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین مین منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی مین خدمت میر منشی گری پر متقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۹۷۴ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط

چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد مژگان اعراب خال خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب مین ایران سے دکن مین آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت مین باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمد نگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ مین مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر اکنون خطش از غبار دارد سر جبر

از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدر آبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدر آباد دکن سے تہا۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تہا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تہا طبیعت میں شوخی و ظرافت تہی۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تہا۔ ذی مروت و پاکیزہ طینت تہا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تہا بیباک و چالاک تہا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ **من اشعارہ الہندی**

بہ رقت اشک اب نکلا ہے شاید
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل

ہوا آنکہوں میں آلخت جگر بند
کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تہے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڑ ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت سات تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڑ سے برہانپور گئے۔ وہاں متوطن ہوئے۔ وہاں بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تہا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور میں وارد ہوئے۔ آپ سراج سے اردو میں اصلاح لینے لگے پہر برہانپور سے اورنگ آباد میں آئے۔ جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت میں پہنچے۔ فارسی اشعار میں میر آزاد سے اور ہندی میں شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے رفتہ رفتہ چند روز میں ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران میں ممتاز ہو گئے۔ اور میر صاحب کی خدمت میں جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئیں تہیں اُن کو بہی تمام کیں۔ میاں ضیا فارغ التحصیل ہو کے سنہ ۱۱۷۹ ہجری میں نواب میر حامد یار خان المخاطب بارسلان جنگ جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی مصاحبت و ملازمت میں داخل ہوئے۔ ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد میں مدت تک رہے۔ نواب صاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی۔ نواب ضیا سے بہت خوش تہے ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت میں نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے۔ اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی بدولت تہی۔ آخر میں آپکا کلام دونوں زبانوں میں استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا۔ اقران و امثال کے مجمع میں آپ کی شہرت درجۂ عروج کو پہنچی۔ آپنے ایک مثنوی آزاد کی مدح میں لکہی ہے۔ فارسی و ہندی دونوں زبانوں میں صاحب دیوان ہیں ہم ترجمہ کے خاتمہ میں دونوں دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہیں آپکا کلام دونوں زبان میں نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے۔ لطافت و نزاکت اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے۔ آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین ہیں دیکہنے سے خوب مزہ و لطف آتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے۔ ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی میں بے نظیر

ودلپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہین۔

آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی تزک و شان کے خواہان نہین تھے۔ قدر یا محتاج کے جویا رہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہین کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہین کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تھے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال مین لائق و فائق تھے۔

آخر آپ ۱۸۱۱ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم مین خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش خرم ہوے دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس شعر و سخن مین اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے پھر ۱۸۳ا ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست — قبلۂ جان و دل منقاد ماست
بادۂ عرفان زدہ ہوشیار مست — بعد نبی ہرچہ کہ گوئیم ماست
ہست سیادت چمنِ بیخزان — او بود الحق گلِ این گلستان
نامش اگر ہست غلام علی — اوست شہ ملک خفی و جلی
مطلع آن مہر بود بلگرام — پرتو او باد چراغ دوام
شہرہ خلق باستادی ہست — نامزد رتبۂ آزادی ہست
دررہ علم آمدہ او را دلیل — تربیت حضرت عبد الجلیل
گر بشماریم گلیمش رواست — مرتبہ اش را ید بیضا گو است
واقف اسرار زبان دانی است — انوری و صائب و خاقانی است

شعر ترش کلفت دلرا دواست — ہست سخن نامی راحت فزاست
نیست رقم کردۂ آن مقتدا — چون خط تقدیر بحک آشنا
ہرکہ از و درس بلاغت نخواند — بیخبر از عالم تحقیق ماند
ہرکہ بحالش نظر او شود — بہ ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبہ اش فوق تراز شاعری — بہر تفنن بود این ساحری
ہست بمعمورۂ علم و عمل — حضرت آزاد ابہرا جل
صرف ریاضت بود اوقات او — موعظۂ محض حکایات او
بہر حصول غرضِ خاص و عام — ہست ز تابش متحرک دوام
ہمت عالیش سحابے بس — رشحہ فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او — جملہ جہان بندہ اخلاص او
بسکہ بامداد کمر بستہ است — خانۂ او مامن ہر خستہ ہست
علم و عمل خادم دربار او — فیض و کرم بندۂ سرکار او
بے ادبی را بدرش بار نیست — محفلش آمادۂ اغیار نیست
مرحمتش مرہم ہر ریش باد — لیک برا حوال ضیا بیش باد

من اشعارہ الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد — طپش گناہ بود صید بسمل را
ولہ
تو ان ہشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را — کہ وقت خواب پا خارند پشت ناخن پا را
ولہ
بہوائے روئے کہ میزند دم حسرتے دل تنگ ما — کہ بہار مشق جنون ز گل بریدن رنگ ما
ولہ
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد — گواہ باش کہ یکروز میکشم او را

زحال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم	وله	که ترک در پس سر بزده گره مو را
نباشد با سیه کاران سر و سخن گو را	وله	که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کند تعظیم روشن گوهران اطفال نادان هم	،،	که در دستار می پیچند کودکها حباب را
دلم به بزم بتان وا نمی شود بے او	،،	چو غنچهٔ که بود در میانهٔ گلها
وقت پیری از لب شور بتان پرهیز کن	،،	که پیر قصد ز تاثیر نمک پیروص را
بر نمی خیزم اگر از کوئے تو انصاف کن	،،	گر ز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان	،،	پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را
مرا بقتل رسانید و ریخت بر من اشک	،،	که مشت آب ضرورست مرغ بسمل را
ورزلف دید رویش دل شد اسیر یعنی	وله	پروا نه کم کند مرغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قامتش	وله	استاده است سرو مهیا بجوئے آب
ز دشنامت مباد آزرده باشم	،،	همین قدرے ملالے آمد و رفت
روشن گهران را کجا هم بود الفت	،،	شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگوییم که بنشین یکزمان این گفته می خیزد	،،	که امروز اندکے طبعم علیل و تپ نمودارست
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل	،،	شنیده ایم صدائے که هیچ نتوان گفت
بے کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت	،،	مردود نمازست کسے را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بے او بعشرت کار نیست	،،	قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست
ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد	،،	که مار طعمهٔ خاص از برای طاؤس است
گفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست	،،	زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیز است	،،	مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بحشر قیام خواهم کرد	وله	ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد
اطفال اشک را ندهم چون بچشم	وله	اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند
چو غنچه که پس برگها شگفته شود	وله	تبسمش به پناه حجاب می آید
از در خانه ما آن بد کیش آمد	وله	آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد
نمی خواهم که حوری یا قصوری در کفم افتد	وله	الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد
گفت روزی از غضب با من میا بار دگر	وله	گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر
چشم او شد گر ز دود آه من افزون بجاست	وله	ابر را خوش می کند در جوش گریا بیشتر
چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز	وله	چه شد که وی بتو قربان نگشته ام امروز
ببین نگاه گریه آلود من از نازش مپرس	وله	مرغ چون در آب تر گردد ز پروازش مپرس
آئینه چه باشد که شود بار نگاهش	وله	گر ز شرم رگ چشم بود تار نگاهش
خواهی برائے یک نگه گر نقد کامل در عوض	وله	در خور و طاقت میدهم جان و دل در عوض
نازکن اما نه مقداری که دلها بشکنی	وله	بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ
گویا که بر مه رمضانش نظر افتاد	وله	چون دید او ز دور مرا بر کشید تیغ
ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب	وله	گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف
حکایتے ست که گفتم ز جور سیمبران	وله	تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم
دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی	وله	هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام
نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم	وله	رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم
من بجان بندهٔ آن طرز تکلم کردن	وله	سختی گفتن و از ناز تبسم کردن
با من سخن ز خشم برائے خدا مگو	وله	چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده	وله	من مقرر قابل آنم بجا فرمودهٔ
عزیز جهانم باین تیره بختی	وله	بنوعی که بر جبهه مه سیاهی
رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی	وله	خدا کند که چو من مبتلائے خویش شوی
اے محتسب میکده گشتی نخوردمی	وله	کردی غلط که تشنه لب از کوثر آمدی
می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق	وله	بسیار خوب شد که تو ام بر سر آمدی

من اشعار الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا	وله	ادہر تو جام کا ہنسنا اُدہر رونا گلابی کا
کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری		پہ سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا
اے ساقی ولیکن پہرتا ہے خیال اُس بیحجابی کا		وہی ساغر کا چلنا اور کہڑے رہنا گلابی کا
کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا	وله	گردن اُٹہا اُٹہا کر شیشے کا دیکہہ رہنا
دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مرجہا گیا	وله	اس دہوئین کو دیکہہ آنکہونمین اندہارا چہا گیا
رہ گیا ہے اتبو باقی ایکدم کا اشتیاق	وله	ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق
اُدہر تو تم ہو وہ نکوتان کر تینوری چڑہاتے ہو	وله	ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون
رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے	وله	گلشن گلبدن بن کہڑی سی پک رہی ہے
اے ساقی غم کی ماروںکی تو تسلی کر شتابی سے	وله	گلابی کا بہر آتا ہے ہندو بی حجابی سے
تیری آنکہونکو ساقی دیکہہ شاید جان جاتی ہے	وله	گلابی منہہ مین بیٹہی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرہ زادہ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ کن کی قلعداری پر مامور تہے۔ پہر بندگانعالے نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا۔ چندروز کے بعد فوت ہوے۔ میر ضیا کی ولادت قلعہ مذکور مین ہوئی۔ اور آپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی تہی۔ ذی استعداد صاحب سواد تہے۔ شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تہے سرکار آصفجاہی کے منصبداروں مین شریک تہے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین فوت ہوئے

من اشعار الفارسی

غنچه سان بهر نیاز تو بهار جلوه اش		در بساط خود همین یک مشت زر داریم ما
گرد بادم در هوا صد ناقه خرمن می کند	وله	بر غبارم تا نسیم گیسوئے مشکین گذشت
بے تواضع کے توان بالانشینی ها نمود	وله	آسمان را رفعت قدر از خم پشت دو تاست
از فروغ تو گرد خانهٔ ما	وله	همچو صبح است آفتاب فروش
چشم تر مانند شبنم زین چمن برداشتم	وله	خون دل چون لعل با خود از وطن برداشتم
زنامت نامه ام تا برگ گل گردد در انگشتم	وله	حنائی میشود چون پنجهٔ مژگان هر انگشتم
چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم		بود آئینه در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز هجران ها تمی ترسم که وا سوزد		تحریرش حنا شد شعله شمع آسا هر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس از لب لعلش		بود چون شاخ گل آئینه دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز هجرانت رقم سازد		کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم یکقلم تا نامۂ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باد

برنگ شانہ دارد یک بیابانی سر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد سر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیران گہر انگشتم
اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبد اللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکھا ہے - ہم اُسی سے اخذ کرکے لکھتے ہین - آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکھنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز خدمات پر مامور رہے ہین - اور حُسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلیٰ نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تھے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کے ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تھے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تھے - نوابصاحب اصل مین کرناٹک کے رُوسا مین سے تھے - جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اُسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوی تھی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بھی ہوئے تھے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تھا - سرکار موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین اس دار فانی سے رحلت کی -

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی - پہر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے - خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے - چند روز کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی - آپ اس تعلق کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے - حیدرآباد دکن مین آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا - نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے - چند مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا - نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا - اسی عرصہ مین نوابصاحب کسی مقام پر تشریف لیگئے - آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا - آپ متردد ہوئے کیونکہ آپ شعر گوئی کے فریفتہ مین - مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ آپ شعر گوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے - مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا - مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون - اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون - بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا - جن دنون مین آپکے اُستاد ششدر کہین باہر رونق افزا تھے اُنہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے بنائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے - آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے - آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے - آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین - یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین - ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہین - سخندان و سخن فہمی ہین بے نظیر - اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹہائین - فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے قریب ہوگی - طال اللہ بقاہ -

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بہرا ہوا دامن گناہ کا
گہائل ہوا ہون کسکی مین تیغ نگاہ کا — گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اڈتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تہا خیال کمر مین جو — ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا
بستر کا تار تار تہا نشتر مرے لئے — کیا پوچہتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت بہی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نہو نمود نہ کیونکر مٹے بہار — وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف — کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر انہو پہراتی ہے محبت تیری — خاک چہنواتی ہے اے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اُٹہی پہ تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہون مین محو تحیر جب سے — میری نظرون مین پہرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار — جب کسیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجیہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکے والد سوداگران متمول سے تہے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوئی - نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے - پہر آپکے والد ماجد اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تہے - پہر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پہر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی خود بہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدر آباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے۔ چندروز سکونت کر کے مدراس چلے گئے
آخر آپ سنہ ١٢٢٩ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے دار البقا روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے۔ اور مہمان نوازی اور آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اللھم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گورا		کہ روزے از زبان چون جامہ بر دم میرسد اورا
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم	ولہ	چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب	ولہ	کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا
بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد	ولہ	گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ		چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا
انجم سبے ز قول رقیبان ببزم یار	ولہ	در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا
شبے کہ در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم	ولہ	شمع سان داغ بدل اشک بداماں رفتم
شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود	ولہ	موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام
دست از حنا مساز نگارین نگار من	ولہ	آتش مزن بجان و دل بیقرار من
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم	ولہ	بدستم صفحۂ کاغذ شدہ چون بال طاؤس

طپش ۔ میر محمد اکبر

طپش تخلص ۔ میر اکبر نام ۔ آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے ۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے ۔ شاہرخ مرزا سے بھی
علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی۔ آپ بھی سن شعور کے
بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بھی بدستور وطنی تعلق
رہا۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تھے
ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ نندربار
خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے ۔ او ر نندربار مین پیر کی توجہ سے
سکونت پذیر ہوئے ۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرۂ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ
چالیس برس سے شعر گوئی کی مشق کرتے ہین۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا ۔ فارسی و ہندی
دونون زبان مین پختہ کلام ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ فارسی دیوان مین تقریباً
چھ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈھائی ہزار ۔ علم حساب و سیاق مین کامل قدرت
رکھتا تھا۔ عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا۔ باوجود تمام کمالات
نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ میر عبد القادر مہربان
اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تھا۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے
اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ۔
سنہ ١١٧٦ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا۔ میر عبد القادر
مہربان کے مکان پر فروکش تھا۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھ خوب مشاعرے
و جلسے ہوتے رہے۔ پھر نندربار مراجعت کی سنہ ١١٩٢ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہون شکہ مین گو اورون کی ستلی کا		مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سر پہ ہر آہ حسرت ہین مری الرشیان
کس گلے مین نہین تمہاری لٹ کا زنار کفر

بس کیا ہون پہیکے پلکون سے گناہ خویشیان
تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تہے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تہے - شاہ حبیب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تہے - صوفی المشرب و زندہ دل تہے خوش خلق و خوش کردار تہے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تہے نظیری شہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ ہجری مین ہوا - **من اشعارہ**

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند
روان طاہرش تاریخ می جست

حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
برآمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سنا الملک خطاب - آپ سید ابو الحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اہل مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی عطا کی تہی - آپ تا بہ زندگی صدر مدرسی پر مامور رہے - فارسی و عربی کی تحریر و تقریر مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے - حضرت اُستادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی - اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین پائی جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم کے لئے بہیجدیا - آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل و علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی - فارغ التحصیل ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے عالم شباب کا ابتدا تہا - آپکی طبیعت بحر علوم مین متواج تہی - آپ ایوان فصاحت و بلاغت کے سراج تہے - آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تہے - آپ جامع العلوم و مجمع الکمال والفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے امثال واقران سے سابق قدم ہو گئے تہے - نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تہا - جب ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے - صبح سے چاشت تک ساتہہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا - نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً مکرم الدولہ کی اتالیقی پر مقرر فرمایا - پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین مامور کیا - بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوے کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے - آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین - پہر آپ عالیجناب ملک اشتنا اعلیحضرت بندگانعالی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تہے اور علم ادب مین بہی صاحب کمال تہے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تہے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین و قطعات و مخمسات بہی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکہنے مین بہی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تہے ہر کس و ناکس کو دام خُلق مین مسخر کر لیتے تہے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تہے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تہے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تہے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطرداری و مدارات کرتے تہے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تہے۔ اکثر غربا ایران کے لئے آپکا دولتخانہ مسافرخانہ و آرام گاہ تہا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تہے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تہا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تہے۔ اور سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تہے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی سفارش موثر ہوتی تہی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تہی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکہتے تہے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تہے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تہے جو کچہہ مطلوب ہوتا تہا

قرض منگوا لیتے تہے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تہی۔ جو کچہہ آمدنی ہوتی تہی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تہے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تہے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تہے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بہی خواہش نہین رکہتے تہے۔ آپکا فرش بوریا تہا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامۂ عصر و فہامۂ دہر تہے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تہے۔ آپ جگت استاد مشہور تہے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرازادے ہوتے تہے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تہے۔ ہزارہا شعرائے ہند و عجم کو آپسے تلمذ تہا آپکے تلامذہ مستعد ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تہی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تہے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو بامحاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہً موزون فرماتے تہے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تہی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔
افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایک جا مدوّن نہین کئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تہا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تہا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات و نتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا مجھے بہت تلاش و جستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی دستیاب ہوئے۔ انہین قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ ہین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات و خوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہین۔ و فصحائے ادب و بلغاء عرب آپ کے قصائد و مراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی۔

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہین ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مفید نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف و ناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اعزہ و اقارب و احبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج و غم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین مین شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ و نالہ و شور و غوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہ حالت تھی کہ

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج والم کے ہاتھون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اڑاتے تھے۔ آعزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھہ کے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب و احبائے ذوی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ موڑلے کے خاک مین دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی ھو ھذا

از جہان رفت حضرت طوبیٰ	منزل او بہشت و ماوے ہست
زد رقم کلک لمعہ سال وفات	جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان	شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعہ محزون بگفت	رائے گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا وا دریغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت ازینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبے را وطن
روزہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عہد با باید کہ باز آید ز شستر و رود کن … چون سناد الملک طوبی کامل و استاد فن
گفت سال رحلتش لمعہ اینک حسب حال … شد سناد الملک یکتا وائے امروز از دکن
۱۳۲۴ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناد الملک … بروض الجنان مربعہ
انا رحت عام رحلتہ … قلت - دار النعیم مضجعہ
۱۳۲۴ھ

من قصائدہ الفارسی

اے روئے تو وے رائے تو دلال و سائل … وے جود تو و بود تو حلال مسائل
ایوانِ صدارت ز تو چون کاخ خورنق … دیوانِ وزارت ز تو چون برج سلاسل
خرم تو چنان کردہ کہ آواز خر وحشی … در گوش نیاید ہمہ گر بانگ زلازل
عدل تو رسیدہ ست بجائے کہ ز گلشن … بر منبرِ ہر شاخ بو عظ بلابل
گر کار بفہم ست بدرک و بکیاست … پس از چہ گرایند بخوبی شمائل
از انمل مخضوبہ و از چشم مکحل … و ز خد صفا دادہ و قد متمائل
رنگین بگہ وشی چو مشاطہ ممتاز … سنگین بگہ مشی چو عادات حوامل
آنجا کہ بود ہر کسے از جہد معاون … آنجا کہ شود ہر کسے از سعی معاطل
پس چون نشود مشکل منی آمر و ناہی … پس چون نشود ہیچو منی فاعل و جاعل
من کیستم آنکہ اگر روئے زمینم … گردند مخالف نگرایم بزلازل
ہر مشکلے آسان کنم از روئے منور … ہر مستم از دودہ حلال مشاکل
فخر ہمہ ارباب فضائل ز فضلش … یکقطرہ از بحر بود کل فضائل
اصل کرم و فرع ہمم علت ایجاد … چون ذاتِ خداوند منزہ ز رمائل

دروازۂ علم نبی و عالمِ عالم … ختم است بر او بعد خدا حل معاضل
او صنع خداوند و خداوند ہمہ صنع … مخلوق و ہی ست آنچہ خدا ست مجاعل
حق وی آن یازدہ تن کش ولد ستند … برعزت این صدر فزاید حق باذل
طوبی است چو مداح تو از دل بخدا باش … اے صدر تو ہم راحم احوال ہی از دل

ولہ

صباح عید بصد رنگ بوئے غنج و دلال … در آمد از درم آن ماہ آفتاب جمال
شکستہ تر ز دل زار عاشقانش زلف … سیاہ تر ز شب ہجر دلبرانش خال
گل شمایل او آفتاب عنبر جیتر … لب و تکلم او طوطی خجستہ مقال
ز پائے تا سر ناز و کرشمہ و خوبی … ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال
در آسمان صباحت ز غیرت رویش … فتادہ در دل خورشید شعلہ جوال

ولہ

اے ہزاران فاضلت بر آستان … صدر کل مختار ملک راستان
چون خدا خلقے بعزت کرد جفت … چون تو فردے را بر ایشان صدر گفت
گر و رایت سد اسکندر بنا … دشمن ار یاجوج باشد گو بیا
دادہ تدبیراتِ تو داد ہمہ … از تو محکم کار و بنیاد ہمہ
رائے تو صایب تر از رائے حکیم … در ہمہ امرے کلامت مستقیم
شکر للہ کز ہمہ روئے زمین … جائے تو دار روشن ز ہما بالمکین

ولہ

اے از تو منہدم شدہ بنیاد کار ظلم … وے عدل تو خزان زدہ اندر بہار ظلم
از نصفت تو رفتہ بہر جا قرار جور … در حکمت تو خفتہ بہر سو مدار ظلم
باشد چنان شعار عدالت شدہ بدہر … گوئی کہ نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیدہ مصیبت کشیدہ حیرانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و نجانہ خویش
شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان
تفقدے بکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

ولہ

آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے غبار ظلم
ز جان جمعم اگرچہ دلے پریشانم
ز دوری تو شبہا گویا بزندانم
بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
مگر نہ من ہم از خیل زیردستانم
بغیر درگہ تو درگہے نمی دانم

طاہر - میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے - التفات خان بیڑ ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین اسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہ سے سنہ ۴۹ الہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد خداداد تہا - نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا کہ

تین تین منشیون کو خود عبارت لکہاتا تہا - اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تہا - اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تہا - اور اسی حالت مین آپ بہی کتابت مین مصروف ہوتا تہا - شعر گوئی سے بہی دلچسپی رکہتا تہا - کبہی کبہی موزون کرتا تہا - کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے -

من اشعارہ

شہید بکسیم پوشیدہ ام بعد فنائی خود
برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزائے خود

شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو
از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام - مشہدی الاصل ہے - نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے - اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہو کے ہند مین آیا - چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا - شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا - آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا - گوشہ نشینی اختیار کی - چند روز خوشی سے بسر کر کے مقام اصلی کی طرف روانہ ہوا - ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا - طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے - اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے - طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین - طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے - نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے - نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہ موزون کرتا ہے - **من اشعارہ الفارسی**

ز جعد پر شکنت دل بصد فغان افتد
چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگِ گردنے ملایم کن
کج نیا بد کام دل بے اتفاق راستان
اگر چو آئینہ سر تا قدم شوی یک چشم
عروسان را بسوئے حجلہ نتوان برد بے سازی
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت
موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب
مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ
درسہ فصل عمر باید سر بجیب غم کشید
شاید بہ بیند انچہ با گرد آسمان
خوش آن ساعت کہ بزم آرائے نشینی بر سر جوئے
میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید
ز بس آب نزاکت خوردہ لالہ

وله زہر دادن سر پائے خویش قایم کن
وله تا بقربانت شود باتیر بیسازد کمان
وله بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
وله باواز دف و نی دختر رز را بمینا کن
وله نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
وله عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
وله پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا بر زمین
وله چیزی دگر نخواہد عبر از دعائے یاران
وله تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
وله از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
" خطِ پشتِ لبت چشم قدح را گرد ابروئے
" بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایۂ موئے
" شد کشش خط نظر موے پیالہ

طاہر ـ شاہ طاہر

طاہر تخلص ـ و شاہ طاہر نام ـ تذکرۂ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے ـ اکثر اوقات رود بار قزوین مین اقامت رکھتے تہے ـ جب شہر سلطانیہ کو الجائتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے ـ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا ـ ابتدائے سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا ـ چند مدت مین جامع الفنون و حاوی العلوم ہوا ـ

درجہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع شعر
قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے ـ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی کرنے لگے ـ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا ـ شاہ طاہر سے کہا کہ اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائے اور ایسے مقام مین سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہو سکے ـ

شاہ طاہر فوراً ۹۲۶ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا ـ تہوڑے مدت مین برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا ـ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و اعیان ریاست سے بڑہ گیا ـ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا ـ تمام مہمات کا مدار المہام ہوا ـ اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجہتے تہے اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تہے ـ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی بدولت ہوا ـ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا ـ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا ـ اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت کامل ہو جائے ـ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو جائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علّامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دارالعلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمدنگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم۔

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیساکہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن ماثر رحیمی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکھا ہے بناءً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک یہان تکرار ہے لیکن لطف و مزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑھ گیا تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بھیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کرکے سنہ ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اُسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہو کے وہان چلا گیا۔ وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بھی کاشان مین آنے لگے۔ شہر کے معززین حکام نے از روئے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا۔ اور لکھا کہ فرقہ اسمعلیہ کا مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے۔ مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا یہان شریعت مہدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بھی مکاتبت جاری ہے شاہ اسمعیل بہانہ جو دقابو طلب تھا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکھین۔ میرزا حسین اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکھا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے۔ بسرعت تمام ایک معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا۔ اور پیغام بھیجا کہ ابھی آپکے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کرکے تن تنہا مع عیال و اطفال سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا۔ آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا۔ بندر جرون مین پہنچا۔ حسن اتفاق سے ہندوستان کی کشتی تیار تھی۔ نماز جمعہ ادا کرکے کشتی مین سوار ہو گیا۔ بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا مورخین نے لکھا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی۔ اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے۔ شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا۔ اُسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ حکمران تھا۔ اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا۔ بناء علیہ شاہ طاہر

کتابخانہ مجلس شورا

ی طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر
مشاہد مقدسہ کی زیارات وحج سے مشرف ہونا چاہئے۔ وہان سے حرمین شریفین
روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی
زیارت وحج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوفہ مراجعت
کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی
سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی
التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف
سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے
استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان
شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی
سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون ہین ؎

عیسیٰ دگاہ دانش آموزی یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً
تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی
خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر
وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے
احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت
کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا
نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ
معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار
کا سراپا مشتاق ہوا اُسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہہ کے ہمدست ملا پیر محمد
مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد چو باد صبح گذر
کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ شاہ طاہر صاحب ترجمہ
نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور
سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ھ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمدنگر روانہ ہوا۔ جب
مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمدنگر وہان سے تخمیناً چارکوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت
و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ
آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بقریب شہر رمز مین یک فرمایا

توچون گوہر قیمتی غم مدار ؎ کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر زیرہ زہ رو زندان گاز بیفتد بہ شمعش بجوئیند باز

چندروز کے بعد برہان بادشاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے
مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علمائے پایۂ تخت
درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام
بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جب تک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین
بیقراری پیدا ہو جائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جائے سے نہین اُٹھتا ہون
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دار العلوم بنگیا تہا۔ مدت تک درس تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تہا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تہا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہان عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور تہے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تہے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تہی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا مین شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تپ محرقہ مین گرفتار
ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکہتا تہا۔ لخت جگر کی حالت
دیکہکر مضطرب الحال ہوتا تہا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ
مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجہتا ہون
ہر چند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تہے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ روز بروز

مرض بڑہتا جاتا تہا۔ برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا۔ اہل اسلام و اہل اصنام سے کوئی فرو نہین چہوڑا کہ
اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو۔ شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے۔ اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکہتا ہون۔ برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا۔ اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا۔ شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجہے
خوف آپ کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن۔ برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا۔ شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا۔ برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین۔ شاہ طاہر نے بیان کیا۔ اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین۔ و امام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین۔ اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے۔ برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سُنتے تہے۔ پہر اُسوقت سے ابتک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا۔ مگر آپنے اسوقت بیان کیا۔ بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھ کے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے
نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے
جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال
کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کر کے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید
کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین رکہونگا کہ کوئی
دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان و زمین — کزو مایہ دارد ہمان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست — خرد را بدان ہیچ در راہ نیست
گر از مانہ بینی بجز لطف و مہر — اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے
بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے
تو احمد نگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا
برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہو چکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اسیوقت
حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے
قریب بیٹھ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ
لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ
عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے
خوشحال ہو جائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سر رکہے ہوئے سو گیا۔ اسی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اسکے جانب یمین و یسار مین چہہ چہہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور انکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ ائمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان اعلی اور اسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبد القادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہئے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکہا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچہا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تہے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکہا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کر کے شاہ طاہر کو بلایا۔ شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبد القادر فوت ہوگیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگر آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کر کے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچھہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین انپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اسوقت جو کچھہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب و لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے
اسما و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کیے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین
مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے   آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر و حسین اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ شراب اعتقاد
و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری
کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابھی اس راز کو فاش نکرین اور
چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب
حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق
کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ
شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ
علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار
کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل و براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون
کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح
چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ
چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا
مذہب صحیح ہے۔ فرمائے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب بہتر ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی و ناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا
مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے
فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا
اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علمائے احمدنگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے
تمام نفاق کر کے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی
خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب
ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری و خواب و قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین
اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب
اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ ائمہ
کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا
و اہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کر کے چلے گئے۔ احمدنگر مین شور و غوغا
واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ
آوردۂ تست ✦ یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم
متبحر ہے علوم عربیہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے
علما کی زبان افسون و عمل سے بند کر دی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کر کے
شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ
اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول
کر کے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین یا۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو
عبرۃً قتل کرین گے۔ پس دس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کا لا چبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کر کے فتنۂ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت مین کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنۂ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تہا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہوجائینگے برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چارسو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک آیت پڑہ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پہینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ منتخب کر کے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تخت مین حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ تہوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ آمان نامہ طلب کر کے بادشاہ کے ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کر دیا تہا چار سال تک قید خانہ مین رہا۔ شاہ طاہر کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کر کے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام مین برہان نے خواب دیکہا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اُسکا نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہہ کے آخر مین لکہا کہ یہہ قصۂ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہین و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چاردیواری کچ و پتہر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔

شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملائے دوازدہ ہزار مین برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی و ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ابو ایوب البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی جو نقباء مدینہ سے تہا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بہیجکے روضات متبرکات کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر مین بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کرین۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام غریب کو ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بہیجا۔ اور عرضداشت بہیجی اسمین درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائین۔ چونکہ ہمایون اُسوقت شیر شاہ کے فتنہ مین پریشان تہا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہین ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن مین آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب رہنمودہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہان پور کی خدمت مین تحائف بہیج کے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کر دیا تہا۔ اپنی فوج مین نوکر رکہا اور اکثر عہدے دارون کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا۔ عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمد نگر مین مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ مین برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹہ مفتوح مقبوض شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دئے۔ یہہ صلح سنہ ۹۴۹ ہجری مین ہوئی۔ اور سنہ ۹۵۰ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بہیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سولہ کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجا لایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پہر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق رکہا۔ اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رام راج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحتاً پنج پٹہ نظام شاہ کو دیدیے اور رام راج کو تحائف دیکے راضی کر لیا۔ بہر حال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا۔ کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا۔ سنہ ۹۵۰ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمد نگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے۔ آقا سلمان طہرانی عرف مہتر جمال چراغچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمد نگر مین بہیجا اور اُسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے - اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تھا شاہ طاہر کے لئے بھیجے - مہتر جمال احمدنگر مین پہنچا - اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی - آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا - ناخوشی کا سبب یہہ تھا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تھا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تھا - اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تھا - اور اکثر باتین وحشت امیز کہتا تھا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی - اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا - اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بھیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تھا مع تحائف ہند اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بھیجے - اور مراسلت او رمکاتبت کا سلسلہ جاری کیا -

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا - عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا بس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور استعانت کی - علی برید نے اعانت سے پہلوتہی کی - خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف المذہب تھا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا - طین البخارا طاہر - یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس - شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا - خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہوگئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تھا - اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تھے - اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تھا - کثرت بلوے سے علمانے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہئے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ست - خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی - بے ادبانہ عمداً کہا - فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تھا - وہان رافضی و خارجی کا نام و نشان نہین تھا - مخالفین نے عداوۃً و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ - واقع مین کیونکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دین گے یہہ بات ہر ایک جاہل و عالم کے نزدیک ممتنعات سے ہے فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکھا - لا اصل لہا -

برہان شاہ نے احمدنگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی بہ نسبت شاہ طاہر سنکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کردیا - فرشتہ مین مفصل مذکور ہے - دیکھو اسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال کہتے تھے - ان کے اعزاز و اکرام کے بحال و برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کردیتے تھے - یہی وجہ تھی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا - دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا - طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تھے - فی زماننا علم کی کساد بازاری ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا - بلکہ حقارۃً بلاّ ئے مسجد تعبیر کرتے ہین - ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا - علی ہذا القیاس علما بہی نام ہی کے ہونگے - خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے -

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری پرہیزگاری مروت و سخاوت و تواضع و انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول وریاضی و سائر حکمیات ورمل و جفر مین بے نظیر و بیمثل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپ کے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجھتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہہ گیا کہ وہ علامۂ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکہا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۲ سنہ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہوگئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے بملک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہ احمدنگر مین مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلاے معلی روانہ کردئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن گئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر۔ تین دختر تہین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تہا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تہا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تہے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑہے لکہے تہے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تہا متقی و صاحب استعداد تہا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و مآثر برہانی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقۂ مذکور کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم رکھتا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران و علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان میں گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین و مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہیں خوف ہے کہ آئندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہو گی۔ پیش از وقوع واقعہ کا بند و بست کرنا چاہیئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکھتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام میں چلے جائیے شاہ طاہر فوراً وہاں سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہو کے ہند میں آیا چنانچہ صدر میں مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر دکن میں مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران میں باوجود موانع اشاعت سے باز نہیں رہتا تھا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہو کے ہند میں آیا۔ یہاں اسکو کامل آزادی ملی۔ کسی قسم کی روک نہیں تھی پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہیں۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہاں اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہو گا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکھدیا۔ مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد میں گذرے ہیں۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن میں ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تھی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہیں لکھا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نور اللہ شستری نے جو فن شیعہ گری میں مشہور ہے مجالس المومنین میں لکھا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفائے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع میں بخلاف آباو اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تھا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجھتے تھے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تھے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجھا کے قتل پر آمادہ کرتے تھے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہو کے دکن میں آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمد نگر دکن کے دربار میں درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تھے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن میں مذہب اثنا عشری رائج ہوا انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہیں ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہہ فرماتے کہ دکن میں آکے تائب ہو گیا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان میں ادیب کامل و منشی فاضل تھا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تھا۔ آپکی نظم کیا تھی گویا لآلی منظوم تھی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بھرا ہوا ہوتا تھا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تھی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکھے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس موجود تھا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تھا وہ بھی کلیات کے ساتھہ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تھے۔ گزارش کرتا ہون **ھو ھذا**

چو عندلیب برآید سحر بنالہ زار
زخواب ناز کند غنچہ را ابیدار

صبا نہد بلب غنچہ لب زغایت شوق
شمال دست زند از طرب بشاخ چنار

بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر
اگر کنند حدیثی زسوسن استفسار

ہزار قطرۂ شبنم درون غنچہ نہان
چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار

برہنہ گشتہ سر کوہ از عمامۂ برف
نگر بماتم برزمین زدہ دستار

زبید مشک شکستہ ست قدر نافۂ مشک
خجل زگریہ پیداست آہوئے تاتار

بسبزہ و سمن سایبان اطلس و بید
زتاب مہر بہر جا جہی گرفتہ قرار

پری وشان ملایک فریب مردم کش
سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

ہمہ سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد
ہمہ شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان کہ زمی لالہ را پیالہ بدست
پیالہ گیر بروئے بتان لالہ عذار

فلک بکام دل راستان نمیگردد
فغان زکج روشہائے کجرفتار

بہر طرف کہ روی زیر این سپہر دو رنگ
زشش جہت شودت کاروان غصہ دوچار

اگر سلوک رہ راست آرزو داری
براہ کعبۂ صدق از صفا قدم بردار

کدام رہ رہ شرع پیمبر مرسل
محمد عربی کان حلم و بحر وقار

مہی کہ چرخ کند با ہزار مشعل نور
ز آفتاب رخش استفادۂ انوار

گلی کہ در چمن جان بوصف او ہر دم
شوند نغمہ سرا بلبلان نکتہ گزار

نہ در قواعد امرش کثافت اکراہ
نہ در ضوابط نہیش کراہت اجبار

بنور شمع خیالش بردن توان بردن
ز ملک دل پی جاسوس وہم در شب تار

زہی بہ شبنم لطف تو تازہ باغ ربیع
بشیر ابر نوال تو تازہ طفل بہار

بہ پیش روی تو گر گل نقاب بکشاید
عیان شود ہمہ را کو چہ دارد اندر بار

ہمیشہ مرغ دلم در کمند ساحل شوق
نشستہ غمزدہ و تشنہ لب چو بیمار

درین خیال کہ باید بدستیاری فکر
زبحر نعت و ثنائی تو تر کنند منقار

زخوی زشت خود آزردہ خاطرم بحد
بلوث معصیت آلودہ دامنم بسیار

مراز نقد بصیرت تہی ست دیدہ و دل
مرا ز اشک ندامت پر است جیب و کنار

بنوک خامہ تصویر مبدع قیوم
بصد زنامۂ تقدیر احمد مختار

بروز پنجہ خیبر کشائے شیر خدائے
بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مہد مطہر زہرا
بنور عصمت ذات ائمۂ اطہار

کرنامۂ علم گرچہ از گنہ سیہ است / بدو کنی کہ بشویم بآب استغفار
وله
بازوقت است کہ بر طبق تقاضای فلک / افگند بر سر دیوان چمن گل نو شنک
بسر لشکر دے صبح شبیخون آرند / تنگ چشمان شگوفہ چو سپاہ اوزبک
مجلس دلکش گل تا بنود بی مطرب / گشتہ بلبل عجگی شاخ گل و غنچہ عجک
ساختنی خانۂ معمور فلک را ویران / بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک
وله
شاہد باغ لطیف ست دلی خوش بودی / گر نگشتی ز روی آن حسن لطافت منفک
ہر کمالی کہ نہ ایمن بود از نقص و زوال / باشد آن در نظر ہمت دانا اندک
عنقریب ست کہ چو بگذرد ایام خزان / میزند بر در دروازۂ گلشن چوبک
بہر پیران ستمدیدۂ ایام خزان / سازد از شیشۂ یخ شیشہ گری عینک
عاقل آن بہ کہ کند عزم طواف چمنی / کہ خزان را نتوان برد بآنجا بکتک
آنچمن گلشن مدح شہ عالیقدر ست / کہ ز فلک بہر طواف درش آیند ملک
مرتضی پادشہ صورت و معنی کہ درو / نشاء و رابطۂ صوری و معنی بشتیک
او باغیار جفا پیشہ چہ نسبت دارد / می شناسیم حریفان دگر را یک یک
عدل تقدیری و تقدیر عدالت غلط است / زانکہ تحقیق شد این مسئلہ دریافدک
ای حکیمی کہ بود پیش لو و دانش تو / حکمت فلسفہ بازی ارسطو کودک
ہر کسی را بکسی دست توسل محکم / لیس و اللہ سوی حبک لی متمسک
طاہر از ذلت عصیان بتو آورد پناہ / فکر او گر نکنی کان من الذل ہلک
دست گیرش ز رہ لطف کہ تا روز جزا / در لگدکوب معاصی نبود مستہلک
وله
محمل مہر چو آید بہ شبستان حمل / لالہ فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ / چون شفق جلوہ کند لالہ در اطراف جبل
کوہ از درد سر بہمن و دی رست اکنون / شوید از ناصیہ اش ابر بہاری صندل
شد ز دیوان بہار از پی آرائش باغ / قاصد باد صبا سوی یا چین مرسل
فکر آہنگ تماشای گلستان دارد / حضرت شاہ فلک زینت خورشید عمل
وله
کجا شد فریدون فرخندہ سیرت / کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
روانست پیوستہ از شہر ہستی / بملک عدم از پی ہم قوافل
ہمان گیر کہ فیض فضل آلہی / شدے بہرمند از قبول فضائل
بفلک بدیع البیان معانی / در اقسام حکمت نوشتی رسائل
رباعی
گر کسب کمال میکنی می گذرد / ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیال ست محال / ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص - سلطان محمد قطب شاہ نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب ۱۰۰۰ ہجری مین واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے - آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تہی - کوئی فرزند نرینہ نہین تہا - برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے - تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن - محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکہا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد ماجد نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بہی جو شمشیر بازی و تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد ماناجاتا تہا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادر زادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میر کمال الدین حسین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ہو ھذا

دوشش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت ۔۔۔ اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم ۔۔۔ سہر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست ۔۔۔ کہ ز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست می حیرت گفت ۔۔۔ عید مولود ی بزم شہ و عقد مہ مہر
چا بہتی مکن این قطعہ معین میشاید ۔۔۔ در چنین نظم تر ابر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استر آبادی وکیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف و رعایا پروری کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت و ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پر در کیا۔ اور ان کے امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض با جوہر لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی و تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک ہے۔ قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہتا۔ باوجود عالم شباب لذات نفسانی کی طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر اکتفا کر کے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استر آبادی وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ہو ھذہ

بو العجب بار بستم عقد پیمان نوی ۔۔۔ کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است ۔۔۔ عہد سلطان تو ست و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش ۔۔۔ اید ریغا کاش بودی ہر دمم جان نوی
چرخ اگر چہ آتشی در زد بعالم ناگہان ۔۔۔ باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ
وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرح پائے تو
کز صفاہان نعرہ شد از شاہجہان عباس شاہ
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت

یافت عالم از مسیح تازہ جان نو بنوی
آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نوی
رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نوی
اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نوی
حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نوی
جملہ عالم نوبہاری شد ز سلطان نوی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافہ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ مین یہہ رسم تھی کہ تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تھی۔ چنانچہ پترابا ؤکے دو لاکھ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بھی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار ہین فی زماننا از آنجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہین کی تھی

برابر ادا کرتا تھا۔ جب ۱۰۲۷ ہجری مین مکہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام اراکین دولت و سپہ سالاران و سپاہ مملکت سے بآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا و افسران سپاہ و حشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا اور رسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تھی خود بدولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ و تانا شاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی

طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ص بیا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن

اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور۔ و باغ محمدی۔ و آلہی محل و محمدی محل۔ و امان محل و نبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دو نون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دو نون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زماننا دونون دواوین نخبہ عالیجناب نواب سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد مین اکثر کتب نادرالوجود امرا کی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد و برد ہو رہی ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔ اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین۔

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین دکنی فارسی امیز سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین با انصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نرہے۔ فانظروا و کونوا من الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تھا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بھی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر و سائر ہے۔ فی زماننا نادرالوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تھی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔ لنگر دروازۂ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ

در بیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چہ راہ نیست	حیران وصف تست یقین و گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر
دریائے وصف تو ز کجا و بیان ما

جائے بود مقام خداوندیت که هست
صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شهدهائے جهان در دهان ما

جز بے نشانی از تو نشانی نیافتم
بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم
معلوم تست غایت تاب و توان ما

بنمائے بر عیان و نهانم که آگهی
بر تست آشکار عیان و نهان ما

ظل الله از شرور بدان در پناه تست
ای درگه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا
نعت و مدح هر دو تنها میکنم باهم ادا

آن یکے فرمان روائے هر نبی و هر ولی
وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا

آن یکے کان مروت وین دگر بحر کرم
نعت آن از خلق لعمرک مدح این از لافتی

هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق
نیست جائے اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاه راه از بهشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زده ست سکهٔ شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید
بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق
دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست
زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

ترسم ز رشک تازه خورم نشتر دگر
قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد
مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما

ظل الله احترام چو از دوست یافتم
ز آن خلق عالم اند پئے احترام ما

وله

شمهٔ از درد دل ز دردمندی گوش کن
اینقدر درد سر افسانه می باید ترا

نسبت همخوابگی دل بجانان امروز نیست
زین سبب گویم که دل بتخانه می باید ترا

خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو
پرتوے زین خانه در کاشانه می باید ترا

سکهٔ شاهی طلب سلطان بدار الملک عشق
سرورے چون مردم آزادانه می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب
اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب

میرود جانب گلزار ببوئے تو صبا
خیز و گم کرده بے سر و پا را دریاب

تا بفریاد رسی غرقهٔ طوفانی را
در شب هجر دل خسته ما را دریاب

ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند
که ازین ره دل بے راه نما را دریاب

سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد
حرف سربستهٔ ارباب وفا را دریاب

تا نهی در ره جانان قدم مردانه
شور کیفیت مردان خدا را دریاب

چون نهادی بره عشق قدم ظل الله
اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوری تست
هنوزم حسرت مهجوری تست

تو خورشیدی و من چون ذره زان رو
دلم لرزان ز تاب دوری تست

به بیداری نبینم لیک در خواب
دلم فرخنده از مسروری تست

چو ظل الله ز مستانم ولیکن
همه حیرانم از مستوری تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست
زین همه حشمتم بهمت اوست

پادشائی کجا و شوکت عشق
شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز
مست از باده نیست ظل الله

وله

در محبت خسروانه از اطاعت عار نیست
بسکه از حد بیش می خواهم ببل مهر ترا
در گلستان محبت گر درآیی چون خلیل
تا تو در دل آمدی غیرے ندارد ره درو
شبه بهتر دوستی زان قصه موسی خضر
لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتی نیست
مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم

وله

کار من و دل همین بیار ست
هر دوست بدامنست در خورد
هرچند بچاره حد گردون
بر خصم مظفریم سلطان

وله

خوش شوا دل خوش کن کارت را نکو خواهیم ساخت
ناامید از خود مکن و لرا لپس چندان امید
گفت و گوئے زلف او داریم سلطان در میان

وله

خواهم بیار درد دلم مختصر رسد
غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل
سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو

نه مطیعش به محض قدرت اوست
سرخوش از باده های صحبت اوست
ملک عشقست این و اینجا حاکمی جز یار نیست
صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست
روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست
در حریم خاص او نامحرمان را بار نیست
غافل از رنج محبت واقف اسرار نیست
گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست
روشنش با داکه ظل الله دعویدار نیست
مارا بکسے و گرچه کار است
دست من و دامن نگار ست
هر سو نگریم کارزار ست
با ما نظرے زهشت و چار ست
یار اگر با ما نسازد باد خواهیم ساخت
گر نسازی کار او باری بگو خواهیم ساخت
زین نسیم چین جهانرا اشک بو خواهیم ساخت
ناگفته به سخن که ازان درد سر رسد
شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد
سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

وله

لاله رویان زغم دهر بجا نم دادند
نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند
ظلمت سینه شده محو تماشائے صفا
بریاض سخن آن ظل الهی که ز غیب
لعبتان فلک از فتنه بجا تم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که زمنقارم ریخت
شکر ایزد و زبان دارم چون ظل الله

وله

تنے دارم که از لعلش شراب زندگی با
تو آن گلی کو در بهارستان رنگینی
چو ظل الله خیال عارضش در دیده چون بندم

وله

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم
از همه راه و روش هست چنین مارا
پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ نیست
بسکه دل از هوس شرح غمی بود بدوست
مستی عشق ز ما برده نهان کردن راز
که جوان گشت زلیخا بدعائے یوسف
پیر تو دوست چو تابید با ظل الله

وله

عجب رعنا و زیبائی چه گوییم
منور از تو گردید ست چشم

از شراب لب خود آب حیاتم دادند
وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند
گل گلزار فروغ حسناتم دادند
عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند
برگلستان ارم تازه براتم دادند
نم کوثر ز لب آنجا تم دادند
شاهی و دانش و دین از برکاتم دادند
زگلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد
گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد
بجائے عکس روشن آفتاب زندگی بارد
هر کجا در طلب دوست توان گردیدیم
عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم
گرد عالم نه پے سود و زیان گردیدیم
همچو سوسن ز سراپائے زبان گردیدیم
آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
بی دعا از وصال تو جوان گردیدیم
بر همه خلق جهان نور فشان گردیدیم
بخوبی عالم آرائی چه گوییم
تو نور چشم و پیشانی چه گوییم

بفکر هیچ دانا در نیاید — عجب نازک معمائی چه گویم
زتعریفت زبان در کار مانده — چو از تعریف بالائی چه گویم
بظل الله اگر بر سر نیابی — چو حسن خویش خودرائی چه گویم

وله

چارهٔ تلخ نگاهت لب خندان کردهٔ — زهر را نوش لب چشمهٔ حیوان کردهٔ
ترک چشمت که شکست همه شاهان دادهٔ — من چه گویم که چه با جان عزیزان کردهٔ
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کردهٔ
غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله — لطف خوش مشکل ما سر بسر آسان کردهٔ

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هرچند بنگری — از شهدهای عیش بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند
عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لمحه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النساء ازان — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله انچه گفت ازین درد شمه ایست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود بر آید ز نه فلک — بر چرخ بسکه آه دما دم رسیده است
ظل الله از مصیبت سلطان کربلا — تاب سخن نماند بس غم رسیده است

وله

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت — رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت
واحسرتا که بر شه دنیا و دین حسین — بیداد اهل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعاره الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک پیو ہمارا — اُو تن عکس دیہی چندر تہی آیا را
بسی جس ہیا مین پرت ہم سجن کے — بن اُسکی پرت کچ نہین اُس پیا را
جنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے — نگر سی اُو سی ہور مستی اُو تارا
جگوئی مانی ہے سائین کے حسن جہب تہے — اُسی ما نین نہ نینتہ مین جگ سارا
پیا نور بستا ہے منج دل جہک مین — کہ جس نور رہتی ہے سورج آ تسکا را
سکی پیو چنتا لگتا ہے ہمن کو — سجن بن نگر سی ہے ہور کوئی نوا را
نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا — کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹہارا

وله

پیا سانولا من ہمارا بہو لایا — نزاکت عجب سبز رنگ مین دکہایا
رنگیلی دھڑی ادہریون سُہائے — کہ آپے نگ سون جگ رنگیلیان ریجہایا
تہسی اُس کنول کہ تہی جہڑتے مین ہوتی — تو اُس شاب ہوتی سون جگ جگ جگایا
نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب — پیہی آپ خوش تیا نسون تو گل پانہ بایا

وله

ہوا آئی ہے لنگہ بہی ٹہنڈہ کا لا — پیا بن سنتا نا مدن بالی بالا
رہن نا سکی من پیا باج دیکہی — ہووے نن کون شکہ جب ملے پیو بالا
سجن نکہ شمی باج او جالا نہ بہاوے — بہلایا ہے منج جیون او اجالا

جو رات آوے چند نکی منجکو سنتائے
کہ چندنا منجی نین نین سوز لا لا

نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر
الپس سائین سون پیوی جم مد پیالا

ولہ

سجن میری چنچل اہی ہیم ماتا
سکیاں کون پیا بات رنگین سوبہاتا

میری چنت کرتے ہین ساجن پرت سون
اسیتی سدا برہ کون مین سناتا

ولہ

چند ہین عیدی بشارت دکھایا
بہوان سیتی ساقی اشارت دکھایا

آدہر مد کی گھر کون کلف تھا سو نگرا
سو کی کیلی کھل دل عمارت دکھایا

کرون سیوہ یک چیت سون مدپیر کا مین
کہ منجانے کا منج اجازت دکھایا

محمد نبی فیض تھی عید آکر
محمد قطب کون صدارت دکھایا

ولہ

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن مولود کا
مرتضی بارہ امامان عید ہے معبود کا

مصطفے ہور مرتضی اس دن مین کیتے ہین ظہور
جن کرے یہ عید و طالع مسعود کا

جب وو ابر رحمت اس جگہ یہ ہوا ہے فیض بار
شیعیان کی تین آتہا وہ دن مگر بہبود کا

جب نبوت کا علم سیدا ہوا انب بت جھڑے
طاق کسری تب نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب مینگہ رحمت برسیا
سنرک تن کیتا جگت تین آگن نمرود کا

چاروہ معصوم کی مین داس چلتی تھی بنے
پہنچیا حضرت نبی کا تھا سو تن داود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب
دو جگت مین ہین ترکمان عاقبت محمود کا

ولہ

خوشیان کرو موالیان بعثت رسول آیا
بہو دہات آنند سوران عیشا سنگات لیایا

اول برات روزی روزہ پیروزی
اس بعد عید قربان جس تھی دو جگ کھایا

شاہان مین رتبہ عالی قطب شہی ہوا لی
مبعث رسول عالی چھند بند سون گنایا

صدقے نبی ترکمان جم راج کرتوں عیشان
شاہ علی نبی تے منگ تج تھی دلایا

ولہ

جو شبرات جھلک سون جگمین آیا
تو سب جگ اس جھلک تھی جگمگایا

شرف شبرات تھی سب رات پائی
شرف سب رات تھی شبرات آیا

تجلی یون دیا حق قطب شہ کون
کہ نسکون دنہتی روشن کر پایا

ولہ

خدا کی کرم سیتی شبرات آیا
خوشیان کا اجالا جگت مین دکھایا

براتان لگر آیا سارہا نکی خوش ہو
خوشیان عشرتان سون کہ جگ جب جگایا

امامان میا ہے محمد قطب پر
نبی ہور علی کے دیا سون شہایا

نبی صدقے امرت سہرا قطب شہ کون
سو ساقی کو ترپیالی پلایا

کھٹو پر سدا ہے سبحان کا اجالا
تو خلق ہر مہ کرکے رحمان کا اجالا

اس طور کا سو تھارا مانند بہشت ہے
اس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اجالا

اس محل کون سیو دیکہت بہک پیاس کا جاوے
جانو جھلکتا وان شہ مردان کا اوجالا

قطبا نبی کے صدقے آنند کر اس محل مین
بستا ہے اسمین شیر یزدان کا اوجالا

ولہ

چھبیلی سون لگیا ہے من ہمارا
کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا

صبوری کو نہین ہے ٹھار دل مین
صبوری کیون کرے سو کر تھارا

میا کرنا کرے معشوق آپے ہو
کہونا کیا کرے عاشق بچارا

ولہ

اہو آئی مدن موہن پیارا
پرم سو کھینچیا انچل کنارا

پیا کون پاوون پر جیا مناوون
نہین وو مانتا کہیا ہمارا

بسنت کھیلین عشق کے آپیارا
تمین ہین چاند مین ہون جون ستارا

بسنت کھیلی ہمین ہور ساجنا یون
کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا

نبی صدقے بسنت کھیلیا
رنگیلا ہور رنہیا تر لوک سارا

صباحی او مکھ دیکھہ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تھی وان دی شاہ کون
او مکھ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ
کہ قانون تانان مین لینا شراب

وله

ازل تھی بنی جب قطب پیوتا
تیری پیالی سون ساقی دینا شراب

وله

جب سجن دیکھون تون آتا میرے خواب
راتدن نہ سون کم آتا میرے خواب

میرے رُون رُون تھی بدل غم دو ہین
چاند سورج تون دیکھا تا میرے خواب

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون میرا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین ہین عاشقان جو یعقوب

بدن مست بدن مست کجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

نظر تجھ پہ ہے کیا تماشا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین منگون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نابوجھے کچ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نبوجہین
کہ اُس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہنی کے ناز مستی دیکھکر سر تھی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ خدا کا
کھڑے ہین ست انس و جان دو دربان کے بد

اس نہنی ہندو کا کس دہر کرون شکایت
نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اُس حکایت

بے دام اُسکا خدمت کرتا ہون اپنی دل سون
دیتی ہین دام اُنکون ہور کرتی ہین عنایت

وله

بدن مست بدن مست کجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین منگون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نابوجھے کچ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نبوجہین
کر اُس عالم مین نہین ہے دانا کا حاجت

وله

نہنی کی ناز مستی دیکھہ کر سر تھی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ ہے خدا کا
کھڑے ہین ست انس و جان و دو دربان کے بد

وله

اس نہنی ہندو کا کس دہر کرون شکایت
نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اُس حکایت

بے دام اُسکا خدمت کرتا ہون اپنی دل سون
دیتی ہین دام اُنکون ہو رکرتی ہین عنایت

وله

منج جیو منی ازل تھی ہے جانا کا احتیاج
غم کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج

دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین ہانیا
قطب شہ مسکین کون دیون ہت پکڑ تا ہان بر تاج

نبی صدقے محمد قطب شہ سیس
تھی برجیس ایسا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج
دیا قوت ادہر انکی مستی دلا منج

وله

ہویدا ہی ہوا جون جان بکرید
کیا سب جگ سون آباد ان بکرید

جنت میکی سوالان نعمتان سون
کیا تازہ جگت کا جان بکرید

وله

ورسنی ہوائی ہے پوریان کی عید
شہ ذرس دیگیت ہوی حوریان کی عید

وله

محبت پیالا پریان لی کھڑیان
دیسی یون اُنن مین جیون سورجنید

وله

بکرید عید آیا صلوات بر محمد
آنند علم اُجایا صلوٰۃ بر محمد

بارا امام پنجتن کا مہر جم ہما ہو
منج سس چہا نوچہایا صلوٰۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات تھی ہے تج ادہر لذیذ
لاگی تو قدسہ رو کون سو جوبن ثمر لذیذ

وله

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ
دسن تیری آہین رتنان کی آخذ

علی ناماں سو کھیا یو غزل قطب		علی ناداں ہی سب کِہاں کی اخذ
سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر	ولہ	ہمن نین کا نور ہے توں پریوش
نبی صدقے قطب سوں راستی ہے		اگرچہ ہے اَدک اُو نار او باش
منج تج میں جیکچ راز ہے کس سوں نکر اوہی فاش	ولہ	ایراز ایسا نین جو کیں کوئی جا کر کہے ہر ٹہار فاش
ازبس اکت میں آہیں نازک تیری دو نوں اودھر		سبو سیا کی نشانیاں کئی او لعل شکر پاش فاش
ہوئی تج نین تیلی دل میں رقاص		سدا منج نین کے منزل میں رقاص
قطب شہ پا بیا ہی بے بہادر		ہوئی آپ ناچ تہی کامل میں رقاص
دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص		نبی صدقے ترکماں کو میا تہی خاص
ازل تہی ہے مجھے خوباں سوں اخلاص	ولہ	ابد لگ مج ہے محبوباں سوں خلاص
نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے		سدا دہرتا ہے تو خوباں سوں اخلاص
سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ	ولہ	محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ
نبی صدقے تجی سوں ہے خدا کی		قطب سوں آ گلے لگ چھوڑ کر غیظ
عشق بچھولا توں گوندی ہے مرصع	ولہ	نوی چو نیا نسوں کیتی ہے مرصع
نبی صدقے سو تر جگ دیکھہ کہتی		قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع
میرے دوستاں کوں توں نت دے جنت	ولہ	میرے دشمن کوں اگن یا سمیع
چنچل مکہ تیرا دیکھہ ڈہلتا شمع	ولہ	سو عاشق تیرا ہوکہ ڈولتا شمع
تیرے حسن کوں دیکھہ شرموں سیتی		غش کے بہانے تہی گلتا شمع
مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع	ولہ	خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع
انی بار ہے اس جگتی تج مکہ عجب روشن چراغ	ولہ	دیکھی نہیں آ جنوں کہیں اس دہاں نکا نو کہیں چراغ

انداں سیتی ہی آیا مرگ سال		دنداں پامال عزیزاں ہوے خوشحال
کنارے آسماں کے نین شفق رنگ		دنداں ماری گئی اچھلیا رگت لال
نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا		علی ہور آل دائم تیری رکھوال
قطب مولود کر تا دیکھہ امنگ سوں		نبی سہیلا پی گا یا مرگ سال
تیری دو نین ہیں مد مست متوال		تیری دو گال ہیں خوبی کے گلال
جہاں ہے سیمیا کا نقش اس تھے		کہے ہیں عارفاں سب اسکوں تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہیں فتح و اقبال

پیو نکہ آرسی میں دیسا ہی سیج آپ نام	ولہ	جیکو نجہا الیقیں سوں دیکھی من کے پائے کام
ستاں کوں جائے چھو تیں اسنی		نہیں غلط یہہ بات اُلوکن ہی رات جام
انجانی میں جوانی گیا پند نا سنا		قرآن ہور حدیث سوں ترکیب کر کلام
نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم	ولہ	او چایا ہے یا نو چمن میں علم
سکندر کوں تہی آرسی جم کوں جام		تیری ہمت ہی رین ہور جام جم
ثابت رہ آپ کام میں دنیا کوں نین وفا		آدم کیا ہے کوہ سہر اندیپ پر مقام
مرتضی ہو لود آیا ہے بہوت نور استیں	ولہ	جبریل نے دار طبقاں لیائی حوراں استیں
شاعراں بیچاری تیرا وصف کہنی کاں سکیں		میں بندۂ عاجز ہوں تم دار و گرباں ستیں
ساقیا آ شراب ناب کہاں	ولہ	چند کی پیالی میں آفتاب کہاں
مد کی پیا لیاں کا دور پہرتا ہے		نقل مد کا کہاں کباب کہاں
پیا تج آشنا ہوں میں تو بیگانہ نکر منجکوں	ولہ	رتی بن نکرتی تج یاد بن توں تا بسر منجکوں

بنی صدقے قطب شہ کون نہین آدہار کا حاجت   کہ دونو جگمین آدہار ہے خیر البشر منجکون

ولہ

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی تون   سب اولیا کی منکا اسرار یا علی تون

ولہ

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دئے رنگ   لی بہبک رنگ عقیقان نگین ہوئی ہین مین

باریک تج کمر دیکہہ بارک ہوا ہون جون بال   ویسا نہین کوئی تار باریک پیرہن

ولہ

سنو لوگ میری پرم کی کہانی   کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

تمن عشق مہیدیا ہے منج بالی بالا   کہ ہوی ہون تمن پیم ہون دیوانی

محبت کے لذت فرشتان کون نہین ہے   بہت سعی سون مین سو لذت پچھانی

ولہ

خداداد محل کون محمد سنوارے   تو اُسمین جنت کی نگاران نگاری

بلندی محل کا ہے آسمان جیسا   سورج چاند تارے سُنوا ستہی نگاری

نہ اُس جگمین دیکہی کوئی ایسی محل کون   مگر دہرت پر قدسیان لیا کہ تہاری

ولہ

پُہل بن رخ یار خوش ندیسی   بن مدپھلی جہاڑ خوش ندیسی

گشت چمن و ہوائے کلیان   بن پیالہ کنار خوش ندیسی

ولہ

عشق کی پُتلی ہے گوری رنگیلی   چتر ناریا نین دستی ہے چھبیلی

بنی صدقے قطب شہ سون او پیارے   پرا وَ احسن کا کر آکہ میلی

ولہ

پیارے پرم ناز ستی سُہاتی   آپس حسن سون عاشقان دل بہلانی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کون بخش   مجکون سو محمد علی کے کیش سون بخش

دشمن کون تون توڑ دوستان کو تون نواز   دشمن کو نکر رحم سبہی خویش کون بخش

ظل اللہ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلرعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدرآباد کا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی و ریختہ موجود ہے دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین قطب شاہ و ریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی و ریختہ سے واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہوچکا ہے۔ نہین معلوم مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑہے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجہا ہوگا یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی ستیاب نہوئے ہون گے۔ نہین تو ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین بیان کرنا چاہیے تہا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔ معذور سمجہکے نشانۂ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین قطب شاہ ہے کبہی کبہی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ علم دوست و ہنرپرور تہا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے باز نہین رہتا تہا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکہتا تہا۔ رات دن مین ایک خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تہا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحاتِ ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔

فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکھا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بھاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تھا۔ ہزار سوار اسکی پیشی مین ملازم کئے تھے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتھہ آمد و رفت کرتی تھی۔ اسکی شان امیرانہ تھی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تھا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تھے۔ عقیلہ و فہیمہ تھی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تھی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکھی واقعی تصویر کے دیکھنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکھی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا

تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکھا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بھاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بھاگ نگر رکھا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی بھاگ نگر نام بھی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہو گئے علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکھنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کر کے حیدرآباد نام رکھا۔ اور منادی کر دی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ دفاتر و نقاویم مین قلم سے لکھین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بھاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زماننا بھی ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتھیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بھاگ نگر ہی

لکھتے ہین۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف شاہان سلف بھائیون و قرابتدارون کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ و اقارب بھی شکریہ ادا کر کے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید مین رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا۔ میرزا کشتی مین سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہین پہنچا تھا کہ کشتی مین فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری مین واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد مین چوک اُسی کے اہتمام سے آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تھا۔ فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا۔ لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو سو کے میر کی کمان کہتے ہین۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استر آبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا۔

ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا
تھا۔ بنائً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو
سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا
جب مشار الیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر
معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادت پناہ
میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ
لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات
کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام
مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ
ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر
و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے
ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور
بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔
ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع
و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس و زربفت و بارہ جوڑ قالین
اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی
عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پر فضا مین اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیون کو بھی تشریفات لائقہ سے
سربلند کیا ہمراہی سو سوار تھے۔ اتفاقاً سفیر کو چھہ سال تک مہمان رکھا۔ سالانہ
دو لاکھہ ہن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے
لائق شاہ ایران کی خدمت مین بھیجا۔ پھر اغریو سلطان کو مع سلطان بیگلی طالش
کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بھی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد
کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر
عمارات کا شیفتہ تھا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی
تھی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا گیا تھا۔ فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور
بعض معدوم مین۔
آئینہ محل۔ باغ محمدی۔ نبات گھاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ آئمہ
و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ
مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام ہی
باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارۂ دکن مین لکھا کہ تمام عمارات
کی تعمیر مین ستر لاکھہ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے ساٹھہ ہزار
ہن سالانہ وقف کر دیا تھا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرۂ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسرانِ سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پہ علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا واحسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری و زکوۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹہے۔ فی زمانناً اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لادکے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کردیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسّال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا اُنکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوادیا اور حمام مین دلّاک و اصلاح ساز و سامان غسل بہی مہیا کردیا تہا۔ غربا و مساکین سے کچہہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب کو اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش و متحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ہہ ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتہہ کردی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا یا خلعتیں تمام مخمل و زربفت واطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادشاہ بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ پادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین واکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولیعہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ ہم صحبت و ہم جلسہ ہتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلچسپی کہتا تہا۔ مراتب نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تہے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہو چکے تہے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ہے وہ ہذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد   آبحیات خلق دریغا سراب شد
سروے ز بوستان معانی فرو شکست   برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کر کے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر بشیر امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہو کے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر بروز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بهمنیه شاہزادے کو تخت نشین کئے امراو وزراو علما و شعرا و رعایا و سپاہ نے نذرین دین اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپین فیر کی گئین۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانهٔ خود را		کآتش زند از رشک تو پروانهٔ خود را
هوش و خرد از پائے در افکند چو مستان		چون سرمه کشی نرگس مستانهٔ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند		کیفیت یک جرعهٔ پیمانهٔ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید		بستیم در دور و در روزنهٔ خود را
گر جمله جهان پر شود از گوهر یکتا		خواهیم همان گوهر یکدانهٔ خود را
ای قطب شه آخر ره مردان ره عشق است		مردانه همی رو ره مردانهٔ خود را
بی لب لعل تبان باده حرامست مرا	وله	لب میگون بنما چون سر جامست مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم		اینچه سوداست که با زلف چو شامست مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شده ست		خال تو دانه آن زلف چو دامست مرا
هر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت		بر سر کوی بلائے تو مقامست مرا
ملک محبت که داد خواه ندارد	وله	ملک چنین هیچ بادشاه ندارد
گر همه عمر نظر بروئے تو باشد		دیده تحیر حسرت نگاه ندارد
منکر زاهد نه ایم و زهد و لیکن	وله	دل سر د پروائے خانقاه ندارد
بین که چه طوفان آتش است ز عشقش		آئینه دل که تاب آه ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست		جز کرم دوست تکیه گاه ندارد
حرفی ز لب یار بسی شنیدیم شنیدیم	وله	صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
مردم همه درد سر بیهوده دارند		گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم
اعجاز محبت منگر کم درین راه		بے بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
این بس که تماشائے گلستان تو کردیم		گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم
هر چند که وحشیست دل آن نیست که گوید		از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم		مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم
ورره دوستی لانیست ضرر دانستم	وله	سخن اهل غرض بود خطر دانستم
خوش بجد داشت دلم کز تو وفا می آید		شکر باری که ترا بار دگر دانستم
تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد		روش سوختن آتش تر دانستم
فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی		ازچه کم میکنی ای شوخ نظر دانستم
قطبشه دوش که در گلشن کوی تو بودم		ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم
بدور خط رخسیمت کم نشد شوخی و صیادی	وله	که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی
دران وادی که آتش می شود گلشن در آزاده		هزاران جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی
اگرچه نیست ہے بعدل و داد شاهان را		ازان رنجیده تر ماند بعاشق از تو بیدادی
بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید		درین ملک مبادا رو ندارد سست بنیادی
خرابی ها که دل از تیر گناه عمرها دارد		فدائے آن خرابی باد معموری آبادی
وے کز دوست نالان شد پریشان گشت حیران شد		مسلمانان مبادا هیچکس از دوست فریادی
غم یار یکه در دل قطبشه دارد عجب نبود		گر از خاک درش هر بر ندارد یکنفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص بمعانی بچہار لوح وہر لوح باتصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو نشاب تاب تہا
اس نکہہ نہر اب دو دشت مرا آفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ نکہ سو رنور دوست
مین رو تہ نہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس آنزار پر سخانہ نشکل +
جیو اس میان بصورت و معنی خراب تہا

سو او زہر ڈنک نینو جو تیگا نہین سو دماک
دیوانہ سیس آگ برہ نہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نرنج
اس کیا ہی اختیار گناہ شراب تہا

ولہ

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا
تمن کے مراداں کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلی ہین عیش کی خاطر
جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر داروئے ناکام دیگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک ہستی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری تہی کدمین دل مین نکر غم
تجے داروئے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون ستی قطب شہ تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیگا

ولہ

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکھیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون ہوون پک اب پلک سون جہاڑون
جی کو خبر سو لیاوے نکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد نجاوے ہم ہر تہی تک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ مہر محبت آپ دل
ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو ادہارا

ولہ

نبی کی دعا تہی برس کا نئنہ پایا
خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا

پیاہون مین حضرت کے ہت آب کوثر
تو شاہان اپر مجہ کلس کر بنایا

میرا قطب تا رہے تاریان مین نچل
تو مجہ پر فلک رنگ کا چتر چہایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اچا کر
جرأت سب ستاری سون اسپر چڑہایا

سورج چند آپی تال ہو کر بجین تب
منڈل ہو فلک تم تمایان بجایا

کرے مشتری رقص مجہ بزم مین نت
برس گانٹہ مین زہرہ کلیان گایا

کلیان عشق کی مجہ مین کہلا کر
پہولان غم کی دل بوستان تہی گنوایا

میرا گلستان تازہ اس تہی ہوا ہے
مجہ اس باغ میوہ دمادم کہلایا

دندی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
سو اسپند کے پاتران کر نا چایا

خدایا معانی کی امید بر لیا
کہ جیون سانت کی میہو نتی جگ سب اکہایا

خدا کی رضا سون برس کانٹہ آیا
سہس شکر کر تون برس گانٹہ پایا

دعائے اماماں تہی مجہ راج قائم
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفی ستی سہرا گندا کر
مجہ اس گل کا سہرا حمائل بنایا

ولہ

نیرے ہونٹاں کی حقے مین تہی لا مجکون دوا
ہیرے درداں کو سدا تیہری شفا تہی ہے شفا

کیا غرض تجکون یہ بچنان سون پلا ساقی
غم بچہین عیش و خوشی کا ہے صفا ہور صفا

وعظ تیہری انو معانی بند ہیاہے دل یارب
کرو آمین نبی و علی تہی اسکی دعا

ولہ

دیکھو کہ کیون انو ہمنا سنتین وفا
یک تل نہین ہوا کہ کری مہر تہی بہی جفا

لکھی سو پایہ ہون نہین کچھ یا نکا گناہ
جن ظلم کے تو اسکون آہی درد بی دوا

کرتے ہیں دعوی شعر کی سب اپنی طبع سوں
نجتیا فصیح شعر معانی کی تیں خدا

ولہ

سجن تجہ نکہ عرق بند بند بہت زرو دستاب
او مدح جن کوہی سو عاشقاں دستا اب

معانی قطب شہ کس مغز نکہ رمز نہانی پیو کا
کہی جی ہر مجلس کا سو سچلا جور دستا اب

ولہ

نکو پلا مجہی ساقی پیالہ بہر بہر کر
کہ پی تے ہیں ہمیں دائم پیا کہ اسکی دست

دلیل پایہ ہوں تج زلف ستیں آب حیات
اچہی جو زندگی کا نیر تیری زلف میں نسبت

تیرے خیال کی مرغاں ہوئی ہیں جگ پنکہی
تمہاری یاد سوں پنجری تہی مرغ دل ہو بجست

نکو کرو پنکہی تم بال پر سوں مغروری
کہ پی پنکہاں ستی تم میں ہوا ہوں الست

تمہاری یاد بغیر نیں ہے بزم مو رنگین
کہ میری بہاگ لکہیا ہے ایے عیش روز الست

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
معانی شعر تیرا تو لکہی ہیں دست بدست

ولہ

نکہ تیرا دیکہہ کر ہیں آج مست
تیری نکہ کی تیں ہوا ہوں بت پرست

نکہ عرق میں زور ستی ہے عجب
میری زردی ہیں رنگ لعل ست

ولہ

خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
سب خیالاں اپنے اپست کرتا ہے ہر خیال دست

ای معانی نوں چہپا کر کاہی پینا ہے شراب
کوتوالاں لکہہ ہے باتاں تیاں بست و بدست

خورشید نکہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
اس ابرواں کو سجدہ کیا ہے وصال عید

خرم خوشیاں سوں شیو کی سینیاں ہے بہرے
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خند کا شکر دی منجی شیر خرمی میں
شربت پلا ادہر ستیں کہلیا گلال عید

ولہ

خدا جیو کی جان کوں دکہا بیک بار
دکہاں عرضہ کر غم کروں خوار و زار

سمند ناز کا گرد سراسر کرو
کہ انکہیاں دی چکتے سو ہووے قرار

کہرے کن دلیل و دلائل سوں عشق
دلیلاں میں پلچی ہیں عالم ہزار

جہلک نین شمشیر تہی تو نڈر
نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار

کرنالہ تج ناز زلفاں تہی جن
وو مجلس تہی کرنا ہی سکوں بہار

معانی دہا گا بند ہے زلف سوں
اُسی تہی دی مصطفی دو انار

ولہ

صورتاں سب میری نیناں تہی کہے ہیں باہر
جیو مجنوں ہوا سر تہی نمار ذاکر

باندیا احرام کہ نیر اکرونگا جیوں سعی طواف
لعل رنگ آنجہو تمن کو نین ہونا ناصر

میں کتاباں تو علم کیاں پڑیا ہوں بہت ولی
گال خط مشکین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

ولہ

سب مل کر مبارک بادی عید غدیر
اس خوشی تہی انکی سبہی خوشیاں دسیں دائم صغیر

مومناں کوں شادی ہور خوشیاں کا آیا ہی خبر
تو خوشی کے بحر کوں آ بلیا موج کبیر

مینہ بانی عید کا جگ میں گنا وو عیش سوں
مطرباں لیا گر و گوا وو اگ ہور لا و عبیر

مدح کیتا کہوں کہ یہ انگے مدح کوں پایاں نہیں
گرد انو کی نعل کا سرما کریں شاہ و وزیر

کر دعا توں بہیج صلواتاں محمد پر سدا
اس دعا صلواۃ تہی ہو گا تجے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ اماما نکا غلام
میں سو عاجز واس تیرا یا علی منج دستگیر

ولہ

کہلیاں میں کلیاں یو مستی ستیں جیو تج بہار
مے پلا ساقی ہوا ہو سر تہی میں بی اختیار

دیدا وپر جب دید ہووے غنیمت وو گہڑی
سب گہڑیاں ہو جہو ہے وو گہڑی منجکوں شمار

تیری یاداں سوں معانی پیتا ہے پیالا مدام
اپنی پیاراں ستیں توڑو تمہیں اسکا خمار

ولہ

او چن دکہائے جیو دلم خانہ خانہ کر
عشق تو مجہ تنم زن و ستی بہانہ کر

ای ضعہا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانہ کر

ہاتف ندا کرے کہ وا ے زمزم صبوح
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر

بیداریم تمن سوں ہماری کہانی ہے
او چشم ساحرانہ تیرا ٹونہ ٹانہ کر

ہیوستہ باتو باد معانی عروس عیش
ہندوئے ہند جب نثر کرے مجہ جان آرام پر
ساقی اُبار بار جام دے ہے او مجی آبحیات
نیناکے پانی میں سدا مجہ دل ترائے میں کر
قصا ہے جگمیں لیلیٰ مجنون ہور فرہاد کا
گالیان سیتی اُو نازمیں مجہ یاد کرتا کر سینا
ہم بت پرستی چہوڑ کر زاہد نکہ بو جو صمد
دنیا کا حکمت نا بوجھیں ہرگز حکیمان علم سون
شعر معانی ان ہندی ہی میں جگمیں جس کے
سورِ یمن پیالہ میں ساقی شراب پور کر
میرے خیال کہیل پر ہنستے ہیں عاقلان ہمدا
باد سحر کیتا کرے بہیداہی دوا دوی
صبر میں ہے نپنجا صبر تون نیک جہن کہا
اندہاری تہمریہ خورشید تابان ٹک منور کر
کہیا عرضہ سنو میں نازسون کہی کام ہے منجکون
کری ایران زمین پر بادشاہی تنج نہیں ہے غم
سو اُس زنجیر زلفان سون کیتیان کون تو گرتا بند
تمہارے عکس تہے روشن ہوا ہے چاند سنت نکلمیں
غباری خط سو اُس نکہ پر عجب ہے جو پنجا ہے

قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر
نا بات مصری مٹہون میں اُسکے جام پر
پیکرا دجہونا میں کرون رقاصی جہت بام پر
کوڑیال نپلیان سون چیر الیجائے استفہام پر
اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیہری پیغام پر
اب دل کرون قربان اُس دشنام کی انعام پر
ہم کام میں تجہ کیا عرض رہ دنیا لا لاکام پر
گاو ترنا عیش کا نس دن پیا کے نام پر
ہر دی صد ہنر سو تی جمیا آپ وار ایز نام پر

ولہ

مو غم دیر سا کو ن یکدو قدح سون دور کر
جا تو نجا تو کہیل کچ کہیں پیا کے سور کر
یکدو خبر خوشی کے لیا مو دل و جان ہسر ہ کر
اب تون معانی عشق سون درد و جہان ظہور کر

ولہ

اتہالان آہ کے داٹے میں منج سینے ہنے دکر ہ
غروری آہ کرنے میں کیتا اب حسن کے زر کر
مدن کا نیان سیٹا ہون پیا تون نگہ سر کر
مسا داغ غلامی دے منجی مجمر میں عنبر کر
وگر نہ زنگ کا ٹہکا ہے تج بن خاک سر پر کر
سو پری اس وترنی تا سک ہے ہت جوڑ سر پر کر

ہماری آہ کی شعلیاں تہی پایا ہے شفق لالی
خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلہ کے اوپر
رقیبان کہنیان سُنکر ہماری ہوتے ہیں حیران
شیعیان کا عید پہر کر آئیا ختم غدیر
آیت قران نازل جیون ہوا حضرت کہ تئین
انبیا ہور اولیا میں حق کیا تمنا بڑا
مصطفےٰ کے امر پر ہر ہمین دہرن آیا چندا
دین دنیا دونی میں حضرت تے قائم تا ابد
کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہیں کمر
ازازل تہی ہے غلام مصطفیٰ قطب زمان
ہمیں ہیں بے ہنر گرہوے نظر یار
نظر تج پر الٰہی کا ہوا ہے
دنیا کا پہول اُپجتا ہے جفا سون
محبت مئی دسی اُس مکہ صفا مین
دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور
صراحی کے اوپر پیالا چہپا ہے
درد و دوا جانے حکیم خوب دانا
معانی پر نظر اُس یار کا ہے
مو نظر سامنے نہیں ہے یار

اُساسان دو دمیری تہی پر چہپایا ہے منظر کر
کہ جیون نمرود کی آتش میں براہیم سرور کر
معانی آپنے دل میں علی کا مہر مظہر کر

ولہ

دو جہان سب روشنی پایا سو اُس عید کبیر
مرتضیٰ ہیں پس دو جگ میں جیون محمد بی نظیر
سچ تمین داماد پیغمبر ہیں علام الخبیر
مرتضیٰ فرمان سون پہر کر آئیا مہر منیر
دو جہان کی مملکتان میں ہے تمہی روشن ضمیر
منج بندہی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر
منج غلام کمترین کون دست پکڑو یا امیر

ولہ

ہنرداران میں دیسین گے ہنر دار
تو بی تہی ہیں شہان سب نیر دربار
پنہ میں رکہہ خدایا منج اُس آزار
ہمن پیالے میں مئی بہر ساقی گلنار
ہمین کچ دیکہہ کر باندہی ہیں زنار
کہ اُس چہچی تغیر جہجپے میں بیکار
ہمارا درد کیا بوجہیں گے اغیار
سدا اُس نہ سون بیدار و بیدار

ولہ

نین پانی میں تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جتا موندون
قبلہ کا نقشہ نہ کوئی دکھاوے ساج
سامری سحر مین جتا کہ کرون
دارو کرنے ہزار وضع طبیب
عشق ناگر کیا زمین دل کا
بارہ میری جہاڑ کون یارب
ہے معانی گنہ گار بندا
ولہ
تشکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور
ہند و ریت کون دیتے ہین تم روا جان
تیری یاد کا بحث غم ستین کرتنے
ہوا ہے ہمن قصہ یک بی رستین بند
بلائے منج اوذا زمین مست ہوکر
کلا قند و نا بات کا کیا کرون گا
صفا نکہ تہی پیتا ہون می زعوانی
تیرے نکہ کے پانے پہ ظلمات ہے وہ
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ
معانی کی ثنا خان کونا بات لاگیا
ولہ
قرآن کی ہے آیت سب ستین راجوٹ کرہ
تج دیکھہ کر تہلی مین سب کا فرو مسلمان

دون بھی نکلی بہرا پھالی مار
منجکون جو ندہر نا زیبک قرار
باطل السحر ہے بچن در کار
تون دکھا غمزہ ناز سون یکبار
سٹون آنجہو کہ ہوی شجر دربار
پھول پہل ہووے تا سبھی گلزار
رکھہ محبت نظر سون تج دربار
ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
کہ بتخانہ نمنے ہے ٹوپے ہمن سر
ہمن جنسیت نا سکے وو کرتا ہے عرعر
جی کوئی بسم نا جانے ہے خبر تہی کمتر
سدا را کہہ یارب دوستی کا شکر
سو نکہ بھولی تہی باندہیا گیا قند تہر
تو دندیان سون لڑتا ہے مریخ اختر
ندستا کہان ہیون اللہ اکبر
ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
دو میٹھائی رکھتی مین شہران مین گہر گہر
اُس نہتہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دار دار
نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیا دو ہمارے میانے
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی
اس بار دین ہے جنکوئی اسکو نہین کد مین غم
ولہ
پیالہ تہی چوتا شراب منور
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون تجکون
ششیمی بے شرم نور مین ہے دہوان نیج
تیرے کام مین کام را کہا ہون مین تو
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون
ولہ
تم ہمن مین توکی باتان ہوان تہیان رات اسیب
تج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بھریا
ولہ
نہنی سانولی پر کیا ہون نظر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون
یون ستی ہت را کہی ہے آپ کمر
مین اس نغر سون لبدیا ہون کیا عجب
تو دوری ڈراوے منجی دور تہی
معانی کے باتان تہی جہرتا نمک
ولہ
نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز

حک کر غم کی نیدان پہا و سنیا نگی طومار
جسکون اچہی کنجینا اسکون کہلین گے اسرار
غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار
پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بھر بھر
خوشی سات غم کون لسار ونگا از سر
ہنٹ کور دل اُس سون ہووے برابر
دیا عشق تنہا ہنسی کے منجکون چادر
تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
نکو لیا و بھی کوئی کہانی آذر
معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر
رات کیان باتان صبا نین ہین تہین تن روشن ضمیر
تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا سیر
خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
دو تن جوت منجکون دسن جیون قمر
سورج چند نمن جہکی وو زر کمر
دو جگ روشنی پایا کس نین خبر
دو کیا بوجہی مو دل مین ہے تو نگر
جی چاکہی کہے ہے نمک سون شکر
لو جن کجل جھمکین لی بار ری نہ پہچانے ہنوز

نہ پرسون ومہرتی نہین شیشے سہرا بہرتی نہین
امید فتح تیرا اہے تج قول کون سیرا آہے
نہین بن کی کہیل ہولان نہین امرا دیران تولا نہین
قطب زمان کون جان توں نہ کی بچپن من آن توں
سبزہ مکہہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا مستی خیز
دائرہ نا و حریفان پکری ہین دنبال
کیون چہپا ہوین ہمین جی پہلان گلزار مینے
دنیا کے پہول مین توں باس و فا کا نہ منگین
کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین
دیکہا ہون سپنہ کہ میخانہ کا ہو دربازہ
بجانی سو بجنتر کیا کم آویگا منج کون
ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے
معافی آس تمہین کیا بوجہین ای میخواران
پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
مبارک ہن تیری مکہہ نور سورج تہی ہوا پیدا
نہان آئی ہین زینت دیکہنے تم بزم عشرت کا
کیا کسوت رہین نوروز پہون کنو پلیان ستین

پیالی مین مد کرتی نہین عرض تا مانی ہنوز
معشوق تون میرا آہی جانے نہ دل لالانی ہنوز
مکہ صفا تین نہ لالان نہین آپ نرخ نا جانی ہنوز
دہی عشق گری دان تون کیتا آپس تانی ہنوز

ولہ

آرزو مد چووی منج جیو میں تہی جیون گلریز
ہوش سون راکہہ قدم کاتی ہین تج نینہ پرہیز
کہ صراحی کرے قلقل اس اوپر قاضی تیز
کہ سبہی پہول کون جو بہر لگئی ہین کانٹے دکہہ انگیز
دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز
شعر حافظ کہ سہرا اوپر آہے تاج پرویز

ولہ

کرونگا شکر گزارونگا سود گا نہ نماز
ہمارا او ہی بجنتر کہ آوے خم تہی آواز
سوال نادنی سنگ کرتا ہون اور در پر نیاز
نہین ہے حاجت اسی جاونی کون تا بحجاز
تمہاری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

سورج آو حمل یانہ عیان ہم عید ہم نوروز
خرا جان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز
شہان کا شاہ دئیے دولتان ہم عید و ہم نوروز
او کسوت طرح کہ ہوتی تجان ہم عید ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سہر بلندی ہے
خوشیان آئی محمد دور تہی منج گہر انند سون
جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی
سہیلیان دوستان گاوو کہ غم کا سب اثر بہا گیا
خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر
پیا تج مدح بولیا تہون امید ہور آرزو ستین
تمہاری صف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
تمہار فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصان پہ
دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب زمان اتون
خدایا عید ہور نوروز شادی راکہہ ہور بسان
ای خیال لیجا دو تو خبر میرے پیا پاس
دن رات او جالا اچہی اور دن تون جاکر
راز نس کا تم ستین کہنا ہوس
بی کچی کلیان بہری باغان منی
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت
کونلی ڈالی کون لگے پہل رنگ رنگ
سب بہشتی حور اس باسان جیوین
شاعران پڑتے معانی شعر لیک
ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش

ولہ

سورج کرنا سون باندی سایہ بان ہم عید ہم نوروز
بہون کر شکر دائم مین سکہان ہم عید ہم نوروز
سو ہی پاہی مراتب پاتران ہم عید و ہم نوروز
خبر لیایا خوشیان کا یو زمان ہم عید ہم نوروز
تو منج دربار کر جین گجان ہم عید و ہم نوروز
دیو تشریف گنج لامکان ہم عید و ہم نوروز
او شعران کون پڑین سب شاعران ہم عید ہم نوروز
ہمن تجہ سو عشق کے لایان ہم عید و ہم نوروز
کرین آمین ملک ہور قدسیان ہم عید ہم نوروز
کرون تا خدمت صاحب زمان ہم عید و ہم نوروز

ولہ

منج تائین طلب زندگی کا نہیں اس الیاس
مقبول دعا ہو تیرا غم جاوی کہ سب نہ پاس

ولہ

تیری بات انکار کا سنتا ہوس
رس کی کلیان باغ تج چننا ہوس
یکدو باتان پیالہ سون کہنا ہوس
اس پہلان سیتی طرا گندنا ہوس
روح کون اس باس ہے سنگنا ہوس
شعر حضرت مدح پہ پڑنا ہوس

ولہ

سمند ناز پر باندی ہین کس پہ ترکش

سوا اس لعل کا گرو عنبر ہے جیو کا
وو خوشبوئی سنگ ہوتی عطار بخش

سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر
ہمن مین کا نور ہے توں پری وش

معانی ریا ترک کر عیش سون آچہ
کہ ٹہیرا ہے تج ہات انچل سبزوش

ظفر۔ شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص۔ شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور وتمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض وقافیہ وعلم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفرمند ومیدان شاعری مین فیروزمند تہا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین دنیائے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

ہنوز شکوہ ز صیاد دل آزار مرا
گر رود موسم گل رخصت گلزار مرا

ہست گویائی من قدر جواب سائل
پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا

ہید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم
خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

ولہ
درین عہد ست لفت بسکہ سامان جدائیہا
بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ
بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست
خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ
عوض بوسہ لعلش دل و جان این ہمہ نیست
بدل طلعت او باغ جنان اینہمہ نیست

دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست
گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست

مشمر ایدل کہ بود زلف صنم تارے چند
پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

ولہ
نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار
من ہوائے بوسہ دارم وز من دارد کنار

دست او رنگ حنا خیلے بآسانی گرفت
آرزو دارم چنین در دست من قند نگار

ولہ
از وطن آوارہ گشتن ہست استقبال مرگ
برمیاور اے شہر بہر خدا محمل ز سنگ

ولہ
حاجت روائے عالم محتاج کس نگردد
بر شیشہ ننگ باشد تقلید جام کردن

ولہ
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیدہ
نرگس بشوق دیدن چشم تو دیدہ

نقش قدم ظفر سر راہ تو دیدہ گفت
از دامن کہ ریختہ گلہائے چیدہ

ولہ
از عہد شعور می پرستم کردند
دیدند ز اہل ہوش مستم کردید

در گلشن اتیاز مثل نرگس
چشمم شدہ وا جام بدستم کردند

ولہ
بہ بزم آتشین رویان دل دیوانہ گم کردم
سپیدی داشتم اما در آتش جانہ گم کردم

مبادا ہیچکس یارب چو من آوارہ مجنونے
کز آبادی جدا افتادم و ویرانہ گم کردم

ظہوری۔ ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص۔ ملا محمد طاہر نام۔ نور الدین لقب ہے۔ ترشیزی المولد ہے۔ وطن مالوفہ مین سن شعور وتمیز کو پہنچ کے علما وفضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کے شعر وشاعری کی طرف راغب ہوا۔ قدرةً موزون الطبع تہا۔ تہوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا۔ اور کلام کو تشبیہات واستعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا۔ شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے۔ اور اُسکی عظمت وبزرگی تسلیم کرنے لگے۔ اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی واستادی کو مانا ہے۔ جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بدان تتبع سرو برگ این غزل — این فیض از کلام ظہوری بمارسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی۔ بحر مواج تہی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہاے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذر اوقات کا مدار کتابت پر تہا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا۔ عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ مال و دولت کو محض لاشئ جانتا تہا۔ بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اُسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوفہ سے برآمد ہو کے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن مالوفہ سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اُسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا۔ ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا۔ اُسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ ہو ہذا

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا — کہ لب مبند ز مدح اجلّۃ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام — مسمّی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ درنی گلشن — نیافرید خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار — گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب نیست کہ از یمن نبض گیری تو — باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم — عجب نباشد اگر زر باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق ۔۔۔ چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم ۔۔۔ کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوئی روزی من ۔۔۔ نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا
ندید در تپ ہجران یار بستہ دہن ۔۔۔ کسے ز شربت عناب لبک روئی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور ۔۔۔ چسان بحجلۂ دل آورد عروس رجا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ ۔۔۔ کہ مستحیل شود غم بمرۂ صفرا
نیافت مادۂ احتیاج ہنوز ۔۔۔ تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد ۔۔۔ ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تہا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تہا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند ۔۔۔ نخست والئ غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی ۔۔۔ زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور ناز کرتا تہا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکہتا تہا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تہا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے اور کہتے تہے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بہی اُسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ و دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے جو دربار عادلشاہی مین معزز شعرا سے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در پیرائش گلزار ابراہیم و اکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ) بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفۂ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدم المثالی کو مانتے مین اسکا ہر ایک فقرہ مسجع و مقفی ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل نہین ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بخشی عالمگیری نے تقریبًا اساتذہ کے ایک سو بیس[۱۲۰] ساقی نامے جمع کیے کسیکا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ و مقابل نہین ہوا۔ انتہیٰ کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے ایک سو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا مقابل و ہم سنگ نہین ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہیٰ کلامہ۔ واقع مین اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا ساقی نامہ چیزے دیگر ست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بین ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے ہین۔ اور تمیز کر سکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کر لین گے۔

اور سرخوش وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی سخن ساتھہ ہاتی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت یہہ صلہ پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پر مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کردند تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ و قدردانی سے ظہوری نے ہندوستان و دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم و نثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابو الفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اُسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اُسی عرضداشت مین لکھا کہ احمد نگر مین دو شاعر خاکی نہاد و صافی مشرب ہین۔ شعر و سخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام و خوش اخلاق تمام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھہ سے نقل کی کہ ایک روز شرفاء مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صبّاغ نیشاپوری کھڑا ہوا کہا اے نامعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اُسکے ساقی علی مرتضیٰ ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہوگیا۔ انتہیٰ کلامہ۔ مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علیّ والحوض مسیرۃ شہر و زوایاہ علی السویۃ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہیٰ کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور ہے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تہے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر مین سکونت پذیر رہے
اکثر اوقات فیضی سے ملتے تہے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تہا۔ فیضی کو دونون کی
ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔ دونون فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تہے۔ دونون نے
اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونون کے تحائف نادرہ کو
حسن قبول سے لیا۔ دونون کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب مین رکہا۔

خزانۂ عامرہ مین آزاد بلگرامی نے لکہا کہ ظہوری و عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ
جاری تہا۔ ایکدفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ مین بہیجی۔ شال معمولی
درجہ کی بہی ہدیہ کے لائق نہ تہی۔ عرفی نے شال کی ہجو مین یہہ ایک رباعی لکہی۔

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است — آیات رعونت مرا تفسیر است
نامش نہ کنی قماش کشمیر کہ زو — صد رخنہ بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تہے اور اسکی لیاقت و شاعری
کی داد دیتے تہے۔ اسیطرح نظیری بہی دونون کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ باہم دوستانہ
تہا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکہتے تہے۔ بسنہ ۱۰۲ ہجری مین ظہوری و ملک قمی
نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بہیجے تہے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر
غزلین لکہین۔ ہذہ ماخوذۃ من تذکرۂ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرأت الخیال کے مولف نے لکہا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس مین شعرائے اسلاف کا
تذکرہ ہو رہا تہا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین مین ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہین ہوا
حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہین؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی
ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجہہ مین نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق نجانا ہوگا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی
کی خدمت مین ایک رقعہ لکہا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی۔ فیضی نے
جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

هو هذہ

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم — سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم
از روش جلوۂ آہ بر آہ افکنیم — در خلش غمزۂ خون بچکیدن دہیم
بند نقاب کشیم تیغ و ترنج آوریم — یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشۂ دامان آہ ماندہ تہ کوہ ضعف — اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگرہ ایوان وصل — نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بریدہ شاہین عشق — فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم — برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست — محضر ناموس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست — گر بن ہر موی را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پائے بدامان کشید — بختی امید را سیر بچریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت — بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی
تب شعرا و علمانے تاریخین اور تقریظین لکہین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ
سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲)
عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکہین۔ رباعیان

مندرجہ ذیل ہیں سے

دانائے ازین دفتر کل دریا شد — پیدا است نقاطش زچه ناپیدا شد
شد وقت حصاد دانها خرمن گشت — شد سیر تمام قطرها دریا شد

وله

از چین سخن گران سخن نتوان ساخت — بوی بو زید صفحه مشک افشان ساخت
صیّاد خیال از پئے آہوئے قلم — هر نافه که چید در بغل پنهان ساخت

وله

این نسخه که شاد کرد ناشادان را — ره ساخت شاگردی استادان را
هر نقطه ز تار خط نیفگند کمند — در بند ره و انداشت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن — تا پیش روم موانع ره پس کن
هر نقطه که کرد ند ازین نسخه برون — شد مهر لب سخن ظهوری بس کن

وله

این خرده چه خردها که نایاب شدند — ذرات درین شعشعه سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید — خورشید بر آمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل از چهره برافکند نقاب — از لوح خرد سترد آثار حجاب
سرزد خورشید معنی از مشرق لفظ — نیلوفر نقطه سر فرو برد به آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیها فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا تہا، لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تہی مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر ۱۰۲۵ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہوں۔ اشعار

هر دم هوس نهد سخن در زبان ما — مهرے ببوسه کاش نهی بر دهان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلبری — جانان قسم نمیخورد الا بجان ما
در بارگاه سوز و گدازیم صف نشین — کرسی برائے داغ نهاد استخوان ما
گریۂ خوش رنگین بساطے چیده در بازار عشق — می چکد یاقوت تراز پنجۂ مرجان ما
زود بر نخل هوس نے بار ماند نه برگ — لرزۂ حسرت چنین گر میدهد افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را — خموشی باز بر هنگامه بندی دشت و غوغا را
بکوشش نیست ممکن عشق از سیماب بر چیدن — شکیبا کے تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را — دیده ام جو هر نگاهش را
شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را — پشیمانم که کارے یاد دادم پاسبانش را

وله

برنتابد جگر درد کشان درمان را — نه پسندد سر شوریده سر و سامان را
خلق را مژدۂ آسائش خواب آوردم — ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ارباب محبت ظاهر است — مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را — در خرمن عطش زده برق شراب را
یک دیدنست آفت یک شهر جان و دل — لطفے است بر مدار ز عارض نقاب را
برهم نمیزنم همه شب دیده که بر سرشک — الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوائے صبح بخشد تازگی گلهائے خرم را — چه نسبت با گل پژمردۂ ما فیض شبنم را
زهے طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد — نیفتد سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

دگر فرش است در عشرت سرایم ماهتاب امشب — شبنم خوش شب میکنم با آفتاب امشب
بدیدن داده ام از هر بن مو دیده دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب است خواب امشب

وله
دلها شکار آهوی صیاد گیر تست   آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست
خود را بآب گریه دهم یا بباد آه   گر هستیم غبار ضمیر منیر تست
نیازموده که روز غرور تا چندست   اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست
وله
مرو که میرود دم جان ز تن مروت نیست   غریب زیستنم در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهریار دکن   بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست
وله
ز و ظهوری دم شاگردی   فیض استادی شاه دکن است
وله
شیدائی تو با دیر و حرم کار ندارد   افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گر چه دهد طرز خرام تو زمین را   بنشین که زمان قوت رفتار ندارد
وله
آنانکه جز بنگهت کاکل گرفته اند   در بوستان دماغ سنبل گرفته اند
وله
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد   وقت غوغای خموشست شنیدن دارد
وله
گفتم برای دیدهٔ جان توتیا رسید   تا گفتم این غبار رهی از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است   این آرزو بخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام   خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید
وله
خام ست دل بر آتش حسرت کباب باد   داد از خمار عشوهٔ ساقی شراب باد
برباد کنج کشتهٔ ظهوری خراب کرد   آبادیش بدولت جان خراب باد
محنت رسید و رام نشد خرمی هنوز   مردیم و ره نبرد بغمها کمی هنوز
ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول   در چاره ممکن ست مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش   خوشا چشمی که حیران گشت بر رنگ حنابیش
برون می آمد آخر آرزو از تلخ کامیها   ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکرخایش

وله
درد نداری ز مداوا چه حظ   دم نکشی از ناله عمدا چه حظ
درد نهان گرد هدم فرصتی   گویم ازین ناله رسوا چه حظ
وله
سر نهادیم بسامان چه نزاع   جان سپردیم بجانان چه نزاع
دل ما را سر رسوائی نیست   نیست گر عشوه پنهان چه نزاع
وله
دیدها منبع اشک و جگر معدن داغ   مهرے از داغ نهم هم بدر مخزن داغ
خورده سنبل ز تاب آهم تاب   شد اخگر ز رشک آتشکم داغ
وله
برداشتی نقاب ز دیدن بر آمدم   در گفتن آمدی ز شنیدن بر آمدم
از بیخودی بسینه دریدن سپید کار   شادم ز تنگ جامه دریدن بر آمدم
وله
شهر بر ناله و فغان دارم   همچنان مهر بر دهان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد   شال را رشک پرنیان دارم
وله
زهر تلخ ست کام را نازم   راه دورست گام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت   همه رم گشت و رام را نازم
وله
در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم   میبرم عرض جنون و عرض مجنون میبرم
هر کجا خیمه نشان پای ابراهیم شاه   در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم
وله
آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم   میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم
اینقدر بیدردی و حسرت پرستی خوب نیست   حق دهد فرصت ظهوری را پشیمان میکنم
وله
از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن   وز صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
کاکلی دارم چگونه طرهٔ دارد مپرس   خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن
نو بهار آمد جنون دارد دگر جان نوی   سال نو گر دیده آورد همت فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی / عندلیب سال خوردی گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن / میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

برتابه هجر طپیدن چکنم / سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو / دارد خجلم امید دیدن چکنم

ولہ

هر حرف که هست داستان من و اوست / نقد دو جهان جنس دکان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم / زین ناز و نیاز یکه میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای نخر من گل بیا / تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بر ویم در خنده بستن چرا / تبسم بلب در شکستن چرا
چه گر دیده واقع که چشم سیاه / نگه باز گرداند از بیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده / کمان سیه تو زه کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را / بده آتش معذرت سوز را
گر از نفعی توبه دل زخم خورد / توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوای رندی من / که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست / که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار / که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاؤس دم / برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز / ز گنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل / سرت گردم ای ساقی سنگدل
اسیر خمارم شرابی کجاست / دلم برد لم سوخت آبی کجاست
بکش خنجر انتقام از غلاف / سرت گردم ای ساقی سینه صاف
دل تیره ام را صفائی بده / اگر صاف حیف ست لائی بده
بیا ای نمک پاش زخم جگر / که بختم ز اشکم بود شور تر
ببین تلخی عمر شیرین من / بده ساغری بگذر از کین من
بر افروز آتش بکانون جام / مگر شهد عیشم پذیرد قوام
بیا ساقیا جان فدا می کنم / تو دشنام ده من دعا میکنم
ز لعل تو تلخی که سر میزند / ره کاروان شکر میزند
بیا ساقی ای دین و ایمان من / فدایت دل و جان من جان من
از آن قرمزی آب خواهم بدست / که زردشت را کرد آتش پرست
بقم ور زمین جبینم بکار / که نیلی ست از سیلی روزگار
ز پیری ضعیف هست بازوی حال / سرت گردم ای ساقی خورد سال
جوانی هوس کرده ام زان عصیر / که گردید بالغ ازو عقل پیر
بدستم ده آن رشک یاقوت را / که سازم جوان عقل فرتوت را
کسی را خدا بخت بیدار داد / که هر صبح چشمی برویت کشاد
نیارم بمسجد دل داغ داغ / که ندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد / چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست وہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا۔ علما و شعرا و طلبہ کو بہی صلات و خلعتہائے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعرائے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۱۰۲۳ — نہال دولت و دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پائے کوبان	ز باد صبح گاہی جائے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور	جہان زد سکۂ نور علیٰ نور
صبا بہر مبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطر افشان کہ ہوش از دست میشد	طرب میجست و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس کے بعد دیکہنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکہنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تہے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹہایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پہر چند مدت کے بعد سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین واقع ہوا۔ پہر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا منصور خان حبشی و ملک الماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکہا کہ سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ ہونہار و ہوشیار تہا۔ دانشمند و قدرشناس تہا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تہا علم دوست و ہنرپرور تہا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہوگئے تہے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف
کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل
و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔
مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات
کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اونکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد
و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے
دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ
دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب
نہین ہوے مگر دیوان ریختہ ہمدست ہوا۔ اوس سے ذیل مین اشعار انتخاب کر کے
گزارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کر کے بمضمون کل نفس ذائقة الموت
اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے
تغسیل و تکفین کر کے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳
مین واقع ہوا مدة عمر ۶۰ سال اور سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف
تین دختر ایک منسوب بملا نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تانا شاہ جو
بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی
ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ہو ہذا**

ولہ حق کی طرف ہو کہ حق آرام دو یگا	سعادت کی تیری ہات سر انجام دو یگا
اگر تیری نظر اوپر ہے تو سدا صدق	اوسون لا کر اوسی یاد کہ دہی کلام دو یگا

نبی صدقے لے تون نام اے عبد اللہ علی کا		کہ جم فتح و ظفر تجکون دہنی نام دیگا
جو کچہ راز پڑے منے غیب کے ہین	ولہ	سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا
نبی صدقے اے عبد اللہ دم علی کا		میرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا
گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے	ولہ	پر پل سون حقیقت کے دن دین محمد کا
جو میر اول طلب پیا نہ کیتا	ولہ	سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا
تری مکہ شمع کے دیکہہ روشنائی		ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا
رکہہ عشق پہ دل کی آنکہہ ہنوا اس		سیتا کی طرف تہی رام لیتا
اے یار اگر ہے زندہ دل تون		یون نام کہ جم ہو جام لیتا
معشوق وہی جو جسکی مکہہ تہی		خورشید جمال وام لیتا
عبد اللہ علی ولی کے صدقے		معشوق سون خط مدام لیتا
جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا	ولہ	جگت سب اوس جہلک تہی جگمگایا
عجب مجلس ہے عالی لا ابالی		کہ جنت دیکہہ لاجون سر تو ایا
بسنت آیا پہلا یا پہول لالا	ولہ	سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا
چمن میانی پہلیان ہے پہول گگ رنگ		پنٹ نازک اکیس تہی ایک آلا
بہلایا من میرا موہن پیارا	ولہ	تو ستپڑیا من کری کیا من بچارا
حسن جیون تہون ہی لکون کتیج لیتا چہ		نہین چلتا ہے کچ استہار چارا
بنی کے صدقے عبد اللہ عاشق		عشق مین سب مین اوہی تون ہے سارا
تیری نگہہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا	ولہ	تیرے بالان تہی بکریان باس بالا
تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا ۞		تماشا ہے اوجالے مین اوجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن   ہوا ہے تجھسون ملنے بہوت آشنا لا
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا   تو گلتا ہے لا جون تہے چاند ہور تارا
جوانی کون دیکھ اپنی مغرور ہوئی تون   روانی جوانیکون کیا ہے پتیارا

ولہ

تراصاف مکہ جام جیون جگمگایا   جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جاے جس   تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

ولہ

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا   گفتا کہ راست گفتی ای گن بھری سجانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہو آئی ہے نون   گفتا کہ من جو مجنون پائی ہون تج دوانا
گفتم کہ خال زلفت کیا ہے سو بول منجکون   گفتا کہ زلف دام است ہور خال سو ہے دانا
گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون ذرہ ہو مین   گفتا کہ در دل تو کی ہون ازلتہی خانا
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے منج   گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہون مین تون آنا
گفتم کہ در دہانت امرت کا ہے چشمہ   گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمی پاس وہا نا
گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا   گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

ولہ

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا   جُوتی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کا دسنا دریچا فرح کا   عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسا راہوا
انکھیان سون چندر سور کی دیکھ آسمانا دور کے   عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب یو ٹہارا ہوا
دیوین صفا دیوار سو لک نقش ٹہار ٹہار سو   خوش ہان یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا
نازک چنبابی بدل لکہین بہریا ایسا محل   باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا
جیون پہول تازا بن منی جیون پوتلی تو جن بنے   تیون آج اس دکہن منی یو محل اتم سارا ہوا
صدقے نبی کے یا امان اس محل میانی ہرٹن   جم عبدلاشہ ترکمان ہوگی گمنہارا ہوا

خیر تو ہے جو ادھر پیٹ ہے ادھر مو بین تو آج   دیکھ تیرا نور ہوتا ہے مہ جیون طور آفتاب
گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج   اُس آنگی وستا ہے منج جیون سورج کا نور آفتاب
شاہ عبد اللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین   یون ہوا مشہور جگمین جیون ہے مشہور آفتاب

ولہ

اے پری پیکر تیرا مکہ آفتاب   دیکھتا ہون تو رہینا منج مین تاب
یاد ایسا تا اُود کہاتا ہے ہنوز   دیکھ تیری زلف کا دو پیچ و تاب
مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب   ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب
قند ہور نابات گلتا ہے اجھون   دی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب
تج بہشتی حور کون دیکھیا ہے جن   جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب
شاہ عبد اللہ نبی صدقے تجے   خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

ولہ

گر خدا بینی یہ ہے تیری نظر ای کامیاب   تو خودی کا دور کر اول تون میانی تہی حجاب
آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد   فی الحقیقت تون اُسی دریا مین کا ہے حباب
راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھنگا اگر   شاہ عبد اللہ کو پوچھ آ کہ ہے حاضر جواب

ولہ

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب   مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکو ان جواب
جگمگاتا سور چور تہے آسمان اپرال کا   عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

ولہ

اول امید میری دلمین ہے یہی ہر سات   جو نت رفیق ہو توفیق حق الٰہی منج سات
دوجا امید یہی ہے جو تندرستی سون   منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

ولہ

آج زہے بخت جوانی سعادت کی رات   چاند سون میری ملا غم تہی منج دی نجات
روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین   چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات
اسکی قد انکی سنم کرنی سرو کون خجل   باو اُڑاتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
رنگ بھرا گھر مین آج آیا بسنت
جیون ابھال یکدبر تہی چھایا آفاق پر
دلکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام بحث
آب حیات تہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مروان کی نکو جان تو ای خام عبث
ہوش کا گوش نہین تیز جسی سنی کون

جیوہو شاہ عبداللہ خسرو عالی صفات

وله

غیب تہی تازا طرب لیا یا بسنت
رنگ کا برسانت برسایا بسنت

وله

کرتی ہین تن پہ حبیب ہوُرون رون تمام بحث
کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام بحث

وله

کہ جکوئی مرد مین کرتے نہین وو کام عبث
غیب کے اُسکی لکہین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص - عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے - آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے - نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب دار ہوئے - عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی - نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی - آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا - محبت پدری کا سایہ سر سے اُٹھ گیا مصیبت کا زمانہ پیش آیا - نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصف جاہیہ سے تہے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی - آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم ہبزم بی زبانی بستہ لب
در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے - تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا -

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے - بعض نے لکہا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی - لیاقت و استعداد کے بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا - نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا - اور نواب کی سفارش سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا - آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے سرفراز فرمایا - بعض نے لکہا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا جاگیر اگرچہ قلیل تہی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تہے - اور نواب صاحب نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کردیا تہا - اور آپکا مزاج قانع تہا - جاگیر و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تہے قناعت پسند و صاحب غیرت باہمت و حمیت تہے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوتے تہے موزون الطبع تہے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تہی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام پسندیدہ موزون کرنے لگے - آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تہی - تہوڑے ہی زمانہ مین چل نکلے - شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے - اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ دکہلانے لگے - اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے - رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے ہم عصرون مین مشہور ہوئے - اُسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تہا - عرب و عجم کے کملا موجود تہے - آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ سے توشہ لیتے تہے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تہے آہستہ آہستہ رتبۂ اُستادی کو پہنچے - ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تہے - طبیعت مین شوخی و چالاکی بہت تہی - دلیری و چستی بہی جزو ذاتی تہی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تہے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے۔ نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بیمثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف و القلم ہے۔ یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ۔ تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے۔ گلزار عنا کے مولف نے لکہا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر فضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے۔ اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تہا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہدیجے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے۔ افضل نے کہا جو چاہیے حاضر ہے۔ تہوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

کرد بنیاد چو میرزا افضل ‏ ‏ منزل عیش بہ از چار محل ۵

گفت تاریخ بنایش ہاتف ‏ ‏ منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین۔ آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے۔ ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین۔

پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ ‏ ‏ کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے۔ ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تہی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تہی معالجہ مفید نہین ہوتا تہا۔ ضعف بڑہتا جاتا تہا

زندگی سے یاس ہو گیا تہا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معز الدین موسوی خان فطرت قمی خوانی کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بہیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے میان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے۔ سال ختم ہونے کے بعد بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین ذکائی بلگرامی نے یہی مادہ تاریخ یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز) نام و تخلص کے مجموعۂ اعداد ہین۔ پہر آپ اسی سال صحت کے بعد ناندیڑ مین رونق افزا ہوئے تھے۔ آخر سال تک وہین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدہ موعود پورا ہوا۔ اسی مقام مین مدفون ہوے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب ہے اسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑک اٹھتے ہین اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکی ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتھہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین مشہور تھے۔ گلزار عنا کے مولف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ مضامین فارسی ہندی زمین سنگلاخ مین لکہتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجاے عاجز غالب ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑہا ؎

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را　　　گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تہے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا ھو ھذہ

لطف ناصر جنگ وا کرد از زبانِ ما گرہ　　　ورنہ عاجز بود از قفل لبِ فغانِ ما

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ عاجز مرد بی باک دہن دریدہ تہا۔ مشاعرہ مین شعر کو باآواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تہے کہ مکان کے در و دیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا، چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد　　　نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را　　　ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را

ببزم ما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی　　　فگن یکسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را

ولہ

دل ز شوق آتش سودائے از نعش بسکہ سوخت　　　بیزند بوئے نسیم دود عنبر آہ ما

بسکہ در ہم گشت از گرد کدورت جان ما　　　خاک میریزد بجائے اشک از مژگان ما

شب ندانم پاے گلگون کہ در خاطر گذشت　　　شد ز خون دل حنائے پنجۂ مژگان ما

ولہ

بوصف کاکل پر تاب وا شب رقم کردم　　　در آورد م سحر طبع ور زنجیر یاران را

ولہ

ز و تغافل ہائے نازش تا نگہش سنگہا　　　ریخت چون خون بر زمین از شیشۂ گل نگہا

ولہ

تا نویسم نامہ از خود رفتہ ام در خدمتت　　　می برد قاصد بجائے نامہ ام ہوش مرا

ولہ

غلط باشد کہ بعد از نیک نیکوتر شود پیدا　　　چو گردد اخگرے خاموش خاکستر شود پیدا

عروج قدر دانا باشد اظہار ہنر کردن　　　فزاید قیمت شمشیر چون جوہر شود پیدا

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز سخن آمد　　　نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

ولہ

دیدہ ام تا خط پشت لب خندان ترا　　　میدہد درس وفا حسن غلط خوان ترا

چشم امید ز آغوش تو دارم کہ کنم　　　تکمہ از مردمک دیدہ گریبان ترا

نے بشہر آرام حاصل شد نہ در صحرا مرا　　　تا کجا خواہد فگند این رعشۂ سودا مرا

ولہ

شبے در خوابم آمد کاکل مشکین پر تابش　　　سحر دیدم ببالین موج سیل عطر عنبر را

ولہ

نسیم صبحدم تا وا کند بند نقابش را　　　شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را

ولہ

بصحرائے کہ آن گلگون قبا گردد شکار افگن　　　ز خون صید بحر لالہ سازد سر ابش را

شود چون شمع بزم خانہ زین قدر الجوشش　　　کند از خون دل پروانہ رنگین رکابش را

غبار سرمہ ریزد از غبار وحشت آہو　　　چو بیند سایہ مژگان چشم نیم خوابش را

بتعریف سیہ چشمان رقم کرد آنچنان عاجز　　　کہ میل سرمہ پندارند ہر سطر کتابش را

ولہ

چو خیال بادہ شوق وگذری کند با باغ ما　　　ز نسیم نشۂ بیخودی خللے رسد بدماغ ما

بہ بہار گلشن اینچنان ز جفای باد خزان غم　　　ندمید سبزہ بکشت ما نشگفتہ غنچہ بباغ ما

ز نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه بلبلی — چو رویم عاجز ازین چمن که ز بلبوی سراغ ما

وله

فگن ز روی خود ای مه جبین نقاب در آب — که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب
نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر — شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب
عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا — که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب
سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک — که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است — مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است
داده ام جان به بیابان ز غم خوش چشمی — خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است
نگه گرم که زد در دل گلشن آتش — که ز نرگس همه جوش چراغان شده است
وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر — نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است
عاجز از جبههٔ نم ریخت بدوزخ آبی — عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق ارنی خون ز لب موسی ریخت — لن ترانی بدلش شعلهٔ مایوسی ریخت
شب ندانم بفلک سرمه نگاهی که فشاند — پرتو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت
شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ — رنگ گل در قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر نباشد رفتن صحرا عبث — دیدن بازار آهو بی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج — عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح — در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح
سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ — گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ
از گرمی نگاه بت شعله خوی من — گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ
بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد — چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

وله

شب که در خوابم خیال کاکل او سایه کرد — چون کشاده دیده بر سر اژدها خوابیده بود
در صف محشر چو خواهم گشت بیدار از غمت — شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

بقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید — اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید
بهر محفل که میسازم حدیث نرگس مستش — برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود — چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند — طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند
جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان — پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند
از برای جان نثار نرگس مستش کفن — عاجز از تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بروی جانستانی — در وقت جان سپردن چشمی گشاده باشد
هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی — دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ — ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ
حدیث آه جگر خواستم که بنویسم — چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ
ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم — تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر — میکنم گردن خود بند بنام زنجیر
ساقیا از آستین دست ید بیضا برآر — دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا برآر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشک ای خامه ریز — قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ایدل از نیرنگی افلاک قندیلی بترس — از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس — افسانه اش تمام فراموشی است بس
شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش — آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

وله
من و شوخی که میر قصد پری گرد جولانش
رم آهو بکف پیچیده میگیرم ز دامانش

ولی دارم سراپا درد و در هجر ستمگاری
که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله
خود را میفگن ای دل دانا به بند حرص
مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و
منم که برق برد از دلم طپیدن قرض
سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله
در حساب روزگارم بسکه سرتاپا سقط
می شمارم عمر را هر روز میسازم غلط

وله
نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ
نمود دایم کتاب غم تحمل حفظ

وله
رسیده نامه پریشان خیال از زلفش
برای بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله
طپید سینه دل از استماع نام وداع
بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله
دارم بسینه اسیر هزار داغ
یک لاله است در چمن و بیشمار داغ

وله
چون برق رفت از نظرم شه سوار حیف
مغز سرم نگشت براهش غبار حیف

وله
کی نظر سازد بگلشن دیده خود بین عشق
باشند از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله
آمد بهار گلشن ای بلبلان مبارک
بر شاخ گل ز هر یک صد آشیان مبارک

وله
از آب چشم و خون دل عرق جواهر گشته ام
تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله
مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم
اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم

وله
نهادم سر بسودای خیال نقش ابرویش
حبابی بر سر آب دم شمشیر بستم

وله
می کشان بانگ صراحی است پیام نرجم
سر خم گشته مینا است سلام نرجم

ز انداز نگاه مست ساقی جام میخواهم
شراب از شیشه بوی گل بایادم میخواهم

تمنا بوسه از سبز پشت لبش دارم
ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواهم

به نیرنگ دوی گر برق وحدت شعله افشاند
چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

وله
بدست آوردم از پهلوی استغنای دل مرهم
بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

وله
در خیال چشم او مست شرابی گشته ام
دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام

وله
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم
بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم

شود ساقی چو در بزم شب دیجورم آن مه رو
بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم

بجام گوشم از هر سو مئی صد آفرین ریزد
چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم

براه عقل عاجز هیچ کس حالم نمی پرسد
بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

وله
بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام
می نماید دیده آهو در کاشانه ام

وله
براه انتظار ساده رویی بسکه حیرانم
نگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

وله
چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه جانانم
پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

وله
چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم
نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم

ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را
گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

وله
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن
گشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

وله
خط پیشانی من نقش کف پا گردید
بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

وله
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او
شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

وله
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو
سازد زبان بچشمه خورشید شست شو

وله
ای ساده رو نگر طرف انتظاریم
دادیم در خیال تو آئینه رو برو

عارض و هر دو زلف او روز یکی شام دو
گردش چشم مست او دور یکی و جام دو

برلب پر تبسمش رنگ مسی پان خوشست
طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو

خجسته ترین عاشقان عاجز و قلیل گو کن
لیکن از این میانه هم پخته یکی و خام دو

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے
شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم
زعفران را نہان گشت بسیل شفقے

گوہر نظم ز بس تر شدہ در دیوا نم
در نظر ہر ورقش ہست مرقع طبقے

گرد بادی نبود بر سر صحرا عاجز
ماند در خاک ز بیتابی مجنون رمقے

وله

گلشن میں سد باد خزان اے بلبلان آہے
ز درد ہجر گل آہے ز آشوب خزان آہے

وله

نگاہش بر سر من تا تجلی بر سر طورے
نگاہم بر لب و تا بروئے بادہ مخمورے

بہر قطرہ اشکم عیان بردار مژگان شد
ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے

کمند ناز بر چین کردہ می آید پریروئے
رگ جانہا بہم پیچیدہ در ہر تار گیسوئے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم
تراشم خامہ را مانند نگاہ چشم آہوئے

من اشعارہ الہندی

دیکھ دامنگیر محشر مین ترے ہوینگے ہم
خون ہمارا اپنے دامن سے ایقاتل چھڑا

وله

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہو کر
کھٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے جلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب
بکا کر دیپک اپنا اور الاپا کر ملہار اپنا

پہر پرست پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا
کیون عبث کہتا ہے مونہ لوہے سے پارس ہو چکا

موسفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز
خبر مرگ کو لایا ہے یہ کا کا کوا

ادا سے گر ہماری بزم مین وہ فتنہ ساز آوے
بجا کر جہر کا دف چرخ کہا کہا کر بے زہرا

آئی بہار باغین پہولے ہین سب درخت
آلالا پل کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے
سوج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت

نم بن آب آہ دل مین کے لگی ہے کہٹ پٹ
آنکھون سے اشک پل پل گرتے ہین لال ٹپ ٹپ

نوبہار آئی نہین آیا میرا لال الغیاث
آہ گل داغون سے دل ہو ہو لیگا اس سال الغیاث

وله

مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہدہد لیجاویگا کہ اوسے ہی زلف سے تاج

وله

ہے لال تیرا از قن باغ ناز کا ترنج
اسے جو سیب ہے جان اسکو دینا رنج

چمن مین چل کہ سجن ہیچ ہاب ساغر کھینچ
بہار رنگ گلستان کے سر سے جا در کھینچ

ہے ہمارے بت کا دل پتھر کے جیری کی طرح
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت ہیرے کی طرح

دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
کہا کہ قرص داغ ہے کہٹے خمیرے کی طرح

یون لکہا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح

لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
زعفران اڑتی ہے جب مین چھپاتا ہون منہ سے گرد

ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی اے سادہ رو
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف فرد

دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد

نوبہار آنے سے گل آیا ہے اے صیاد داد
اب کریگا کیون اسیرونکا دل ناشاد شاد

گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لاد

ہے شہد کہان شیرہ الفت سے ملذذ
ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے ملذذ

آ جان دیکھ مجھکو قربان ہون کس کے خاطر
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر

بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
چمن مین چلکر اسکو فرش آبی خورشید پیکر کر

ہوا ہون جان تون ہجر تیری دیکھ ہمیشہ ہی
بنے کافور کا دانہ رکہون سینے پہ اخگر کر

لکہا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
تیرے پر پہ نباندہون باندہ ہو اب ہدہد کے شہپر پر

ہنرمندونکا لشکر گرا کٹہا ہو طبیعت سے
سخن کے زور سے ہر بات مین ہو وین سخنور و ز

روز محشر مین بچاوین گے تجہے بارہ امام
مت سقر ڈر سے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس — کہ کرین ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس
جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گلمین نقش — تب سے میری آہ کا ہے سینۂ بلبل مین نقش
آتا ہے جان برین تو ہوتا ہے غم غلط — جانے سے اُسکے سینہ مین ہوتا ہے غم دم غلط
قاتل آتا ہے ہمارا آج خندان الحفیظ — ہم مین سرگذشتونمین نمایان الحفیظ
ہجر کے راتون مین آیا درد میرے دلمین آہ — بیطرح آکر ملا مینا سے سندان الحفیظ
آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ — لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ
عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین — روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ
گلشن مین ہے بہار چلا شوخ فیلسوف — شبنم کو مئی بناوین گلون کو بنا ظرف
جب رنگ تیری لب کے مسی بھری نقاش — غنچون کے صدف مین کرے حل چاند کی کالک
اسیر عشق کو اے نیکو تدبیر کیا لازم — جو خوش زلفونکا بندا ہے اُسے زنجیر کیا لازم
نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا — تمہارے رام مین حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم
اے سیہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے — بن گیا وحشی غزالون کی بھڑکنے کی قسم
باعمین اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہین ہم — دل کے داغون کو گلون سے تازہ کر آتے ہین ہم
عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کر پسند — سرو کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہین ہم
خوش قدون کے غم مین مرتا ہون بناؤ قمریو — خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سین
خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون — بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون
اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھ — ریشۂ نخل قلم کو پنجۂ مرجان کرون
عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے — اول اُسکے پاؤن مین زنجیر کھینچا چاہیے
عرق جب اس پری رو کے چہرۂ پر نور سے ٹپکے — خجل ہو گل سے شبنم جیون لہو ناسور سے ٹپکے

چمن مین جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے — گلون سے رنگ اُڑ کر لالہ سا جنگل کو جاتا ہے
ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہ کر — نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے
سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرائے وحشت مین — ارے دل کھولدے آہ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفۂ عاجز صاحب ترجمہ

الہی دے مجھے رنگین بیانی — عطا کر مجھکو یاقوت معانی
سخن کے در کا مجھکو جوہری کر — سخن سنجون کو میرا مشتری کر
سخن کا لال دے میری زبان کو — دُرِ معنی سے بھر دے میرے بیان کو
جنون کے دشت کا بنکر بگولا — خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا
سحر سے شام تک مانند خورشید — طلب کے فرق پر رکھ پائے مالید
تردد کا قدم رکھتا ہے گن گن — نہوتا تھا کہین کوئی لحظہ ساکن
غزالونکی طرح پھر گرم رم تھا — بیابان اُسکو گلزار ارم تھا
برس دو لگ چلا جب راہ مین وہ — نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ
کرون اُس دشت کی کیونکر صفت گو — زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو
وہان ہرگز نہ تھا پانی کا آثار — اجل کا کھیت تھا وہ دشت خونخوار
بیابان عدم کے تھا برابر — وہان تھا جہان عزرائیل کو ڈر
وہان کی ریت ہیرے کی کنی تھی — وہان کے کانٹے بھالونکی انی تھی
وہانکی گرد تھی پانونکی دارو — وہانکی خاک تھی دوزخ کی بالو
وہان کی باد تھی شوریدہ صرصر — وہانکی کنکری تھی مثل اخگر
بگولا تھا وہان ذرات قائم — وہان پھکر سدا آندھی تھی دائم

عزت - میر عبد المنان

عزت تخلص - میر عبد المنان نام. تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہین صحیح النسب والحسب شریف ونجیب ہین - آپ تعصب مذہب مین مشہور تھے - آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تھی - آپنے پرند بے زبان کی زبان کو قطع کردیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی - جواب دیا کہ جو کچھہ عوام مین مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تھی - اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے - جب خرید کے گھر مین لائے - نام مبارک زبان سے نہین بولی گنگ ہوگئی - مالک کو واپس کردئے - کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری مین مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر مین رکھتا تھا - بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکھہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بھی مذہب پرست تھا اکثر میر کا لفظ زبان پر لاتا تھا - میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ دکن مین آئے - جواہر خانہ وخلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے - اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تھے - اکثر مصاحبت وتقرب مین بسر کرتے تھے - ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے - تاج شاہی درویشی سر پر رکھہ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے - عزیز الوجود وشریف السیر تھے آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوے - اور آپکے فرزندان رشید سے میر ابو الفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان ہین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت وآبرو سے زندگی بسر کرتے ہین - عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے دنیا وما فیہا سے الگ رہتے تھے - موزون الطبع تھے - شعرگوئی سے طبیعت مناسب تھی - کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے - آخر عمر مین برہانپور مین سکونت پذیر تھے تقریباً ۱۱۶۵ہجری مین فوت ہوئے.

من اشعارہ الفارسی

در بروئے احتیاج از خلق ز استغنائی دل	بستہ ام چندانکہ میگوید توکل واہ واہ
صبح وشام از گریۂ چشمم نو طرح تازہ بست	کفر وایمان را نہ زلفت بیک انداز بست
با تو پیوستن بود از خود رمیدنہائے ما	پردۂ حسن تو گردیدہ ست دیدنہائے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس	رگ جان تا نظر موئے کمرش یکی است
صبح مست لالہ زار سفید وسیاہ وسرخ	چون چشم پر خمار سفید وسیاہ وسرخ
نیرنگ مکر زال جہان را ز من پرس	دیدم ہزار بار سفید وسیاہ وسرخ
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر	گرد باد خاک ما دارد تخیل در ہوا
مو بمو خط شعاعی شد	سایہ ات گرد آفتاب مرا
نصیب خاکساران ست از خود با خبر بودن	ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا
دارم از بہر نثار تو دمی چند بیا	جان نماندہ ست مرا اے بخدا زود بیا
روئے خوبت چراغان میکند آئینہ را	دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را
گر برائے راحت دل خوب میباشد وصال	بہر یاد نام او بے تابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست
یاد لعل بے بہارانچہ مرجان خوش است

گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست
غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست

ہر سو این گلستان آزاد بینوائیست
ہر خندۂ گل اینجا از چاک دل صدائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل و ہندی الوطن ہیں - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت مین معروف تھے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منصبدارون مین تھے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت مین سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت مین بسر کرنے لگے - معرکۂ ارکاٹ مین شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ مین جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری مین حادث ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح مین پیشکش ملاقات بھیجا تھا - گذارش کیا جاتا ہے -

ھو

اے کہ دارد سایۂ اش خاصیت ظل ہما
دستش موج دریا آستان اوج سما

گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش
سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

ہیبتِ او لرزہ را گر عام سازد در مثل
جوہر آئینہ از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاہد آئینہ رو
می ستاند نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض نور از فزونی از اقبال او
چون مہ نو بدر آید روز و شب بے ارتقا

شیشۂ یخ دیدۂ خورشید را عینک شود
مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچہ گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم
ہم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروز مندش سرمہ وار
چشم نصرت دیدۂ اقبال میگردد جلا

یکدم معجز طرازش ہمچو عیسیٰ در زمان
زندہ در آئینہ سازد قالب تمثال را

از ہراس احتساب شرع در ایام او
جابجا اندر گلوئے نے گرہ بندد نوا

در زمان اتقایش کز رواج ورع و زہد
زہرہ خواہد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکہ استعداد جرم اندر طبیعت ہا نماند
نشنود ہم گوش شغل اصوات چنگ و نغمہا

سالہا گر دفتر اشعار بنویسم ہنوز
شمۂ از شرح او صافش نباید در ادا

ای طواف بارگاہت آرزوئے جان و دل
اے غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچہ دورم لیک دوری یک روزی بنشینت
صبح شبنم بر زمین و چاشت با مہر سما

با وجود بُعد از فیضت نباشم نا امید
ذرۂ روئے زمین از مہر می یابد ضیا

تہمت دوری است لیکن آنچہ می باشد بچشم
روز و شب در خلوت آئینۂ دل کرد جا

تن درینجا ساکن و جان را حریمت مرکز است
کاہ را باشد رجوع آرے بسوی کہربا

اے عنایت چند این آرائش طول کلام
زینت پائے سخن گردان بہ خلخال دعا

تا کہ باشد در چمن باد صبا نکہت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعراء نے لکہا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلِ رعنا مین لکہتے ہین کہ ہنرور خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ و علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہوکر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اُسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی جو جوہر شناس و قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین رکہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہوکر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق ۱۱۲۴ہ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہوکے دلی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین ان کے محاصل کا خزانہ دلی ہی مین رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کرکے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی ۱۱۹۵ہ ہجری یا بقول ۱۱۳۰ہ ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا - آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی - آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تہی - اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تہی - آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکہون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان
من علامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را

قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او
می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را

دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال
یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را

اے جواہر سای معجون نشاط روزگار
می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

وله

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا
زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیہا

چراغ خانہ آئینہ روشن ز خاکستر
تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا

کلید و قفل چون دیدم زیک آہن یقینم شد
کہ از اسباب کشائش در گرہ دارند مشکلہا

پئے تحصیل روزی ہرزہ می تازی نمیدانی
کہ گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانہا

بامن چو اتفاق نباشد زمانہ را
در خوشہ آسیا نہد رنج دانہ را

تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا
تکلف برطرف لولی چہ سامان کمی دارد

ندارد چہرہ ام رنگے ز جوش ناتوانیہا
چو گل تاراج چیدن رفتہ ام از نوجوانیہا

وله

برکش ساقیا گیسوئے عنبر فام را
سایہ انگور باید آفتاب جام را

سرفرازان یک قلم از زیر دستان قائم اند
نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

نباشی بیخبر از فرصت ساغرزدن اینجا	وله	که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا
شهید لعل شیرینی کسے گردیده ام عاقل	وله	هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را
بکتوبے که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم	وله	سرشک خامهٔ ام گلگون کند رنگ سیاهی را
ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما	وله	دام خالی می برد از صید ما صیاد ما
آب و رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست		نرگستان است گلزار سخن از صاد ما
جهان بشمر که در دست آسائش که دید اینجا	وله	بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا
راضیم بر بسر گشتن اے فلک گر ساعتی	وله	همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا
از تمنا جان بلب نزدیک شد	وله	گر رسد قاصد ز کویش دور نیست
هیچ کس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد	وله	مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست
بے رنج محال ست بفردوس رسیدن	وله	همواری ره گلشن کشمیر ندارد
بروزاهد که تحصیل ره طاعت نمی خواهد		خدا در کارسازی از کسے شوت نمیخواهد
نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید		خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید
وجد می کرد لفظ بر سر کاغذ چو سپند		یاد چون گرمی یاران چه قدر ها می کرد
آئینه دو چار خویش کردی		از حیرت ما مکن فراموش
عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم		شیشه میکش سنگ ملامت کردم
عالمی را بنماز خم ابرو خواندم		من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم
سرمه بودم نالهٔ گشتم نکهت گلها شدم		عشق میداند به نیرنگی که من سوا شدم
چیست مطلب از گداز م کوزه ساز عشق را		سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم
سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم		پشت پا جائے که باید زد زغفلت بر دم

راه کدام فطرت و رسم کدام هوش هست	وله	صد درد سر خریدن از منصب برازی
چو راهب به تبخانه بیدار بودن	وله	ازان به که در کعبه خوابیده باشی
جهان لبریز حسن اوست دید می باید	وله	بهر سو ماه کنعان هست چشم تماشائی

عرشی۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص۔ ابو القاسم کنیت۔ محمد فضل رب نام۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈھ ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی۔ سِن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی۔ چستی و چالاکی از حد زیاد تھی۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا۔ طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعراء تلامذة الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ۔ ادا ہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے۔ آپکا کلام اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈہنگ سے بٹہائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرّہ خیال کرتے ہین - آپکو اگر فخر شعرائے ہند و طوطیٔ دکن کہین تو روا ہے - آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروّت و پسندیدہ سیرت ہین - یاران ہم مشرب و ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین - ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین - خوش تحریر
و خوش تقریر ہین - جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین -
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹھاتے ہین - مولف فقیر کو بہی آپ سے
نیاز ہے کبہی کبہی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین - چند مدت تک مہتمم لا نا ریاست گوالیار مین مقیم رہے - مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تہے - بڑی عزت و آبرو تہی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تہی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور ہی چاہتا تہا - خود ہی وہانکا تعلق چہوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکہے - فائز المرام نہین ہوئے - اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے - طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچہہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آگیا ہے - آپ
یہہ جواہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین - آپ بہی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے - ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے - معترض بہی دربار مین

باریاب تہے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی اپنی ہٹ دہرمی
شروع کی - اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ
زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت
و استعداد کا اقرار - آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا - اور معترض صاحب کیطرح
پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے - نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے
قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر - نوابصاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے
کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتہہ آہستہ
لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے
پاس ہوگی - افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی - صریحًا معترض کی زیادتی
معلوم ہوتی ہے - اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اسقسم کا
تہا کہ لا اصل لہٗ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس
موجود ہے - جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق
ہے کہ عرش و فرش مین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - متقدمین اور آپکی
طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است - آپ اکثر قصائد
سنگلاخ زمین کہتے ہین - ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین - متقدمین کے کلام مین
یہہ صفت نہین ہے - میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون
تاکہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان
موسی ندی کی طغیانی مین نذر سلاب ہوگئے - اسوجہ سے معذور ہون - جناب عرشی صاحب ترجمہ
انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال رہے - مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال و ثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش و بشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست و رفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھہ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر و توکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پر نور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر مایحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا تھا بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی و سیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر و قانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً ۱۳۰۹ سنہ ہجری مین اس دار نا پائیدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے تخمین و قیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادت علیخان منیر الملک مرحوم کے

بدرشت دیگرے نازم بکوئے دیگرے نازم	بمدح سروری سازم ہان درج نورانی
ملک چہرہ فلک قدرے و قدر قدرت قضا صولت	بلبہا عیسئی ثانی بعارض ماہِ کنعانی
ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و صبا اشہب	جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی
تہمتن تن سکندر در مو ئید غضنفر فر	بفر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق ساسانی
شقائق خو دقائق دان محارب جو معالی دان	بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گو ہر فلک منظر قبا دافسر منیر الملک	کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے باموکبش نصرت علمدار جہانگیری	خہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خرشیدی	بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاہش قضا بفرست حشمت را بجاروبی	بفر گاہش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت ذوق تلمیذی بغواصی	فطانت را بدانت شوق ہا ریدن بہ نیسانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہو گی چشم کفن ہو گا خون مین تر	پہچاننا عدم مین مجھے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر	قاصد تری تو باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل۔ سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص۔ سید محمد سلطان نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن بر بسٹ ضلع بارہ تھا۔ لیکن آپکے جد اعلیٰ وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کر لی۔ آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی۔ نشو و نما بھی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا۔ سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑھ لئے۔ پھر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا۔ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ اُستاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ ہونہار ہے۔ استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے۔ اور کلام مین بھی پختگی نظر آنے لگی۔ آپ جو کچھہ کہتے تھے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تھا۔ اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے۔ اور شہر مین فروکش ہوے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تہے اور آپکے حسب و نسب سے واقف تہے۔ نجیب الطرفین تہے۔ نواب حامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان بہادر سے قرابت تہی۔ بنارس مین میر وزیر حسین مرحوم پہنکیت سفید پوش کی دختر نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعر گوئی کا مذاق تہا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے۔ سنہ ۱۳ ہجری مین حیدرآباد دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی موجزن تہی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تہی۔ ہمدردئے قوم و خلائق کی خیر خواہی مین ہمہ تن مصروف تہے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تہے۔ آپکی ہمدردی و خیر خواہی کی تصدیق اخبار آصفی کے ارٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پہر آپنے نواب نظام یار جنگ بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تہوڑے ہی دن نہین گذرے کہ نواب صاحب نے پہر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال و برقرار فرمایا۔ اور عاقل کے لئے بہی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تہے ان کے لئے بیکاری عذاب جان تہی۔ پہر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسے اثنا مین عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی تہی۔ مولف فقیر کو بہی آپ سے نیاز تہا۔ جب ملتے تہے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تہے۔ خدا اُن کو غریق رحمت کرے۔ آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے۔ چند مدت مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پایا۔ بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تہا۔ خدا اُسکی عمر دراز کرے۔ چند مدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے۔ امید ہوتی تہی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق و فائق ہوجائیگا۔ فی الحال مجہے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے۔ جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکہے۔

من اشعاره الہندی

اک ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا — آتا کوئی دیکھے صنم ہوشربا کا
اے شمع یہان مشق گدازش کی ہی گرمی — شعلہ میرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈہکین گے — دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
آندہی مین کہا کاغذ تصویر جلا کر — اس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے — شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

وله

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا — گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے — جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری — بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
کچھ حسرتین بہی گریہ کنان ساتہ ساتہ تہین — دیکہا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت۔ میر عبد الولی

عزلت تخلص۔ عبد الولی نام۔ آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہین

آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بہی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا تحصیل کے بعد ہندمین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے خاص کر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور آپ بہی ادعاءً فرماتے تہے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی عبور تہا۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی خدا داد تہی۔ موزون الطبع تہے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے و کبت جہولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بہی تالیف کئے ہین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہئے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ ساز و قانون و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

اس فن کے اُستادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتہہ زبان سے لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تہے۔ اور ہوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تہے فن قرات کے بہی عالم و قاری تہے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتہہ پڑہتے تہے سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تہا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان ہوتی تہی۔ حافظہ کیا تہا غضب تہا۔ جو کچہہ یاد تہا سینہ مین محفوظ تہا۔ سینہ کیا تہا لوح محفوظ کا نمونہ تہا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تہے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تہے۔ خوش تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تہے۔ راہ مستقیم کے رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تہے۔ زندہ دل روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تہے۔ درویش و درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تہے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تہے محبّت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق تہے۔ بانئ اتحاد و اتفاق تہے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تہے۔ ذی عزت و ذی شعور صاحب مروت و غیور تہے۔ اور آپ فن مصوّری مین بہی کامل تہے بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکہا اور بہزاد و مانی کو سنا۔ ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکہلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچہہ وقعت نہین تہی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی کہتے تہے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تہے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑہ گئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے۔ اور آپ فن مناظرہ مین خوب منجھے ہوئے تھے۔ اکثر ہم عصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرائے کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپسے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت رہتے تھے۔ چنانچہ یحیی ابن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکھا ہے ؎

ہلال عید خم خم بر سر کوئے تو می آید کتان پرچہ را نازم کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبدالولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھہ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا ابن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ؎

مہت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد ہلال یکشبہ ابروت کتانم سوخت

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ؎

مہ نو قبلہ چاک کتان چون شد عجب نبود لب خم دلم از دور بوسہ در کابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین باکدیگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے جلسونمین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین۔ ہم شربون مین مذاق و لطف کے چرچے ہوتے تھے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے۔ اب وہ بزرگ مین نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین۔ نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی سوال مین ہے نہ جواب مین۔ فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مرد مقابل نبکے اسکی عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے۔ مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے کوسون دور رہتے ہین۔ عمداً لِمَ و لا نسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا اقرار نہین کرتا۔ اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے خراب و تباہ ہوتے ہین۔ جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین۔ اسوقت ایسا زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدھ بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے۔

آپ کے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و یحیی ابن شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدر آبادی۔ و عبدالقادر صاحب سامی اورنگ آبادی۔ عبدالحکیم حاکم۔ و نور العین واقف وغیرہم۔

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا۔ لائق شخص خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشار الیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دلی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو
کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین
مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی و اردو ہے۔ فارسی دیوان مین
اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے
ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و
فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر
کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا
سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ
شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر
ضرورت مایحتاج ماہوارہ مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر آپ
ناصر جنگ شہید کے بعد حیدر آباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی
بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدر آباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب
نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دوگانون جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا بہ زندگی
جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدر آباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب
صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور
ہوئی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے
رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر
خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری

لکہا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تہے۔ نہین معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکہا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تہے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تہا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہین۔ اور آپ بہی بائی طریقہ پر سنی المذہب
تہے۔ اور آخر عمر مین شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان مین طریقہ قادریہ مین مرید ہوئے تہے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تہے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ و قادریہ باہم مخالف ہین دو متضادین کا ایک مقام مین جمع ہونا ممکن نہین
دونون فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہین
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہین اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہین پس
سب کو چاہیے کہ باہم دیگر مثل شیر و شکر رہین کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بہلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تہے اور ان کے فضائل مین اسقدر مبالغہ کرتے تہے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچہہ لکہا یا کہا
ٹہیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہین

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ؎

صاحب مشکوۃ النبوۃ نے لکہا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے مین مدفون
ہوئی۔ اس دائرے مین خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہین انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہہ لازمہ بہی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بہی اسی دائرہ مین
مدفون ہوئے ہین۔ دائرہ مین دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہین ہوتا۔ ہان
اگر کوئی دلیل خارج مین اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف مین آپکو امامیہ نہین لکہا نہ کسی تذکرہ نویس نے صاحب مشکوۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا ۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے ہین ۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے ۔ یا ہندؤن سے لیا ہے ۔ کیونکہ دکن کے ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین ۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے ۔ محبت پرست و وضعدار تھے ۔ سراپا حلم و اخلاق تھے ۔ بانیٔ اجتماع و اتفاق تھے ۔ شہر مین کیا امیر و کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے ۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے ۔ حسن سلوک مین نامور تھے ۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت و شان سے فرماتے تھے ۔ عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تھے ۔ انواع انواع کی شیرینی تیار کراتے تھے ۔ عمائد شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے ۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر و مدارات کرتے تھے ۔ تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے ہاتھہ دہلاتے تھے ۔ اسیطرح محرم شریف مین بہی دس روز تک شہدائے کربلا کا بیان فرماتے تھے ۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے بیان کرتے تھے کہ بجنسہ اُسوقت کا سماں دکہلاتے تھے ۔ کبہی شجاعت کے بیان مین کبہی ہمت کے میدان مین سبکخرام ہوتے تھے ۔ کبہی جرأت و شہادت کے عرصہ مین تیز قدم ۔ کبہی صولت و سیادت کے اظہار مین چست دم ہوتے تھے کبہی شہادت کے معرکہ مین سبقت ۔ کبہی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تہا اُسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑتے تھے ۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ زار زار روتے تھے ۔

چیخ چیخ کر آہین مارتے تھے ۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے ۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی ۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تھے ۔ جو طلبہ ہوتے تھے علم و فن حاصل کرتے تھے ۔ جو شائق موسیقی ہوتے تھے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تھے ۔ جو شاعری کے طالب تھے وہ شعر و شاعری مین فرد پاتے تھے ۔ جو درویشی و تصوف کے جویا تھے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تھے ۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تھے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تھے ۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تھے ۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تھے ۔ اُسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر ۔ اکثر اُن کے خوشہ چین تھے ۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی ۔ اُسکو برادرزادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کردیا تہا ۔ اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تھے ۔ اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا ۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا ۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا ۔ کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا ۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تھے ۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند ۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تھے ۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تھے ۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تھے مجلس کی رونق و زینت تھے ۔ صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۶ رجب ۱۱۸۹ ہجری میں اس عالم فنا سے دارالبقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں بیرمومن استرآبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کریں اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعار الفارسی

عبادت سرکشان را مایۂ جرم دگر باشد		کہ در ہر سجدۂ عزلت شود تر دامن مینا
یار صاحب اعتبار را ز حلقۂ آغوش ماست	ولہ	یکقلم بر مصرع بالائے او صادیم ما
کو دماغت کہ کشی درد سر کشتن ما	ولہ	میکشد تیغ ترا جاذبہ گردن ما
محتسب میکشی ما بود از حکم خدا	ولہ	از ازل جام چو ترکش شدہ جزو تن ما
بشہر ما کہ باشد فخر عاشق جور یار آنجا	ولہ	چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا
از بسکہ اسیریست پسند ہوس ما	ولہ	شد غنچہ صفت جزو تن ما قفس ما
کہ شب ہجرش تلاش دادرس ہا شد مرا	ولہ	مشفقے چون بیکسی دارم کہ بس ہا شد مرا
جنون سامان شاہی گشت جانبازان ہامون را	ولہ	بود تخت روان ہر گردبادی خاک مجنون را
زجوش لالہ ہا ہر داغ و خون شد سینہ ہامون را		زبام افتادہ دیدم یک بیابان طشت مجنون را
با خیال خط سبزش بسکہ خو با شد مرا	ولہ	چون صنوبر سبز بر تن مو بمو با شد مرا
چون گردباد عشق بر آورد کام ما	ولہ	گردد ز دست طالع برگشتہ جام ما

ہرگاہ بیاد آیدم ایام تماشا	ولہ	ہمچو مژہ سایم دو کف از نام تماشا
زفیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم	ولہ	بفرق ہم سر کہ پا زد جا دہم در چشم پایش را
سر کشد بی تابی عاشق ز جیب یار ہم	ولہ	گل گریبان میدرد عزلت بجائے عندلیب
از ملایم طینتان روشن ضمیران را چہ سود	ولہ	جز طپش حاصل ندارد پرتو مہتاب از آب
آبرو مہرپایۂ روشندلان بیطاقتی است		چشمۂ آئینہ را پیداست از سیماب آب
زشوق او بعدم ہم رہا نکردیدم	ولہ	چو صبح خاک مرا چاک پیرہن باقیست
گذشت سیم تنے امشب از دلم عزلت		اشک حسرت من رہ یاسمن باقیست
از بسکہ کشیدیم ز مطلب بحیا دست	ولہ	برداشتہ زاہد بدعائے ما ز دعا دست
داغش کہ بودہ است جگر گوشۂ دلم	ولہ	خون گشتم از چہ راہ در آغوش لالہ رفت
خوابیدہ است پایم و راہش درو ہمینست	ولہ	دستم ز کار رفت و گریبان درید نیست
دستک زنند گرد من اطفال جائے سنگ	ولہ	دانستہ اند خاطر دیوانہ نازکست
بیصرفہ وا مکن لب دشنام ہر دلے		آہستہ ریز بادہ کہ پیمانہ نازکست
بگرم جوشی یاران عصر تکیہ مکن		کہ چون معانقۂ عید اعتمادی نیست
شور سنگ اندازی طفلان ہم آواز منست		داغ دل سور منست و بادہ دمساز منست
ہمچو قرآنی کہ نویسندش از خط فرنگ		ہست بے عشق علی سید شدن تہمت عیب
جامہ وارست توکل بقدر ہمت تو		کلہ فقر بدست آز دنیا سر پیچ
میخواستم کہ وصف لب او رقم کنم		گردید در کفم چو رگ لعل خامہ سرخ
زداغ سوگ دل ہرگاہ ہم آتش دیدہ میریزد		سرشکم چون قلم رخت سیہ پوشیدہ میریزد
او گرم دلبراست جہان را خبر کنید		ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صد پاره ام چون گشت و گاهی غم نزد عزت	گلے کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد
سنم آنقدر دان درد کز طفلان اگر سنگے	بمن ناخورده افتد میزنم بر سر بدست خود
معجز نمود خط لبش چون نمود کرد	یعنے ز نیلم آتش یاقوت دود کرد
بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست	ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام
پریشان کاکلے در خاطر دلگیر می آید	ز چاک چشم امشب ناله زنجیر می آید
حق دل دادن من یار ز تلف کرد آخر	چشم هجران مرا ہائے ہدف کرد آخر
روزے گذشت از لحدم مهر طلعتے	چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز
پر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز	کرده ام شام غم خویش چراغان امروز
یاسمن اندام من گلگون قبا میزیبدش	صبح عید شفق نام خدا میزیبدش
قدر وسعت مشرب غزلت شتاب جام کسار	گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص
پر کن و خالی نما باقی همین ماند ز تو	میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض
این زمان غزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع	در لعل دارد جدائی هست هر جا اختلاط
گر شود منظور چشم مست او روئے چراغ	متصل آید شمیم باده از بوئے چراغ
زده ست تا بدلم برق آرزوئے نجف	چو آفتاب ز سر میروم بسوئے نجف
بسکه بی سامانیم فقر ست خوش خانه ام	چین قند از بوریا بر جبهه ویرانه ام
پس از مردن هم از سوز محبت نیستم فارغ	چو رنگ لاله دارد دامن قاتل داغ شد خونم
برنگ لاله دل را از غمش خوشحال میکردم	ز داغ سینه بر روئے تمنا خال میکردم
قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم	ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم
با دل خونین ز هند و دیدهٔ تر میبرم	نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود	زهر قبرے که نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعاره الهندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا	آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا
سیہ روزی مین میری قدر کو جب آ گیا جانین	اندھیری رات مین کسکو کوئی پہچانتا ہیگا
غیر آہ سحر مین داغونکی جانیکا علاج	خبر صبا کیا ہی چراغون کے بجھانیکا علاج
کس خوشی سے کاٹتا ہون اُس لب میگون کا غم	ہے مگر ہمنفس سحر رونیکا سند المتقین مین نفس
دل سمجھتا ہے اُسے زلف و چشم خوبان الوداع	مرحلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع
تیری زلف کے شب کا بیدار مین ہون	تجھے آنکھونکی ساغر کا میخوار مین ہون
کدہر بہتا پہرتا ہے اے گریۂ غم	کہ آنکھون سے تیرا خریدار مین ہون
دیکھ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے	گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے
خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار	صاف ہے شکوہ دلون مین کیا محبت خاک ہے
غضب ہے وہ صنم آنکھین دکھاتا نظر پہر آتا ہے	یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق دکھاتا ہے

عمر ـ معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص ـ معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے ـ عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد آئے ـ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے ـ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی ـ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا ـ آپ کے کلام نمکین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین ـ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہین ـ کلام سلیس ہے اُسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار وخوش کردار تہے۔ آشنا پرست و درویش دوست تہے۔ مزاج مین خاکساری وانکساری تہی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تہے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوے۔

من ۲ شعارہ ۲ الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر مین	اوٹھ کے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے
گر نہین میری صید کے مائل	تل بنا نیکا مدعا کیا ہے
اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو	آج مخمور ہین پیا کیا ہے
بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو	کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو	جمع کر کیا اچارہ ڈالوگے
تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو	کہ گویا ان تلون مین تیل نہین
مجھے رقیبون د کہانا کیا سبب تہا یہ مین نہین پوچھا	اولجہنا اوسمین لکاوقت تب تہا یہ مین نہین پوچھا
باغبین چہرے ہوئی ہے خزان آخر کو دیکھہ	عاقبت عاشق کی آہ ای گلبدن برباد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کس شہر کا ہے مگر ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیر پرست و اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکہا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اسکا شیخ ہوتا تو

کبہی اسکی طرف پشت نہین کرتا تہا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تہا اور کبہی پیر کے سامنے آنکہہ اوٹہا کے نہین دیکہتا تہا۔ ہم کو بجہہی نہ اون کے تذکرہ سے اونکے دو شعر ریختہ دستیاب ہوے۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہین ہون بانک و کٹاری کے زخم سے	بانکی نگاہ دیکہہ تری ٹل گیا ہون مین
کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکہہ	لونی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص۔ مرزا محمد نام۔ نعمت خان خطاب۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین۔ آپکی والد ماجد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدرآباد کے محاصرہ مین شریک تہا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا۔ ؎

از نصرت بادشاہ غازی	گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ	شد فتح بجنگ حیدرآباد

پہر ۱۱۱۰ھ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہر خانہ کا داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔ سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامۂ تموریہ لکہنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت ندی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر مومن استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے۔ مجکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا۔ ہذہ ماخوذہ من تذکرہ گلرعنا وغیرہا۔

عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تہا۔ ہجوگوئی مین استاد۔ ہجو مین اُس کا قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گولکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو ملیح کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابوالحسن تاناشا والی گولکنڈہ کی تایید کرتا ہے وقایع کے دیکہنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تہا۔
عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکہا ہے مشہور از نام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لاینحل تہا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ مین اسکی شرح بتقاضائے احباب لکہی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ ھو ھذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت	با کمال عز و تمکین با وقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اُسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکہکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من	در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من	ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکہتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدردان و جوہر شناس تہی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ مین ابتدا حال مین طبابت کا شغل موروثی رکہتا تہا اُسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تہا آخر چونکہ حکیم نقط حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا۔ حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اُسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکہتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم و الفنون تہا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تہا۔ علم ہیئت و نجوم و رمل مین

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہین تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف و التصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگنامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا — آخر آن ہندو پسر زنار می سازد مرا
خوش نمی آید دل آسودۂ محبوب مرا — بدشود با ہر کہ گوید پیش او خوب مرا
چو یار محرم بزم شراب کرد مرا — نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا
کار با طرفہ جفا پیشۂ افتاد مرا — کہ نہ یاد م کند و نی رود از یاد مرا
ز عیش رفت بباد آنچہ بود در گرہم — چو گل تشگفتگیٔ دل خراب کرد مرا
در نشاط آرد وصال دوستان مشتاق را — حلقۂ صحبت نمی باشد کم از جام شراب
نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است — تا بدانی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست
ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب — دیدہ ام تقویم را امشب قمر در عقرب است
دم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد — سخن تند بہ سنگدلان نادانی است
در غمت بخت سیاہی دارم و چشم تری — از سواد ہند تا سرحد جیحون از من است
مصیبتی است ملاقات مردم عالم — ببین کہ دست ز دلہا بسر سلام شدہ است
فیض را افتادہ کوئے قناعت یافتہ است — سایۂ بال ہما نور سعادت یافتہ است
اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست — خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود
اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند — بر تیر ہیچکس پر و بال ہما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام — آخر این شیشہ شکستند و بناتم دادند
بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد — جان کشید از تن و جان نکشیدہ است ہنوز
کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد — رو بپائین میکشد قد ہمچو باران دانہ ام
بہ بزم وصل او کاش انیقدر ہم میشدم محرم — کہ چون آئینہ حرفی از پس دیوار می گفتم
کوکب سوختہ میکرد گر اندک مددے — ہمچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم
از عصائی خویش طفلی را جنیبت میکشم — از رکابش در وقت شہسواری نیستم
گیر ز نگہ چشم تو شاید بکمندش — رم کردہ تر از آہوی صحرا است دل من
بیاض گردنت از بوسہ ہر جا نقطہ می خواہد — بدستم ساعتے بسپار دیوان انتخابم کن
ہر کہ پرسد این سخن عمر دوبارہ چون شود — از بہر یار می برد باز بیا کہ ہمچنین

عاصی۔ شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب جغتہ خان کاشغری کے ہمراہ دلّی مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلّی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت مین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے - فانی المشرب طالب درویشی - رقیق القلب حلیم الطبع تھے - علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تھے - مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے -

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے - آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوے - مولویصاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے - سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا - قدرۃً طبیعت موزون تھی - اور سخن سنجی سے دلچسپی بہی تہی - شعر گوئی شروع کی - اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے - استاد کی توجہ سے تہوڑی ہی مدت مین شاعر ہوگئے - شباب کا عالم تہا مزاج مین چالاکی موجزن تہی - آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کرکے پیش کیا - فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے **ھو ھذا**

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است | کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے
مصرعم شمعی است نور افشان ببزم اہل دل | تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نوابصاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا - اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا - آپ تا بہ زندگی نوابکے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی - اور اُسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے منصب مناسب پر مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمتمین رہے حسب دستور ماہوار منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۶ھ ہجری یا بقول بعض ۱۱۶۵ھ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نوابصاحب نے میر عبد الحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مردم دیدہ کے مولف نے لکھا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے دولتخانہ پر ملا تہا وہ پہر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پہر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

ساقی ما گر دمے آرد بدست آئینہ را		سازد از جام نگاہ خویش مست آئینہ را
می نشیند پیش رویت ہر سحر با اعتقاد		شعلۂ حسن تو کرد آتش پرست آئینہ را
تا قیامت باز خواہد داشت چشم خویشتن		پیش رخسار تو حیرت نفس بست آئینہ را
از تغافلہائے او در سینہ شد دل لخت لخت		کم نگاہیہائے آن ظالم شکست آئینہ را
آہ دل خون شد از جدائیہا	ولہ	تسلیم کرد آشنائیہا
داغ شد لالہ تا بصحرا دید		گل بنقش برہنہ پائیہا
فتادہ عکس رخش بیحجاب در تہ آب	ولہ	نمود جلوۂ صد ماہتاب در تہ آب
چنان ز ہجر عاصی گریست ای ظالم		گشت خانہ مردم خراب در تہ آب
صورت خود دید در آئینہ و از خویش رفت	ولہ	ساقی مست جام لعل میگون خود است
مصرع خود را اگر سرو سہی موزون نوشت		غنچہ ہم در فکر بند و بست مضمون خود است
اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست		دامن ما پر گہر از چشم پر خون خود است
رو نمی آرد دل عاصی بسوی ہیچکس		تا جمال یار در خود دیدہ مفتون خود است
بسکہ داغ سجدہ بر لوح جبین کردیم طرح	ولہ	از برائے نام خود نقش نگین کردیم طرح
تا پود خرقہ را کردیم رنگ از خون دل		تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح
تا کردم از ان کاکل مشکین سخنے طرح		گردید بہر طرف سواد ختنی طرح
در گلشن آئینہ عکس تو جا کرد		از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح
با قد خم شد از در و کشید آہے	ولہ	تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بچشم گریان		راہ این بادیہ آبست خدا خیر کند

حسن شانہ دام بلا بود بدل		شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند
اوراق عالم را چو پریشان کند آن زلف	ولہ	با تار نگہ از مژہ شیرازہ کند چشم
گر یکقدم از لطف گذاری سوی عاصی		از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم
ز دود آہ ما این گنبد میناست میدانی	ولہ	سحابش از کف دریائے اشک ماست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی		ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی
بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ ظالم		بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است		ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از سوز تو اے درد کس آگہ نیست		این راز ز پردۂ دل عشاق است
در عرصۂ دہر تا کہ پیداست سخن	ولہ	روشن گر آئینۂ دلہاست سخن
از بسکہ بہر کس خریدار نیست		از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن
اے شکل ہلال کردہ ابرویت	ولہ	آئینہ ماہ پرتوے از رویت
آسان نتوان ز بند عشقت رستن		آویختہ دل بحلقۂ گیسویت

من رباعیاتہ الہندی

گر نسخۂ توحید سے پایا ہے سبق		آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوۂ حق
نادان نپاوے سخن عشق کی رمز		مانند قلم تا نکرے سینہ شق
تجھ غم کی آگ دل میں کہا ہوں چھپائے میں	ولہ	ڈرتا ہوں تا فلک اڑے ہے شرر کہیں
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا		دیکھا نہ تب سے سرو نے روئے ثمر کہیں
سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا	ولہ	بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

آتا تہا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب
ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین

ولہ

کیا ظلم ہے اے شوخ پلکون والے
آہستہ سبو زخم ہین دو لگے آلے
ترچہی وہ نظر گذر گئی سینے سے
ورنہ نیمزے بہت ہین دیکہے بہالے

عشرت ۔ خواجہ ابوالبرکاتخان

عشرت تخلص ۔ خواجہ ابوالبرکات خان نام ۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین ۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے ۔ آپکا نشو و نما بہی شہر کی آب ہوا مین ہوا ۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین ۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تہی ۔ کلام موزون کرنے لگے ۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تہے ۔ طبع رسا و ذہن فلک پیما سے موصوف تہے ۔ خوش خلقی و نیک سیرتی مین معروف تہے ۔ آپکا کلام لطف فرہ سے خالی نہین ہے ۔ آپکی وفات تخمیناً سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین ہوئی ۔ بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے ۔ ھو ھذہ

شب کہ دل درگرہ کاکل مشکین تو بود
وارث عقدہ او شانہ رنگین تو بود

ورد مہر بود بہ از بخت سعید آنروزم
کہ بہ پشیمانی من دست نگارین تو بود

یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال
حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

مین ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا
تب سیتی خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا

رات دن اسدل بیتاب کی صحبت برار
آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ مین قائم ہون گل شمع سا مین
سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

ولہ

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس
سر کہین آنکہین کہین اور دل علی ہذا القیاس

ولہ

کیا ہوا حاصل تمہی توڑے سے اس مفلس کا دل
ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

ولہ

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تہا
اب تو ہم گذرے سبہون سے کس کے جان اور کسکا دل

ولہ

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے
آب دریا آب گوہر کیونکہ شامل ہو سکے

ولہ

گلشن دلمین اگر سرو خرامان گذرے
اشک خونی سے گلستان مین طوفان گذرے

ولہ

مستی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی
خمار مے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخابی

پلک مارتے آنکہون سے ہو گئے غائب
ہمارے اشک خونین کر گئے پرواز سرخابی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو مین
کہ جیون محراب مین خوش تہے سدا سنہ نور محرابی

ولہ

دیکہا ہون جب سے باغ مین اس خوش نگاہ کو
نرگس نے کی ہے گل میرے سر بجائے آنکہہ

عشرت مدام بد نظر رکہہ یہی دعا
دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکہہ

عرفان ۔ میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص ۔ محمد قمر الدین نام ۔ آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہین اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ ۔ تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تہے ۔ خدائے تعالی نے آپکو زیور علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے ۔ آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت مین دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کین اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا ۔ ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ وما علیہ خوب سمجہا۔ اور شاعری کے میدان مین قدم رکہا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔ آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوی۔ شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے۔ من کلامہ۔

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے ۔۔۔ چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی - مولوی سید علوی

علوی تخلص - سید علوی نام - آپ کنی المولد والمنشا ہین۔ فارسی وعربی مین استعداد کامل رکہتے ہین۔ عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت مین ملازم تہے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تہے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیازمندی کا رابطہ قائم کیا۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا۔ تا بہ زندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے۔ آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ ھوھذہ

داغ شمع و آہ مینا چشم جام اشکہائے
من برنگ اخگر از سوز جگر در زندگی
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ
بغربان مزاج نازک آن صندلی جسنم

وله

طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
کز آواز شکست رنگ رے دہر کند پیدا

مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود ۔۔۔ حلقہ قد دوتا نشاء دو بالا بخشید

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے۔ شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تہا۔ چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن مالوفہ چلا گیا۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا۔ اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ مین گزرانا تہا انتہی کلامہ۔ من کلامہ

تا نقاب از چہرہ آن طناز رو را نداختہ است ۔۔۔ شہرہ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے است ۔۔۔ با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے است
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی ۔۔۔ ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے است

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام - آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی۔ سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میر انور الدین ول سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولا میر عبد القادر مہربان سے ثانیا مولوی بلیغ سے تلمذ ہے۔ اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض قوافی مین پڑہے ہے۔ اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بہی آپنے کی۔ اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت وصدق ارادت سے بیعت بہی کی۔ صوفی المشرب پیر پرست تہے۔ شعرگوئی سے آپکو دلچسپی رہتی ہے۔ جو کچھہ کلام موزون

فرماتے ہین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب من المقالات الغرائب کے
مولف نے لکھا ہے کہ آپنے ایک تذکرہ مسمیٰ بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابہی تذکرہ کا
مسودہ بتبیضہ نہین ہوا تہا کہ آپ سنہ ۱۳۳ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کر کے
مبیضہ کرایا۔ ان اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا تذکرہ کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکہتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسلٍ علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد مین عالم و فقیہ متبحر تہے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تہا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بہی کیا تہا۔ آپکے جد علامۂ عصر تہے۔ دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تہے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت سنہ ۱۲۳۰ مین واقع ہوی۔ اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر پرسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

بخاک تر نشاند تاب رویت آتش گل را ... پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوۂ حسن تو روشن دیدۂ عاشق ... سواد سایۂ گل سرمہ باشد چشم بلبل را
عروج از بسکہ از زلف بتان فکر رسا داری ... رگ اندیشہ ات پیچیدہ سازد موج سنبل را

وله

بہر محفل کہ آن تکلیف مستان میشود پیدا ... شکست توبہ از کبر و مسلمان میشود پیدا
شہادتگاہ سر جوش نیرنگ دگر دارد ... ز خاک کشتۂ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ز بیتے در کار نبود حسن تابان ترا ... ہست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
نشاء رنگ افزاد کرشد حسن مدہوش ترا ... بادہ کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن فشان گذشت ز تربت نگار ما ... موج بہار شد رگ سنگ مزار ما

وله

مپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم ... متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمہ پردازی من کرد چو آہنگ عروج ... شور از حلقۂ مرغان غزلخوان برداشت

وله

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج ... در شب مہتاب کے باشد چراغان احتیاج

وله

عرصۂ فرہاد رفت و دور مجنون ہم گذشت ... سکۂ ملک جنون اکنون بنام من بود
کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا ... بر سر ہم آرای فغان امروز جلاد مرا
شب کہ محو رنگ نقش چشم آن مخمور بود ... خامۂ بہزاد ما از ریشۂ انگور بود
یاد چشم مست او رنگ دل ما بشکند ... میزند جوش آن نقدر این می کہ مینا بشکند
وسعت آباد جنون آئینہ دار حسن کیست ... صدمہ بر مینا رسد گر تیشہ خارا بشکند
قد ترا قیامت ناز آفریدہ اند ... زلف ترا ز عمر دراز آفریدہ اند
اے فدائے محشر قد تو بالائے پری ... وے بقربان سراپایت سراپائے پری

من اشعارہ الہندی

کب لگ رہیگا ہم سے تو بیزار دیکہنا ... بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکہنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین	گر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ	اُسطرف صبح وطن شام غریبان اُسطرف
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا	اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے	شاخ ریحان ہو اگر آہ میری دور نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہند مین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - **ہو ہذا**

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد	کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
ہر گاہ بار رقیب برابر گذشتہ ایم	بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار ز احوال ما مپرس	اینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی المولد ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف - اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا - عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا - طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا - کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا - رفتہ رفتہ مرتبۂ سخن کو درجۂ بلند پر پہنچایا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین زندہ تہا جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا - واقف آپکے حق مین کہتا ہے

دیدیم کتب خانۂ ہفتاد و دو ملت ؛ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا - احباب سے نہایت خوش اخلاقی و محبت سے ملتا تہا - مرد خوش صحبت و با مروت تہا - سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

اگر وہ قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی		ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند		کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو
ادہر بلبل گذر جا گل سے اودہر گل گلستان سے		جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو
سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر	ولہ	نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام - آپکا اصلی وطن برہانپور ہے - آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے - اُسوقت آپکا عالم شباب تہا - ذکی الطبع و ذہین تہے - علمی لیاقت بہی درست تہی - شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا - طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے - اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چندہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا - سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکا انتقال ہوا -

من اشعارہ الہندی

جو ست جام شیشہ صہبائے سبز ہے	ولہ	بر جا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا اگر آئی ہے موت	ولہ	چمٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکہہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکہتا تہا - انشا پردازی مین یگانہ تہا - بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا - لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا - سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا - زبان ریختہ مین شعرگوئی کا شائق و عاشق تہا - موزون الطبع و خوش فکر تہا - جو کچھہ کہتا خوب کہتا تہا - آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے - اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے - آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے - ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین - آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری کے قریب ہوا -

من اشعارہ الہندی

اوٹہا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا		گرد سب بار ل سامان شیشہ و دارو کا

اب تو کچھہ باقی رہا نہین	ولہ	کیا گر بیچون خدا
جمعیت میری ہے عشق بازی مین	ولہ	جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا
بام کو لب سے آشنا مت کر	ولہ	نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گہر مین جب تلک تہے	ولہ	ہیچ کہاتا تہا فقیر
گشت کو توال کر و موقوف	ولہ	آج کی رات جام بہرتا ہے
نشہ او تری محبت کی ہماری	ولہ	کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکہہ	ولہ	ہنس کہا جوگی ہیسر نے خاک لگتی ہے بہلی
مجہہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک ہول ہے	ولہ	ہے حال اپنا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے
ہر ایک سیانو کے پیچہے چومنا تسپہ مین اوسکا	ولہ	گزرک عاشق علیخان کو مستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہرکے چلے آئے سات	ولہ	دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجہہ پاس کوئی نہ آیا	ولہ	شمشیر تیری ایکدم بیٹہی تہی میرے سر پر
جب نقش اُس صنم کا نقاش کہینچتا ہے	ولہ	بازو کے کہینچنے مین وو ہات اینچتا ہے
مین شہید کربلا سب سُرخ پوش	ولہ	مصطفٰی کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین	ولہ	لیک منہ دیکہے آشنائی ہے

عجب - محمد عبداللہ حیدرآبادی

عجب تخلص - محمد عبداللہ نام - چہوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین - شعرگوئی کا شوق لڑکپن مین پیدا ہوا - زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست وصاف ہوگیا فارسی وار دو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج ونیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در حین گریہ چشم بر تبسمش — سلک گہر کنم مژہ اشکبار را

از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ایم — پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑھا رنگ یار کا — اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا

او زہرہ وش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چہاڑ — کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی تہی۔ شعر گوئی کی دلمین رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت مین تہی۔ آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے۔ ۱۲۹۵ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدر آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کہان ہین۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالی سلامت رکہے۔

من اشعارہ الہندی

خنجر بکف وہ آئے مین ایک ازدہام ہے — اللہ میرے قتل کی یہہ دہوم دہام ہے

رخ کردیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے — اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے

اتہو بقول آتش مرحوم اے عدیل — مین مقتدی ہون اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جانان سے اُڑاتی ہے صبا فریاد ہے — ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے

رنگ آجائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین — بہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوی ہے زخم کاری کی ہوس پہر اس مرے دلکو — نگاہ آرزو سے دہونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت۔ محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن وپیش امام ہین۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہین۔ آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اُسوقت برار کے ہائی اسکول مین صدر مدرس تہے۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرایوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین۔ آکولہ کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خانصاحب ہیڈ ماسٹر ٹرننگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار وخوش گزارہ ہین۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہین۔ مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبہی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بمصداق

کل امر ہون باوقا تہا۔ کسی وقت ہو جائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گھنی داڑھی۔ گندمی رنگ ہین خدا تعالے آپکو خوش خرم رکھے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدو نشستہ بگوشۂ گلزار	ہمہ تدرو و چمن از تو شرمسار انند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا	کہ جملہ مردمان بے دام تا بعدارانند

من اشعارہ الہندی

پہر گلون سے ہوگیا ہے اندنون گلزار سرخ		عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی	ولہ	خون سے سرخ ہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا۔ چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کا سن ولی ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچہمی نرائن کا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا۔ عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی المشرب گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اُسکا حال پردہ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اُسکا ایک شعر ہے ہم بہی اُسکو نقل کرتے ہین۔

جسکے جاری نہین نین سُو ول سدا ویران ہے معمور ہو کیونکر بسے جس گانون مین پانی نہین

عاشق ۔ میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص۔ میر قاسم خان نام۔ آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ کے دیوان بادشاہی تہے۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے منصب جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تہے اور آپ بہی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تہے۔ حضور جو کچہہ سوال کرتے تہے اُسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتہہ دیتے تہے۔ آپکی تقریر سے امراء دربار دنگ ہوتے تہے۔ اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیز رائے زندہ دل و دلیر نہ تہا۔ آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تہے۔ بندگانعالی حضور بہی آپکی عظمت و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تہے۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تہی آخر آپ سنہ ۱۱۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ میان عاشق صاحب جو آپکے فرزند تہے بہی بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تہے۔ ہونہار و ہوشیار تہے چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے اسی اثنا مین بحسب تقدیر آپسے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا۔ آپ خدمات مفوضہ سے معزول ہوئے۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے۔ مگر ہمارے سرکار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لائق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر دلی مین رہے آخر ۱۱۸۱ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نرائن اورنگ آبادی و سراج و سامی و افتخار وغیرہ شعرائے اورنگ آباد کے معاصر تھے تام سے یارانہ تھا۔ آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تا کہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہووین۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار بکسب شرف جنون	آید برہنہ پا بطواف دماغ ما
پیش من چون می نباشد میرم از درد خمار	شیشہ چون خالی شود پُر می شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در بغل دارد قدح در دست می آید	ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر	تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت	ز ماہی تا بہ شاہا ترا در شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی	بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش زدم دست امید خویشتن عاشق
کز و بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص۔ سادات یزد سے۔ سید صحیح النسب تہا۔ وطن سے ملک دکن مین آیا۔ قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا۔ میر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا۔ خوش نویسی مین لائق و فائق تہا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکھتا تہا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تہا۔ موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا۔ آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۳۷ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان در بوستان چون عزم می خوردن کنید	اول از یاران دور افتادہ یاد من کنید

ولہ

مقصد ز کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن	کاشانہاے سہر بفلک بر فراشتن
گلہاے رنگ رنگ درختان میوہ دار	در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران	یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کند	از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق۔ مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص۔ سید عبدالودود نام۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی جد سالم تخلص کے

صاحبزادے ہین آپکے بزرگان سلف گڑہ ضلع صوبہ الہ آباد مین سکونت پذیر تہے - آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال مین آئے
عوام وخواص کو احکام دینیہ ومسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تہے - چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان مین درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا - اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تہا - بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا - عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی - آپنے سن شعور وتمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول ومنقول مولوی امین اللہ
مدرس ومولوی سراج الدین علیخان ومولوی غلام سبحان خان قاضی القضات سے
ختم کین - اور کتب فارسیہ کی بہی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی - فارغ التحصیل وتکمیل کے
بعد سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین حسب الطلب حکام مدراس مین آئے - خدمت افتا پر مامور ہوے
چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تہرنگر پر مقرر ہوئے - تقریبا گیارہ برس خدمت
قضا پر مامور رہے پہر صدر عدالت مین خدمت افتا پر مقرر ہوئے - پچیس برس تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - آخر اس خدمت سے سبکدوش کئے گئے
چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوے - پٹہ مذکور مین سکونت اختیار کی - پہر مدت کے بعد
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے - صاحب التالیف والتصنیف
تہے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر وچند حواشی کتب متداولہ فارسی وعربی
کوئی کتاب نہین لکہی - آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین مدراس مین وفات
پائی - شاہراہ میلاپور مین مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم مدفون ہوئے - من اشعارہ

ازمساس مصحف رویش گنہ نوشتہ اند		دست از جان شستہ در عشقش وضو داریم ما

چنین چین ہا کہ دارم بر جبین وقت کہن سالی	وله	بصد لب میکنم تفسیر رنج ضعف پیری ہا
چہ فائدہ کہ بہمدم دو روز پردازم		چو رخت خویش ببندم ازین جہان تنہا
مرا عاشق باین ضعف بصارت مصرع شوق گشت		چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان	״	کار با سخت جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد	״	سرے کشد بعدم جامہ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است		ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم	״	دست زدم ز رعشہ دلیلم بران بود
یار دل را برد واشکم جوہر نور در چشم	״	نقد را از دم ربود وخنس را سیلاب برد
منتظر ایک نظر انعام دہ	״	خشک مغزم روغن بادام دہ
درک دہنت محال عقلی	״	در وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون	״	میخرم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی - خواجہ کامگار خان

عالی تخلص - خواجہ کامگار خان نام - آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبندی قدس سرہ
سے پہنچتا ہے - آپ اورنگ آباد ہی المولد ہین - آپکی تربیت وتعلیم شہر مذکور کی آب وہوا
مین ہوئی - علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کین معقول ومنقول مین عالم متبحر
تہے - فقیہ کامل تہے - مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکہتے تہے - متقی ومتشرع تہے
عالمگیر بادشاہ نے آپ کو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تہی -
فیصلۂ قضایا مین خوب غور وفکر فرماتے تہے - اہل شہر آپ سے مانوس تہے - نیکو سیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نور الدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شاہجہان پور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ ومکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنا کی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اسی مقام مین مدفون ہوئے مزار و تبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر ونازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت ولطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع ومحل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتاب سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا واحبا کو سخت رنج والم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعاره الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند	چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند
قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش	خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند
تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد	حسن یوسف را درون چاہ زندان ساختند
ہر کہ غمزۂ او خورد تا محشر نمرد	آب پیکانش مگر از آبحیوان ساختند
تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو	قامت خم گشتۂ عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس را ازل شکر خدا		بہر عالی شہ نظام الدین برہان ساختند
طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر	ولہ	چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم
پریشان گیسوئے او را از ان زنار خو کردم	ولہ	کہ از روز ازل چون حلقۂ زلفش پریشانم
نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی	ولہ	باندازِ تغافل میکند صد رخنہ در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص۔ عبد الباسط نام۔ حکیم الممالک خان بہادر خطاب۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۳۳۵ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی۔ اور آپکی تربیت وتعلیم بھی مین ہوئی۔ آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ وفارسیہ ختم کین۔ اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی۔ اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بھی لیتے تھے۔ آپکی طبیعت شعر وشاعری سے زیادہ مناسب تھی۔ غزل وقصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تھے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تھی گویا تازہ تازہ مضامین آپ کے میدان خیال مین دست بستہ کھڑے ہوئے ہین۔ جب چاہتے تھے فی البدیہہ مضامین متفرقہ ومعانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال وسخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تھے۔ بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تھے۔ تحسین وآفرین کے ساتھہ واہ واہ کہتے تھے۔ آپ فن طبابت یونانی وانگریزی مین قدرت کاملہ وملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تھی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بناءً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کر کے تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوئے مدة العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیر خواہ قوم جناب ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب ١٣٢٥ سنہ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بھی فوت ہوگئے۔ مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے ١٣٠٢ سنہ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادر زادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو ھذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف
بود گرانمایہ و والا گہر

در شب پنجم ز ربیع نخست
کرد ز دنیا سوی عقبی سفر

تشکل گریبان بغمش خلق را
ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر

واجد ما سال وفاتش نوشت
حادثۂ عشق جہان ہنر
١٣٠٢

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل بروی تو بستم بخندہ گفت
ای نقش نام روشنت انگونہ خوش سواد
گرمی عشق توز ددر دل ناشاد آتش
صد زبان میکند از شعلۂ پر سوز بلند
خستۂ عشقم و ہر چارہ گرے بہر تشخیص
دست برداشت ز من بو علی نبض شناس
بر زلف تو حال دل شیدا کہ کند عرض
بلب ار سیاہ و زر سوئے آ ابروت دم تیغ
بار کسوت بر تنا بدار سبکروحی تنم
منزنم بعد شہادت دم شناہی از خون
چشمم نشو خت نشد از کشتن عشاق ملول
دیدہ بے دیدار تو از اشک وار دشست و شو
ور دلم ابروان تیغ دو و نیام یک
بر سر راہ آن صنم طرح نماز افگنم

ولہ

این تازہ شاعر بیت کہ مضمون بستہ گفت
گر حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد
خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش
رنج من گفتہ دگر یک مرض و صد تشخیص
طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص
سرگشتگی قیس ببلبلی کہ کند عرض
دلیل قوت ضعف ست قامت خم تیغ
بس بود ہمچون سخن تار نفس پیراہنم
شہادم را ست سحر مہ ماہی از خون
نشود سیر بلے مرد سپاہی از خون
چون قلندر مشربان بے نماز و با وضو
غمزہ بہر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو
سجدہ بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص۔ سلطان فیروز شاہ نام۔ آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے نبا برسے ہین۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تہا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ ذہین و فہیم تہے۔ سولہ برس کی
عمر مین تلا سے کتب عربیہ و فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہین۔ معقول و منقول مین
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتہہ زیادہ مناسب تہی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکہتا تہا۔ درس و تدریس کا شائق تہا۔ ہفتہ مین تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار کرتا تہا۔
اسکی حلقۂ درس مین منتہی طلبہ شریک ہوتے تہے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ
کلام مین شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تہا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تہے۔ نہایت خوشی سے سنتا تہا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تہا۔ کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تہا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری مین تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت مین
اکثر معرکون مین کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل
ممتاز تہا۔ میدان بہادری مین سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نادر الوجود
سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک کشائی مین

ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اسی بادشاہ
کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے
بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت
بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب ترجمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے
لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور و فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا
ایک روز دولتخانہ کے دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا
کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اسکی کشکول یا جہولی
مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا
آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے
جوار کی زراعت نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد
لنگر خانے شہر کے محلون اور کوچون مین قائم کر دئے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گہیون
کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے
بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت
ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہو گیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول
کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان
کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکہا کہ راتکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت
کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات
جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی کے افراد رکھہ لئے۔ اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا رہے رعایا کے ساتھہ ہمدردی کرتا تہا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ چنانچہ برہال دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکہہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین مذکور ہے۔ فیروزشاہ دوربین و دور اندیش تہا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تہا۔ تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ ۸۰۴ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ آنیوالا ہے۔ فیروزشاہ صاحب ترجمہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد و میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت بہی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تہا بہیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کرکے دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چہہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ بندگان سرکار ہے اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو اسوقت ازروئے بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

مراسم بجا لائیگا۔ امیر تیمور سفرا کی تقریر سنکے فیروزشاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت عطا کی۔ اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکہنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا فیروزشاہ کے نام سے بہیجا۔ اور فرمان مین فرزند خیر خواہ لکہا۔ اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع و چار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بہیجے۔ اور سفیرون کو انعام و اکرام کے ساتھہ روانہ کیا۔ یہی فیروزشاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا۔ چنانچہ بیجانگر کے راجہ دیورائے سے لڑکی لی۔ دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے تجمل و عظمت سے شادی کردی۔ اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی۔ راجہ نے خوشی سے دی فیروزشاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے۔ اور اکبر بادشاہ ہند بہمنیہ کا مقلد ہے۔ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین دہلی سے دکن مین آئے۔ آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا۔ آپکے استقبال کے لئے اعیان دولت و ارکان سلطنت کو بہیجا۔ جب آپ تشریف لائے نیاز مندانہ ملا۔ آپکو قلعہ مین معزز مکان مین رکہا۔ چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی۔ آخر حضرت سے ناخوش ہوا۔ آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا مزار ہے۔ فیروزشاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمد شاہ آپسے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپنے احمد شاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی۔ یہی وجہ ناخوشی فیما بین کا باعث تہی۔

فیروزشاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا۔ نہایت سادگی و خاکساری سے ملتا تہا۔ اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتھہ نشست و مکالمت کرتا تہا۔ اور حاضرین مجلس سے

کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھہ بے تکلفانہ رہین۔ کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ دل کے خوشی کے ساتھہ بسر کرین۔ اور مجکو ایسا سمجھین کہ مین بھی آپ سب مین ایک فرد ہون میرے ساتھہ ہم پیالہ وہم نوالہ رہین۔ اور اسبات کی تاکید کرتا تھا کہ اس مجلس مین کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ کبھی کسی نے خلاف حکم نہین کیا۔

فیروزشاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ بہمنیہ سلاطین مین بے نظیر فرد تھا۔ علوم و فنون مین آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ اکثر زبانون مین ملکہ تامہ رکھتا تھا ہر ایک زبان مین اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تھا۔ سامعین و ناظرین دونون مین تمیز نہین کرسکتے تھے۔ کہتے تھے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فریدہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تھا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تھا ہر ایک زبان مین ناظم و ناثر تھا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکھتا تھا۔ سخندان و سخن سنج تھا۔ کبھی کبھی سرور و فراغت کے وقت مین کلام موزون کرتا تھا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پھر شاہی زمانہ مین فیروزی رکھا۔ صاحب دیوان تھا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکھے مین فقیر مولف بھی تذکرون سے ذیل مین گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین شرح و بسط سے لکھا ہے۔ ان کنت فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروزشاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھہ اُٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروزشاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبذ مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال۔ جلوس ۸۰۰ھ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

گرشمہ جنبش آموزست مژگان درازش را ۔۔ ستم کردست واجب بر زبان تعلیم نازش را
محبت چاک دل مپسند هرگه که در بزمی ۔۔ بخود مخصوص می بینم تغافلهائے نازش را
مباد آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری ۔۔ بدل چون ره دهم اندیشهٔ زلف درازش را
نیابد لذتے زاهد ز وصلت از متاع خلد ۔۔ همان بهتر که در دامن کنی اجر نمازش را
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را ۔۔ بسرو و لاله می سنجد که بیند امتیازش را

ولہ

بدان مثابه ز غم دهر بر دلم تنگ است ۔۔ که دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعده ولے ۔۔ ز آفتاب غم انتظار بے رنگ است
بقطع راه محبت مخور فریب امید ۔۔ که غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نکرد زمزمه نائے ۔۔ که هر چه خارج این پرده ننگ ننگ است
ولے به سینه لبالب ز دوستی دارم ۔۔ که پیش اهل جهان بے بها تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چه دلکشا چمنے است ۔۔ چمن مگو که آن آسمان فرهنگ است

ولہ

در آتش هرزه فکر زائل نکنی ۔۔ اندیشه بهر خیال مائل نه کنی

این نقد خزینۂ دماغ است بگوش	تا صرف سخنہائے باطل نہ کنی

عطا ۔ سید تفضل حسین

عطا تخلص ۔ سید تفضل حسین نام ۔ آپ قصبۂ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین ۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھتے رہے ابھی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تھے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا ۔ وطن سے شہر لکھنو مین آئے علمائے لکھنو کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے ۔ اور تلاش معاش کے لئے لکھنو سے برآمد ہوئے اور لابھوپال مین پہنچے ۔ نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ چند مدت نوکری مین بسر کرکے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ اُسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے دار الانشا مین مقرر ہوئے ۔ نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتھہ رہے ۔ آخر آپ نے سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ شاعر نازک خیال و خوش فکر تھے ۔ آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے ۔

من۲۰شعار۱۸لفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانے نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرے میداشت پنہان غمزہ	خون روان دیدم و لے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نہان و در دل نشانی ہیچ نیست		بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد
ایکہ می پرسی عطا را من چہ گویم حال او		نیم جانی داشتم بر بستر نمیدانم چہ شد
کشادم چشم بر روئے تو وز عالم نظر بستم	ولہ	باین بستن کشادن تنگ الفت خوبتر بستم
سرے با شوخی مژگان او دارم حذر از من		دل آسودہ را بردم بنوک نیشتر بستم
طبیب مہربان بگذر ز من و ز فکر مرہم ہم		ببین من ریزۂ الماس بر داغ جگر بستم
چو بگسست آہنے زنجیر کردم ربط با زلفش		جنون دست دگر بکشاد و من بند دگر بستم
کجا کے سست گردد عہد من از سختی ہجران		کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم
بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن		حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم
چو دیدم سخت اندازست آن ناوک فگن رفتم		بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سپر بستم
دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او		دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم
عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ میخواہد		کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی ۔ ناصر علی سرہندی

علی تخلص ۔ ناصر علی نام ۔ آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہین ۔ آپ کی ولادت سہرہند مین واقع ہوئی اور نشو نما دلّی مین ہوا ۔ تربیت و تعلیم بھی دلی مین پائی ۔ اور کتب درسیہ بھی اسی شہر مین تحصیل کین ۔ نقشبندیہ طریقہ مین جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت مین مرید ہوا ۔ مثنوی مین شیخ کی خوب تعریف کی ہ

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
ردا از ماہتاب شرع بر دوش	چو صبح از پاکی باطن لقب پوش

اوائل حال مین سیف خان حاکم سہرند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی خانموصوف کی رفاقت مین الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسر انجتنی و اسلام خان والا کا داماد ہے۔ سنہ ۱۰۷۹ ہجری مین عالمگیر کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد مین صوبہ داری سے دست بردار ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہو کے سنہ ۱۰۸۶ ہجری مین بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ہند سے بیجاپور دکن مین آیا۔ اور نواب ذو الفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ہے

بعد سیف آخر علی را ذو الفقار آمد بکار — لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذو الفقار خان کی خدمت مین پیش کی وہ یہہ ہے

اے شانِ حیدری ز جبین تو آشکار — نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار
دشمن کش جہانی و یکدست پروری — فتح و ظفر او بختی مست اند در قطار
تسخیر داستان آلہی نمودہ — اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند — آندل کہ بردہ ز من آنرا بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ — اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند — این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی تراز تو خواہد مراد و بس — وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ مین صلہ کی

طاقت نہین رکہتا ہون۔ میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ذو الفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا۔ کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے۔ جب نواب ذو الفقار خان سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین کرناٹک و کن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا۔ چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے

اینک اینک ساقئ شیرین رسید — نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود — انجمن افروز بیجانی بود
گر جمال او بر اندازد نقاب — روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبد بنوا دیا۔ یزار تبرک۔ ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا۔ شاہ عادل تارک الدنیا تہا۔ ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اسکا مطلع یہہ ہے

منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم — کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا۔ اور غضنفر خان ذو الفقار خان کے رفیقون مین تہا۔ کنجی کی حکومت پر مامور تہا۔ کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سبعہ سے ایک ہے۔ غضنفر خان کی مدح مین کہا ہے

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما — بشنود گر کوہ آواز غضنفر خانِ ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ توکل و قناعت پر قائم تہا۔ کسی سے التجا نہین کرتا تہا۔ اسی مقام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید	گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ہے ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد بر آمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی و سہو پر محمول نہین ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے احوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جعل جنۃ مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوئی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوئی ہے۔
مائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تا جنۃ سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہیے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ تلفظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ہے ثانی کا مدار ذکر پر۔ بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ تلفظ۔
سید عبداللہ ترمی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق سنہ ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت لالے قلندر داماد راجہ چندر بھان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین سوار ہوکے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دھڑک رتھہ سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا ایسی نازنین پری پیکر کو گھوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔ اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجھہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے بہتر ہون۔ سبزی فروش اور راستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جھگڑا دفع ہو گیا۔ انتہی کلام
سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا کہ مین نے مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ہے ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنگ ظرفی نمی ماند	بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

وہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض اعزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ ناصر علی کے ہاتھہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است سامنے تھی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکھا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است	ہر بروئے تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور مدعیون کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس	خیمۂ افلاک بے چوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تھا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ہے ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان	چو شد در مثنوی گلگشت افشان
رساندش پایۂ معنی بمعراج	بود این مطلع او درۃ التاج

آگہی ذرهٔ دردے بجان ریز — شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا — یک از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغیر حروف چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور
آگہی ذرهٔ دردے بتن ریز — شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندیده بر رویش بگفتم
چہ این حاجت از حق خواہی اے یار — توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش بر فروزم — ہمہ موی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی — کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد — بر اہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہارشنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوئے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا بہت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ راستہ مین ملاقات ہوی۔ رتھہ مین سوار ہو کر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تھا مجکو بھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کر رہے ہین۔ مین سمجھہ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا شیشہ و پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے جھاگ و کف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب سر جنگ ست باز اہد — کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نامی نوش کا سامان اٹھائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکھدیجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہہ ناصر علی مستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہیٰ ما فی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سید جعفر روحی رنبیرپوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میرقصد ہنوز افغان ما — خم شکست اما نمی ریزد مئی جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہیٰ کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہو گیا ہے شعر گوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ من اشعارہ الفارسی

خودنمائی است گذشتن ز لباسے کہ تراست — وله — ورنہ پیراہن از خویش چو تصویر برآ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرہیزگاران را — وله — چہ لذت از نشاط عید باشد روزہ خواران را

سرمۂ آواز درائے کاروان وحشت است — وله — نافہ با بستہ از چشم غزالان رنگہا

درین دریا نکردم لب بحرفے آشنا ہرگز — ” — چو ماہی شد زبانم آب از شرم شکایتہا

بود در نیا و دین پشت رخ آئینہ ہستی — ” — بزرگ آید وجود خویشتن در چشم شاہان را

قد آرا خلعتے در عالم امکان نمی باشد — ” — دل تنگی نیاز آوردہ ام این جامۂ عریان را

یک شہر چشم خوش نگہان فرش راہ اوست — ” — آنجا کہ سرمہ گرد کند جلوہ گاہ اوست

چشم بر بند اگر میطلبی رزق حلال — ” — مرغ بسمل خوش بناز نظر دوختہ است

خشم اہل کرم از لطف بخیلان بہتر — ” — تشنہ را آتش یاقوت بہ از آب بقاست

خوئے نازک بدل من چہ ستمہا کہ نکرد — ” — شیشہ بر شیشہ زدن کار چہ خارا نکرد

نا و نواے پریوش و کیش ہم نامیم — ” — گر از تو بہتری نیست از ما بتر نباشد

آشیان گم کردہ چون من گرفتارش مباد — ” — سخت بیرحم است میترسم کہ آزادم کند

انتقام دادخواہان قیامت شد تمام — ” — می فشاند چشم قاتل سرمہ بر سوزم ہنوز

کلاہ سلطنت خسروان شکست ندا شت — ” — نمیزند اگر پشت پا فقیر انش

دوش یک لحظہ بخواب آئینہ بازشدم — ” — طپش دل چہ ستم کرد کہ بیدار شدم

بود ایک جنبش ابروئے تیغ قاتلم — ” — میتوان از سایۂ شمشیر کردن بسملم

ز معنیہائے بیغش سیر توان ساختن دل را — ” — بود گر صد پری در شیشہ با شد ہیچہان خالی

نشاط اینجہان ہرچند کمتر سیر حاصل تر
بطفلان عید روز جمعہ آہے بود افسوسے

عاصی ـ مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص ـ مرزا محمد نصیر بیگ خان نام ـ آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین ـ آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے ـ حضور پرنور مین دو سو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے ـ جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے ـ میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی ـ میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا ـ علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا ـ اُسکو سید الملک بہادر نے خرید کیا ـ اور اُسمین اور جدید عمارات بنوا کر سکونت اختیار کی ـ اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا ـ مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا ـ علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی ـ اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا ـ اور شعرگوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ و معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے ـ آپ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زندہ تھے ـ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹھ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد — شاہ شاہان خدایگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد — قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی کہ گر نماید حکم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دہر ناصر الدولہ — تا جہان ہست در جہان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوہ را در زمانہ معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو اے سپہر رکاب — کہ جہان مامن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گرچہ زلفین مہوشان باشد
ذکر نام تو در جہان بادا — تا جہان جہانیان باشد

وله
گرفت از رخ خود زلف عنبر افشان را — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطرۂ بنوشد خضر — ہزار بار زند طعنہ آبحیوان را

وله
ندیدم از کسے این جور و کین را — خدایا رحم دہ آن نازنین را

وله
نسیما اگر دوست داری خدارا — بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله
تا یکے خورم ہیچ روز و شب غم دنیا — مطربا بزن بربط ساقیا بدہ صہبا

شد کنارم ز سرشک مژۂ خونین امشب — بسکہ یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنائے رخ و طرف بناگوشش بود — دیدہ ام تا بسحر بر مہ و پروین امشب

وله
گرفتم کہ آن ماہ گاہے بر آید — کجا کام دل از نگاہے بر آید

وله
شاد باش اے دل غمدیدہ کہ جانان آید — باز درین تن افسردہ جان آید

وله
خدارا اے صبا روزے گذر بر کوئے جانان کن — بیان احوال زارم آن سرخیل خوبان کن

وله
اے زدہ آتش بدل آفت جان گیتی — نخل غم من آمدی سرو روان گیتی
اے بت شوخ نازنین ناوک غمزہ ات بکین — کردہ بقصد من کمین سخت کمان گیتی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو — بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم
بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان گیتی — آمد و گفت قاتلم سوختہ جان گیتی

حرف غین معجمہ

غیور۔ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہیں۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہیں۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب و خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہو کے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہو کے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اولا دریا کے کنارے کوکن میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بیجاپور دکن میں آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار میں باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا۔ رہبری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد نائطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تھا دیکھا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کر کے امیرانہ تکلف سے شادی کر دی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر۔ دونوں صاحبزادوں کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا میں ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بھی ہاں کے

علما و فضلا سے پائی۔ دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ عادلشاہ
نے محمد باقر کو میرسامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ دونون بھائی خدمات مفوضہ
کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تھے۔ شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے
عادلشاہیہ سے تھے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تھین۔ ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی۔
دوسری ملا یحیی مخاطب مخلص خان سے منسوب۔ پھر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت
تجمل و شان کے ساتھہ کردی۔ شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بھائی سکندر عادلشاہ کے
زمانہ تک بیجاپور مین میرسامانی و بخشی گری پر مامور رہے۔ آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے
باہم ناموافقت ہوئی۔ بنابر علیہ دونون بھائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین
عرضداشت بھیجی۔ اور اسمین ملازمت کی درخواست کی۔ بادشاہ نے آپکی درخواست
منظور کی۔ اور دونون کو فرمان طلب بھیجا۔ دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے
مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ
شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا۔ اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار
و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز۔ مدت تک دونون بھائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے
بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تھا۔ دونون خوش اخلاق و پسندیدہ صفات سے
موصوف تھے۔ امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب
ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ نیازمندی رکھتے تھے۔ پس محمد باقر نے
وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا
ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین۔ بادشاہ نے از روئے
عنایت شاہانہ دونون بھائیون کو دیوانی کوکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ
پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی
ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے
زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے
مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر رہے۔ آمدنی جو کچھہ ہوتی تھی اُسمین گذر اوقات کرتے تھے۔ آخر
شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف
و التصنیف تھے وزیر اعظم و امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھہ لکھے ہین۔ آپ کتاب کے
دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے
روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب اور بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ
جزیہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے۔ آخر آپ ۱۱۴۵ سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو ۱۱۱۳ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ پھر نادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ میں رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و ماہی مراتب و خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازان دیوانی دکن پر مقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جمہ کی ولادت چہارم جمادی الاخری ۱۱۴۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سیصدی بمنصب پانصدی شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چار ہزاری و خطاب غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون ۱۱۶۷ ہجری
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے آپ یعنی غیور صاحب جمہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلم و مروت مین معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی مین ممتاز تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھے۔ علما و شعرا سے انکے تہہ دل سے ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت غمی و خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے کلام کی داد دیتے تھے۔ یہ داد تکلفانہ نہین ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپنے ۱۲۰۵ ہجری مین بہ قلعہ پانگل اس دار ناپائیدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک قوی جنگ محمد نقی خان خانسامان۔ دوم اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد سوم امیر الامرا منیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جمہ مختار الملک مدار المہام اول کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب الخمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین آپکے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہین عنقریب مین مطبوع ہو کے ناظرین و شائقین کے ملاحظہ مین گذرے گا۔

منتخب اشعار فارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت و گذشت		بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت		کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
جلوۂ برق تجلی سخت اندازی نمود	وله	چشم تا برہم زدم و یدم قیامتہا گذشت
در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است	وله	خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شود لبم		از قسمت ہست انچہ ز یاران رسیدہ است
از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر		ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد		مارا خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم		شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند بسفلہ ساختن درد سر است		مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نماید این حرف غیور		آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص ۔ محمد غوث خان

غواص تخلص ۔ محمد غوث خان نام ۔ آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے ۔ آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے ۔ سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے ۔ ذی استعداد و لائق تھے ۔ شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے ۔ جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تہا ۔ آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا ۔

من اشعارہ الهندی

ترا منہ دیکہہ بلبل پہول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

غازی ۔ غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص ۔ غازی الدین خان نام ۔ اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین ۔ علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بہی چست و چالاک تھے ۔ کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے ۔ طرز کلام و لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین ۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکہا ۔ فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا ۔ من اشعارہ الهندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر پہر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخرالدین ۔ میر فخرالدین اورنگ آبادی ترمذی

فخرالدین تخلص ۔ میر فخرالدین نام ۔ آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد ۔ جنکا تکیہ اورنگ آباد مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے ۔ صاحب مردم دیدہ نے لکہا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے ۔ اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے ۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے صوفی روشندل و عامل تھے ۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تھی ۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تھے ۔ خوش گفتار و خوش کردار ۔ زندہ دل خندہ جبین ۔ پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تھے ۔ آغاز جوانی مین سپاہ پیشہ تھے ۔ فن سپاہگری مین استاد تھے ۔ ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے ۔ فن بنوٹ مین خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن مین رہے ۔ آپ آصفجاہی زمانہ مین اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے تھے ۔ انکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے ۔ پس شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بہی ماہر ۔ اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی اور خلافت کی خلعت بہی مرحمت کر دی ۔ آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے ۔ عبدالحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکہتا ہے کہ مین سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین آیا ۔ شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا ۔ اسوقت اورنگ آباد مین اکثر علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے ۔ مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ بمشائخ مین عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخرالدین ترمذی کو پایا ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و راسمار آلٰہی کے زبردست عامل تھے مین نے آپ سے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑھونگا انشاء اللہ تعالیٰ شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اور بہت یاد مین آپکی ذات بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین مستفید ہوتے ہین انتہی کلامہ۔

آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل و بردباری کی وہ شان تھی کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ نور علی نور تھا۔ زبان پر انا البرق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔ تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا، وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا"

توکل مین ثابت قدم و راسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ شاعری کے مذاق و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا اور دلمین جوش و خروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورہ اہل زبان بلاغت و فصاحت مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مردم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ سنہ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ و ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً ۱۱۹۰ سنہ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی میر الدین صاحب ترمذی و مولوی معین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد بھی

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری کی خدمت پر مقرر ہین۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین ہمدردی مین ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی مین پر جوش و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔ خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھ ہین۔ کبھی ادہر دو قدم کبھی ادہر دو ہاتھ ہین۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن و نید و گوش ہین۔ مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین۔ اس زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ اُن کے بھی باقیات الصالحات ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان۔ بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

نیستم گر عاشق روی تو حیرانم چرا　　ورنیم آشفتۂ زلفت پریشانم چرا
گرنہ خال عارضت برد از دل افسونگری　　چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
کز نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریزد نیست　　ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین کز طرۂ گیسوی جانان وانشد　　بوی عطر فتنہ می یابد دل از جانم چرا

ولہ

گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب　　ز فیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب

ولہ

سراپا درد شو ای دل اگر خواہی دوا است　　بہ می خانہ ز خود بگذر کہ خوش دار الشفا است

شرار آسا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا　　نثار یک تجلی شو غرض از جلوہ ہا اینست
سراپا گوش شو کنہ حدیث عشق را بشنو　　زبانی ہر نفس در پئے انشا ہا اینست
گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیدہ می جوئی　　تو خاطر محو کن خود را رہ قرب خدا اینست

ولہ

چو نسیم یک نفس بر رنگ و بوئے گل مشو مائل　　طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست
دلم خون گشت از چشم ترم غلطید بر دامن　　شہید عشق را شاید کہ دشت کربلا اینست
اسیر زلف را از یک نگاہ ناز بسمل کن　　طپیدنہائے عمرے جان بہ بند مبتلا اینست
دلا گر فخر دین خواہی بہ تار نے رگ گیسویش　　دو صد زنار بہ بر دوش تسلیم و رضا اینست

ولہ

تا دل بہ حقیقت آشنا شد　　بیخود شد و از خودی جدا شد
بیخویش او حیرت افزود　　آئینۂ حسن صاف حق نما شد

ولہ

عارض نہ از حسن بنمود　　چون زلف سیاہ گرہ کشا شد
گل گشت و فغان ز بلبلان خواست　　ل گشت و زخم و شیشہ ہا شد
ساقی شد و انجمن نیاراست　　ستان و ہزار ماجرا شد
چون یار ز رخ نقاب برداشت　　ستیم مپرس تا چہا شد
ہر سو کہ عنان کشید رفتیم　　رقصان رقصان کہ مدعا شد
اے یار چہ جائے وعظ پند است　　خاموش کہ ہرچہ شد بجا شد

ولہ

عمریست چو آئینہ صفا معراجیم　　وز یار خدنگ غمزہ را آماجیم
کو ہست ز ما شہود ش اما بوجود　　چندانکہ خدا غنی ست ما محتاجیم

ولہ

نقطۂ مشکین خال عارضش چون مردمک　　در نگاہ دیدۂ دل بین سویدا کردہ ام
با وجود صد جراحت من از ان کان نمک　　سادہ لوحی بین تمنای دلاسا کردہ ام

تا حریم خلوت دل گشت مادامی کسے | نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے
میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم | خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من اشعارہ الہندی

یار ہر شان عیان تہا مجہے معلوم نہ تہا | بے نشان عین نشان تہا مجہے معلوم نہ تہا
لکہہ کے مصحف ہر چند تہے آیات کبیر | ناز کشاف بیان تہا مجہے معلوم نہ تہا
فخر دین عمر سون تہا جسکے بدل سرگردان | اس تعین مین نہان تہا مجہے معلوم نہ تہا

وله

جب سے ان مجہہ دلکا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون | ہر نفس ہے شعلہ زن تجہہ شوق کی تاثیر سون
ابر نہین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن | آسمان مین دود ہے مجہہ آہ کے توفیر سون
برگ گل پر ہر سحر شبنم نہین اے گلعذار | آسمان ہے زار میرے نالۂ شبگیر سون
یک بیک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی | پائے بند مین نہین سے خم زلف کی زنجیر سون
جیب جان صد چاک ہے تجہہ شوق مین اے گلبدن | کیا چلے اب ہجہ حسن گریبان گیر سون
ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو | جان جاتا ہے میرا ایک آن کی تاخیر سون
آرزو بندی لکہنے مین قلم ہے سینہ چاک | شوق کا طومار میرا بسکہ ہے تحریر سون
فخر دین اب یار پر قربان کر تون ننگ و نام | عشق نے فارغ کیا تجہہ عقل کی تدبیر سون

فقیر - میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص - میر شمس الدین نام - عباسی النسب - دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تہا - عالم فاضل و ادیب کامل تہا - جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول - ماہر فروع و اصول - مدت تک آپکی درس و تدریس و شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا -

بعد ازان لکہنو مین رونق افزا ہوئے - اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے - آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا - فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی - اور نواب شیر افگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بہیجا تہا دیا - لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا - ؎

وارد این شہر در ذی الحجہ شد | شاعر و دانشور روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق | گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے - ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تہے اور آزاد بہی جاتے تہے باہم خوب جلسہ رہتا تہا - ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا - میر صاحب قصیدہ کو سنتے تہے اور داد دیتے تہے اور فرماتے تہے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا - بعد ازان ۲ محرم سنہ ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے - اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا - اور سورت سے جہاز پر سوار ہو کے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہو کے عازم ہند ہوئے - راستہ مین کشتی دریا مین غرق ہو گئی آپکی عمر کا بہی پیمانہ لبریز ہوا یہہ سانحہ آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے | خوابید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعاره الفارسی

بہزم بادہ مرا گفت خوانمت روزی		بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است بر آب
غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف	وله	مارا چو سایۂ عمر بخواب عدم گذشت
اقامت آنسرو قامت گذشت	وله	درین نشاۂ برما قیامت گذشت
از ہستی من دود برآورد بیکدم	وله	آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد
زاہدان راز بانگ نے چہ اثر	وله	سیر این کوچہ را کجا کردند
ہر لحظہ چون عصا کش کور از روئے دل	وله	دست مرا گرفتہ بکوئے دیگر برد
بیک تغافلت از سینہ دود آہ برآید	وله	کرامت زہرہ کہ از عہدۂ نگاہ برآید
نیست حرف عشق در فرہاد و مجنون منحصر	وله	رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانے می شود
آبی نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمے	وله	در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم
جائے رحم است بہ بلبل اگر ام دست دہد	وله	از گلستان جہان رسم خزان بردارم
خوبان با فقیران عیب جنون بگیرید	وله	دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم
مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم	وله	از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم
رو بدنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است	وله	از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون
نظر درا بر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد	وله	ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ
ز کوئے یار دور افتادہ ام اے نالہ آوازی	وله	ندارد رہ بزم وصل واے شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہت خود بینی		جز آہ ہم نیست ہمدم دیرینی
داغ است مرا یار بدل نزدیکی		اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیرازی دہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب وعالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت سا زر بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار ہوا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ٦٩ سال کی عمر مین سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خدا شناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب در شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات مین - اور صاحب دیوان تہا - **من اشعاره**

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد		پس چاشنئی دم الستت برسد

این جام نهاده اند بر طاق بلند در آئینه خال پشت چشم ار بینی کورت بیند هر آنکه بیند ز قفا	وله	پا بر سر خویش نه که دستت برسد یک چشم بهوشی و بد دیگر بینی این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص ۔ رضا طلب خان نام ۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا ۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے ۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے ۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفا خانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار ۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگان عالی نواب غفران ماب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے ۔ قلعداری و فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے ۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار ۔ نجیب و شریف صحیح النسب والحسب ۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بے باک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجایا ہوا ۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا ۔ خوش فکر و سخن سنج تہے ۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے ۔ آپکی وفات ۱۱۷۹ھ ہجری مین واقع ہوئی ۔ رائچور مین مدفون ہوئے ۔ من اشعارہ

گفتم که بود منتخب آن مصرع قامت جائے که نه بینی نه تمیز ست انصاف	ابروش نشان داد که این بیت دگر هم زنهار ز قامت نکنی بلکه گذر هم

فقیر ۔ میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص ۔ میر ہاشم نام ۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے ۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تہے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکہتے تہے ۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تہے ۔ مستعد طالب العلم تہے ۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تہے ۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین ۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری ۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تہے ۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوتے کیونکہ شاعری کی دہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکہتی ۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا ۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے ۔ ذہین و طباع تہے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے ۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تہے ۔ لچہمی نرائن کہتے ہین کہ مجہسے محبت و اخلاص رکہتے تہے کبہی کبہی میرے غریبخانہ پر بہی آمد و رفت کرتے تہے انتہی کلامہ لچہمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ و سلامت تہے پہر قریب ۱۲۱۲ھ ہجری مین فوت ہوئے ۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے ۔ وہ یہہ ہے ۔ من اشعارہ

اٹھا ہے جوشش حسرت عجب خون شہیدان سے ‏‏   وہ قاتل شوخ شاید وان حنائی دست گذرا

فکری ۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص ۔ خواجہ محمد رضا نام ۔ شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے ۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تہا ۔ شعرگوئی مین کامل ۔ شعر خوب کہتا تہا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تہا ۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تہا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا ۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا۔ حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپنے سنہ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس — گر بسنجند ز کونین فزون می آید

آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل — کز درونم نفس آلودہ بخون می آید

ولہ

ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو سوخت — نافۂ مشک توان چید ز خاکستر او

ولہ

ہمزانوئے غیر و من ز غیرت — بخون دیدہ تا زانو نشستہ

ولہ

دم کشتن نکشم آہ ازان می ترسم — کہ با آئینۂ تیغ تو غبارے برسد

رنگ حناست بر کف پائے مبارکت — یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ

ز سنگین رفتن تا بوئم از کوئے تو بتر سم — کہ یاد مدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچہہ نہین لکہا۔ ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ ۱۱۷۶ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست و محبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمہ شعریہ سے پاک و صاف ہے۔ آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا — جانمن جان جہان تہا مجھے معلوم نہ تہا

جب عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل — عشق یون فیض رسان تہا مجھے معلوم نہ تہا

سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک میرے — شوخ دل ابرو کمان تہا مجھے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلائے شوستر سے تہا۔ عالم لبیب و فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے میر رضائے اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب — کہ فیض ہم نظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند — ستارہ می شکنند آفتاب می سازند

در ہوائے بادۂ گلرنگ بیتابیم ما — سالہا شد کز ہوا داران این آہیم ما

ازرہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمیزدم / کے میدہد فریب صدائے جرس مرا

گر زیر سپہرم عجب نیست کہ دریا / در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست

ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری / کہ نیمۂ زدلم شیشہ نیمہ سنگ ست

بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است / بو میان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است

ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود / مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پھر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی و شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی با کمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر اُن کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بہی میرے غریب خانہ پر آتے تہے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تہا۔ دیوان صائب اکثر آپکے مطالعہ مین رہتا تہا۔ ایکروز دیوان دیکہہ رہے تہے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تہا ؎

بت اگر بت گر نماید بر زبان حاصل ز سنگ / من بتے دارم کہ او ہرم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تہے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بہی اورنگ آباد سے لکہکر بہیجی۔ انتہی کلامہ۔ لچہمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل مین سے اشعار لکہے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچہمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مراد دل ز سنگ / برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ

حرف صوفی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن / یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ

ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد / آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ

سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار / منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ہا پسند قاتلم / می نہد بار گران بر سینۂ بسمل ز سنگ

در عدالت خانۂ حکام سرکار جنون / وای میرائے کہ وزن او بشد کامل ز سنگ

می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فیل / ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ

کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہا ہیچ است / سعی خوب چون کوہکن ناحق بکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تہا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت و مرد مہذب یارباش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر مین یکایک مرض اسہال مین مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ مین مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند	نیّر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم	ہائے از فوت مستعد ز من

۱۱۸۱

آپکے اشعار مین سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہہ ہے۔ منہ

اے موتراشش دست توباشد بریدنی	اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نوائط سے ہین۔ اورنگ آبادی الاصل ہین۔ علم وفضل سے آراستہ فن وہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی مین یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی مین مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادوبیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین فوت ہوئے شہر اورنگ آباد مین دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خرامان شدہ است	ولہ	کاش می آمد وازہ دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند		ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند

دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند	از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند
دست در دامان یار نازنین داریم ما	چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہین آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر مین والد ماجد کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی ابوتراب صاحب جعفری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی وفارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری مین جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدرآباد کی شاگردی کی۔ طبیعت مین جوش وخروش قدرتی تھا میدان شاعری مین خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسرون مین ممتاز ہوگئے آپکی عمر فی الحال تقریبًا پچاس سے زیادہ ہوگی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ و تذکرۂ شہیدا فارسی و روضۂ رضوان۔ و دیوان کامل وغیرہ ہین۔ من اشعارہ الہندی

آہین کرتے کرتے ہجر یار مین ہم مرگئے		تھی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہوگیا
سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا	ولہ	آج مریخ کے جامے مین جلاد آیا
کبھی گلزار مین گلچین کبھی صیاد آیا		ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مرگیا دیکھ کر اسکو مین شب فرقت مین		ملک الموت کے برقع مین پریزاد آیا
جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت مین		کبھی سمجھا انکو مجنون کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض - محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو و نما بہی اسی زمین کی آب و ہوا مین ہوا - نشو و نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بہی سند یافتہ ہین - کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی - اور چستی و چالاکی بہی طبیعت کا جزو اعظم - ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تہی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجۂ اُستادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق ہمدست ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اُٹہائین - اور آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے - فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ خاندانی شریف و معزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تہے - خوش خلق و پاک طینت - دیانت و امانت مین بے مثل ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تہے - وضعداری کے پابند - اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند - مولف فقیر سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تہا - اُسوقت آپکو دیکہا تہا - پہر جب مین سنہ ۱۳۰ ہجری مین سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد مین آیا - آپکو دیکہا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا - طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا - مگر اُسوقت شباب کا عالم تہا - اب زمانہ شیب تہا - آپکا استقلال و وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکہا - کبہی اپنی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی - ثابت قدم و راسخ دم تہے آخر آپ سنہ ۱۳۲۹ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون - اور آپ مشرف جنگ خطاب سے سرفراز ہوئے تہے

من اشعارہ الہندی

بہے جب آنسوؤن کے ساتہ لخت دل ہوا بیتاب
غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے

کلیجے سیکڑون کہائے مین تیرے غم اسیر بہی
نہ بہرتی اُسکی نیت ہے نہ اُسکا پیٹ بہرتا ہے

ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید
کوئی در پردہ اُس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے

نکل آتا ہے جب مذکور اُنکی سرد مہری کا
تو بیمار محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے

زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اُسکی
ٹہکانا کچہ نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص - لالہ خوشحال چند نام - قوم کا یتہ سری باستت - ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت نسان طینت تھا۔ لالہ صاحب کے
کلام تازہ سے دلون کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے
آپنے سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے
سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری
چاہتے تھے۔ جہان کہین فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہوا اسکو صلح کے پانی سے بجھاتے
تھے۔ من کلامہ

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار	قالبم گوئی زخاک کوے ایشان ریختند
ہر کجا گل چہرگان وا دند ترتیب چمن	نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا
ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت
و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار
تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے
تھے۔ آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین اس محنت سراے سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے — نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہین نقشبندی مشرب

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحب دل تھے۔ جامع علوم
و فنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت و ارشاد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ
حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر
غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا
علیہ السلام کے ہاتہہ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتبخانہ سے ہمدست ہوا تھا
وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال
یعنی سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ
کے صاحبزادے میان محمد نے اسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف و التالیف تھے کئی رسائل
آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بہبو کا و قصہ پریم لوکا بزبان
ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد مین فارسی کلام بہی صاف و شیرین ہے۔ آپکا
انتقال سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما	گنج باد آورد شد این آہ ما
اندکی گر قد کشد خواہید دید	آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش	شکر للہ گشت خاطر خواہ ما
ولہ	
آنچنان دل یگانۂ یار است	کہ دل از لفظ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد	ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان
اینچہ کم حسن وانچہ بسیار ست

درنگاہ تو شیشہ است و پری
درنگاہم ہمہ پریزار است

دل ما بر چشم و گردش چشم
این چہ کفر ست واین چہ زنار است

صبحِ محشر بخواب نو شین است
درسحر ہر کہ چشم بیدار ست

ہمچو من عشق باز و تو معشوق
این چہ آئینہ واین چہ دیدار ست

ولہ

تا خط ندمیدہ ست بود حسن و ادا ہیچ
اسلام بجز دوستی آلِ عبا ہیچ

بیجلوۂ رخسار تو اے جانِ گلستان
گل ہیچ چمن ہیچ نوا ہیچ صبا ہیچ

معنی توحید بروبیت نگشاید
سجادہ و تسبیح و مصلّی وردا ہیچ

ولہ

یار میرفت و گریہ می کردم
چشم وروییم تمام آنسو بود

ولہ

بکثرت گرچہ رودارم ولیکن وحدت آئینم
زوسعت مشربیہا بردعائے جملہ آئینم

تجرد مشربیہا آنقدر دارد سبکروحم
کہ گردر خاطر خود بگذرم ناگاہ سنگینم

تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستہ الفت
نگاہش حاصلِ دنیا ادا سرمایۂ دینم

دعائے اہل عصیان درگرو دارد اجابتہا
چہ باشد گرباہ عاصیان تضمینم

بزاہد ہمسری دارم برہمن را نیاز آرم
مسلمان کردہ عشقم نہ با آنم نہ با اینم

خداوندا بمن ہم شور محشر درمیان باشد
غلام آل طٰہٰ بندۂ اولاد یاسینم

بیا فضلی تماشا کن بہار بیدلیہا را
چو شاخِ گل بیکرنگی برنگ شعلہ رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دور نکر
حسن کا عطر مجکو لینا ہے

دو بہوان دیکہہ کر کہا مین یون
دو گہڑی رات دنین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین
مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے

ولہ

جبتلک تہی جنس گہر مین ہیچ کہاتا تہا فقیر
اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر ہیچون خدا

ولہ

طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا
کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

ولہ

اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل
چاہ تیری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص ۔ المعروف بلا رازی ۔ آپکا اصلی وطن رے ہے ۔ علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا ۔ ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا ۔ سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا ۔ خوش اخلاق و اشفاق تہا ۔ شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین ۔ اور بہت سے صلے پائے ۔ بمصداق ۔ قرار برکف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا ۔ ذخیرہ نہین کرتا تہا ۔ آخر ایران سے احمد نگر مین آیا ۔ شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی ۔ تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہو گیا ۔ بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا ۔ پہر وہان سے حیدر آباد گولکنڈہ آیا ۔ یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا ۔ کئی ہزار ہون لیکر احمد نگر گیا ۔ پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی ۔

من اشعارہ الفارسی

رخت گل گل شد ازمی ترک سیر باغ و بستان کن
بگیر آئینہ در دست تماشائی گلستان کن

نمی گویم دلم را خون بکن یا جان بکاہ از غم
دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد دولت آن کن

ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی
ببین ابرہ ہر کہ ہشیار ست و راست غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسبًا فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو اظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجۂ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تہا - آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - یہہ واقعہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا - سنہ وفات دستیاب نہین ہوا - **من اشعارہ الفارسی**

دور از تو زیستن چہ بود آرزو مرا — دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

ولہ

عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد — کہ دارد پیش یوسف پیر کنعان بر زمین را

باشد ز فیض بوسۂ شکر دہان ما — شان عسل شکستۂ شان بیان ما

ولہ

در عشق او چو دانہ افشاندہ بر زمین — باشد امید سود قرین زیان ما

ولہ

ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا — عنان برق کجا و کف سحاب کجا

ولہ

ہر حباب بس بگرہ عنبر سارا بندد — گر فتد پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

ولہ

چشم پر خون مرا روز سیہ پیش آمد — لعل او تا ز مسی رنگ سیہ پوشی ریخت

ولہ

نگر ندامت پروانہ سوختن دارد — کہ شمع میگزد شعلہ بار بار انگشت

بعہدہ جلوۂ حسنت خط شعاع از رشک — زند بدیدہ خورشید نور بار انگشت

ولہ

چون فقیر کہ کند سلسلہ را دستاویز — شانہ گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدۂ اہل دول بین چہ قدر تاریک است — کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

ولہ

مالداران جہان ہر مست غفلت گشتہ اند — نقش دینار و درم اینجا طلسم خواب شد

ولہ

بہر نظارۂ خاک شہیدان کشیدہ سر — این گرد نیست کز رہ آنجور شد بلند

ولہ

ز خاکستر نشانہا بر تن ہندو تبے دیدم — ہجوم قمریان بر سرو موزون نست پنداری

ولہ

ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم — اگرچہ چون خار و خس بردم سوئے آن شعلہ خود ستے

سبوئے ہر چہ بخشد دستیاری ناشنا ور را — ز سیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن روز و دل صد چاک عاشق را	بود تا ز نگاہش راچو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہین آپ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین مدراس مین پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام اودگیر مین جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کین پہر آپ مدراس مین آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی سے علوم معقول و منقول مین سند حاصل کی - پس فارسی و عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تہے - چند روز کی مداومت مین اُستادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی و خوش فکری مین مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتہہ آراستہ کرتے تہے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تہی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تہے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تہے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ اُستادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام مین مصروف رہتے تہے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین مدراس سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے - مہاراجہ چندولال مدار المہام کے دربار مین باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر کے خدمت مدرسی عطا کی - آپ حیدر آباد مین کمال خوشی و خرمی کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے - اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے - آخر آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را ۔ برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را

ولہ
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا ۔ یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

ولہ
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد ۔ کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را

ولہ
در گلو رشتۂ زنار فگندیم ز رشک ۔ رام با این نشد از نا بت بیگانۂ ما

ولہ
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم ۔ بلے بموسم باران شود نہان مہتاب

ولہ
نشاء خوش میدہد در موسم پیری شراب ۔ خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب

ولہ
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار ۔ کرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب

ولہ
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی ۔ دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب

ولہ
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست ۔ ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا ست

ولہ
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم ۔ دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت

ولہ
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد ۔ چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت

ولہ
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گرد باد ۔ ہر کہ در رقصت ہلاک و در دامان میشود

ولہ
سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق ۔ آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

ولہ
مظہر رحمت حق جرم سیہ کاران است ۔ سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو امیست کہ از بالِ نگاہ	وله	طائر مرو نکم سوئے تو دارد پرواز
ہستیم بافنا ہم آغوش است	وله	رمز این نکتہ بر شرار بنویس
کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیہا	وله	کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
زور و عشق او یارب کتابے در بغل دارم	وله	کہ آہ من بود چون مد بسم اللہ عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے	وله	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائے زرافشان چہرۂ او کردہ ایم	وله	پنجۂ مژگانِ ما از اشک شد اختر بکف
زخم من چون ماہ نو دارد سر بالیدگی	وله	خوردہ ام از یاد ابروئے کسے شمشیر شوق
ماجرائے بردلِ زارم گذشت از آب اشک	وله	مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک
بسان آبلہ در ہر قدم بکوچہ یار	وله	نہادہ چشم برہ زار زار گریہ کنم
در دست خویش دارد داغ عذار من	وله	این مہر نام تست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم	وله	بیعتے کردم بحمد اللہ با دست سبو
طبع نازک سخن سخت کجا بردارد	وله	حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر	وله	بہم آوردن مژگانِ من شد دست افسری

فرحت۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص۔ محمد صبغۃ اللہ نام۔ آپ محمد جعفر قوم ناعطا کے فرزند ہین۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی۔ نشو و نما بھی وہان کی آب و ہوا مین ہوا سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا شعر گوئی

و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تھا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تھا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تھا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تھا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تھا۔ معاصرین بھی آپ کے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تھے اگر اعتراض صحیح ہوتا تھا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تھا سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے ملازمین کے زمرہ مین بھی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاساً سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل بر تن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیرہن مرا
آب و نان روشندلان از سنگ پیدا مے کنند	وله	گشت از آئینۂ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف ما زغم آن عارض تابان	وله	در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام	وله	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من	وله	لشکر کشید شب پے شبخونِ آفتاب
کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست		زین راہ شبنم آمدہ مقرونِ آفتاب
چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	وله	میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش	وله	شمع با چرب زبانی کہ خموش است ہمہ شب
نا بد بکف چو رشتۂ عشق ز دست رفت	وله	رنگ رخ پریدہ کسے را نشکار نیست
قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت	وله	مہر زد آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لالہ زمرہم منت	ولہ	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
ازنگہ مہر او شاد بود جان صبح	ولہ	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع زرخ بباغ چو آن نازنین کشد	ولہ	خنجر زخار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	ولہ	میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
درگلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان	ولہ	فرحت نیافتم بگفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم	ولہ	نشنید بردلم گردیکہ بنجیزد ز دامانش
کم نگردد عزّت پاکان ز آسیب جہان	ولہ	آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است	ولہ	برندگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل	ولہ	میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر	ولہ	وا دیم ربط دیدہ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو	ولہ	نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بخون غلطم زحسرت دیگرے پائے تو گر بوسد	ولہ	شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان ۔ اشرف علیخان

فغان تخلص ۔ اشرف علیخان نام ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہین ۔ کبھی کبھی فارسی مین بھی کلام موزون فرماتے ہین انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہین ۔ اہل مناصب کے زمرہ مین منصب مناسب سے سرفراز تھے ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے ۱۱۹۵ھ ہجری تک زندہ تھے ۔ وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چہ چارہ کنم		کو گریبان کہ پارہ پارہ کنم
قاصدا یا چہ دیدہ می آئی	ولہ	کہ گریبان دریدہ می آئی
دست را کے دراز کردم من		کہ تو دامن کشیدہ می آئی
ز تیغش نیم بسمل ماندی ایدل	ولہ	تو شاید اضطرابے کردہ باشی
چون نظر می کنم بخندۂ خویش	ولہ	گریہ بے اختیار می آید
اے ہم نفسان زما مرنجید	ولہ	مہمان دو روزۂ شمائیم
گر نہ نالم چون کنم ای آشنای دیگران	ولہ	قہرت برای جان ما مہرت برائے دیگران
اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف است	ولہ	داوۂ انچہ بپرویزہ بفرہاد دیدہ

فتوت ۔ خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص ۔ خواجہ عنایت اللہ نام ۔ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابوالبرکات خان عشرت کے برادر ۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے ۔ مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے ۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے ۔ اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق ۔ آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ۔ آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرہ پاتے ہین ۔ مشاعرہ مین آپکے اشعار پر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلامہ آپ صیغۂ منصب مین ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ١١٩٥ ہجری تک زندہ تھے ۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل بیا واختلاط آلست و دیرینہ سوخت

وله

زضعف طاقت از خود کے رسم با گرد جولانش — مگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

وله

کرامات نگاہ ست او ز چشم خود دیدم — ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہید انش

وله

وارستگی نمود مرا تا فراغ پا — بر عرش می نہم ز علوی دماغ ما

وله

مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند — غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین — مرا تنگ ہے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

کیا رہا دیدار و دانے دشت مین جانیکا لطف — لیگیا مجنون اپنے ساتھہ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گروہ زرہ پوش اُٹھے — دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اُٹھے

یہان تلک مجھ سے ہے فرہاد کو ربط قلبی — دمبدم نالہ مرے دل سے ہم آغوش اُٹھے

دور مین اُس ساقی کیفی کے می نوشتو نہین ہم — مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوشتو نہین ہم

یہہ سبکو ہی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بردوشتو نہین ہم

باغ مین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشتو نہین ہم

تجھہ نگہ کے دہاک سے پانی ہو جو نہین چھپے — اے ستمگر جالے ہین ابرے پوشتو نہین ہم

اُس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین — دانۂ اشک مرا جون گل مرجان ہوے

تاک در از لف کے لٹ جان فتوت کہو لو — کیا بجا ہوئے جو یہہ شام غریبان ہوے

فیروز ۔ ملا فیروز

فیروز تخلص ۔ ملا فیروز نام ۔ آپ ملا کاوس آتش پرست کے فرزند ہین ۔ آپکا مولد و منشا دارالامارہ بمبئی ہے ۔ آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین ۔ ملا کاوس عالم فاضل و شاعر کامل تھا ۔ متعدد زبانین جانتا تھا ۔ فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ ۔ عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا ۔ حضور کے دربار مین باریاب ہوا ۔ تحائف و نذرانہ پیش کیا ۔ حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا ۔ اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم اداکرنیکا حکم فرمایا ۔ عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی ۔ پہچھی نراین شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکھہ کے بھیجے ۔ ملانے بھی سوالات کے جوابات نظم مین دئے ۔ ملا و شفیق باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تھا ۔ یکایک خوشی و معاشرت کے عہد مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا ۔ احباب کو سخت افسوس ہوا ۔ ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد سے ختم کی تہین عالم شباب کا آغاز تھا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے ۔ چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا ۔ اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی ۔ اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تھے انکو تلاش کیا اور اُنسے ملا ۔ ان کے ساتھہ حسن سلوک کیا ۔ جو مفلس و نادار تھے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا ۔ ملا کے برادران قوم نے اُسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ مُلّا نے یہان آکے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتد بہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کردیا فی زماننا اسکا مدرسہ وکتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ وکتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم ومحسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین وتعریف کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمہ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون **حوھذہ**

جو ہلکِ سوئے پو نہ شد رہگرا	وله	کہ در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سینہ یہ	وله	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
بپو نا ہیا درو فوج و سپاہ	وله	بآہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کشش اندر جہان کس شمار	وله	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	وله	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	وله	ستو ہیدہ گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار وزان سو یکے	وله	نکردند آرزم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ ردہ	وله	پیادہ پس پیل صف برزدہ
بہ پشت پیادہ سواران کین	وله	بجنتہ ز سم سواران زمین
جہان گرشد از بانگ آوائے کوس	وله	ز گرد سواران ہوا آبنوس
بتاریکئے گرد تیغ یلان	وله	درخشندہ چون برق بر آسمان
نم خون بماہی ز دشت نبرد	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض۔ میر شمس الدین محمد

فیض تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ آپ درس وتدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا تولد حیدرآباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم وتربیت پائی۔ آپکی والد ماجد بھی موروثی منصب پر ممتاز تھے۔ اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا۔ اُسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بلدہ ایلچپور برار مین مع عیال واطفال گئے۔ وہان آٹھہ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کردیا فقیر مولف کا بھی مولد ومنشا برار ہے۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے۔ مجھے اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا۔ فقیر ہونیکی نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنا دیا ۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر ہے آپکا نشو و نما یہین کی آب و ہوا
مین ہوا ۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا ۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے ۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت و جولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تہی ۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے ۔ آپ کی
طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تہی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے
تہے کہ اسوقت کے بڑے بڑے استاذی استعداد دیکہکر حیران ہوتے تہے ۔ اور کہتے تہے
کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کہلائیگا ۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تہا ۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تہا ۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تہے ۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے ۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکہنے لگے ۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تہا
؎ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور روسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے ۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تہا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بہی ہوا تہا اور آپکے فرزند بہی مناصب
مناسب پر ممتاز تہے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے نمونۂ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے ۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ
و شایستہ ہے ۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک
کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان
ہے ۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تہے ۔ آپ اہل زبان مین
سرمو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تہے مشاعرہ
مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تہے ۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت
نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تہی ۔ تلامذہ اور
اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکہتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجہتے ہین ۔ جناب حکیم
مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا
حق استادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیرا ۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تہے
ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے
ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکہیے ۔ آپنے بغیر تامل اسوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے
مری گردن کے دیکہیے ۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے
ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت ؞ اور لکہا کہ یہہ تاریخی
مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلا جواب بہیجیے
آپنے اسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب
کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسرشان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور
جملہ موصوف نہین ہوتا ہے ۔ مقام وصل کا خواہان ۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر
اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک و درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علام مصطفی متخلص بہ سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف مین رحمۃ ونعمت کا لفظ بعض مقام مین بتائے مدورہ اور بعض مقام مین بتائے دراز سے آتا ہے جیسے نعمۃ اللہ ورحمۃ اللہ۔ نعمت ربک رحمت ربک ۔ آپنے اسیوقت فرمایا چونکہ رحمت ونعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے ۔ شان ایزدی نے کہ وہ منّان ومنعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت ورحمت کو کوتاہ اور کم کرے کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہین ۔ اسلئے مع اضافت اللہ تاء دراز و بغیر اضافہ تائے مدورہ لکہا جاتا ہے ۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے ۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین ۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام ۔ مرد با خدا بود راجہ چندو لعل
۱۲ ۶۲

تاریخ بنائے مسجد عبد الشکور . . . . ہست بیت المقدس این مسجد
۱۲۶۵

تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر . . . . شد باوقار اقبالمند
۱۲ ۸۳

تاریخ جلوس اعلحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی
۱۲ ۴۳

آپ خوش اخلاق وخوش اشفاق تھے ۔ پاکیزہ سیرت وپسندیدہ صورت ۔ صاحب مروت وسخاوت ۔ صوفی المشرب صافی المذہب ۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے مالک تھے ۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج وزندہ دل تھے ۔ ضعیف تھے مگر دل مین جوانی کا جوش ۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھہ بچے تھے ہر ایک کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید ہوتے تھے ۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا ۔ اُسی پر امرا وغربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقرا وکملا کے خواہان تھے ۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ ابھی شیر کی شکل مین جلوہ دکھاتا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون ۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل ونورانی ہیئت مین جلوہ فرمائے ۔ شاہ صاحب سُم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم ۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین ۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا ۔ آپنے اسوقت فرمایا ۔ ع آنکہ بنائے نمود وجود تست یہہ بزرگ بھی شرمندہ ہوئے ۔

آپ خوش اعتقاد وسنی المذہب تھے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی ۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد وحسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تھے آخر آپ سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکھی ۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔

ع احیدرآباد سے بس گیا فیض ۔ جناب فیض واصل حق ۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے ۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان ۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق وفائق تہے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے ۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے ۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین ۔

آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے منجملہ ۔ طریق الفیض شرح عوامل ۔ شمس النحو ۔ شمس الصرف ۔ شمع منظومہ صرف ۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ ۔ شرح کلمۃ الحق ۔ شرح میر شمس الدین عروض و قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت ۔ خزانۃ الامثال و اصطلاحات لغات اردو ۔ جدول نصف النہار فیض جاری مطبوع ۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا ۔ من اشعارہ الفارسی

جایش بجز خانقاہ و بہ میخانہ جائے ما — تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم — اینست در شریعت ما اتقائے ما

ولہ

ناوک عشق از کمان دیگر است — مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست — یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو — سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا — بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تہا دین مرا ہوگیا — بت ہی نصیبون سے خدا ہوگیا
کیسی دوا مجکو مسیحانے دی — درد محبت کا سوا ہوگیا
موت کدہر آتی ہے دیوانی ہے — فیض تو پہلے ہی فنا ہوگیا

ولہ

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کر انصاف — ادہر سے مین نکل آیا اُدہر سے تو آیا
اڑائین جیب کی لاکھون ہی دھجیان مین نے — مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا

ولہ

نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین — جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا دیت کا نکر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص ۔ شیخ احمد نام ۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے ۔ تحفۃ الشعراء کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا ۔ فارسی و عربی مین مستعد طالب علم تہا شعرگوئی کا فریفتہ تہا ۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا ۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا ۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہا تقریباً سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

دست در دامان یار نازنین داریم ما — چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

ولہ

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد

ولہ

ناز گلزار عدم خندہ فروشم کردند — ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند
دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ۔ آقا میرزا قاسم علی نام ۔ رشتی الاصل والنسل ہین ۔ جامع العلوم والفنون تہے ۔ فارسی انشا پردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے ۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق میں استاد و ثانی میر عماد تھے۔
آپ اکثر اوقات درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد میں اکثر امرازادے آپکے
حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک مدار المہام اول کو بھی آپ سے تلمذ تھا۔ آپ خوش اخلاق
و صوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب میں ملازم تھے۔ شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہیں ہے آپکے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہیں ہوا تھا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول ۱۳۰۲ سنہ ہجری میں دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن استرآبادی کے دائرہ میں
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہیں بمصداق الولد سر لابیہ باپ کے قدم بقدم
ہیں۔ شاعری اور تاریخ گوئی میں مہارت کامل رکھتے ہیں عربی و فارسی میں اچھی استعداد و خوشنویسی آپکی میراث
ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہیں فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ
آصفیہ میں ملازم ہیں۔ **من اشعار صاحب ترجمہ**

دردا کہ علاج من ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت۔ میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم و خاندان
امام ہشتم سے ہیں۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس میں تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰ سنہ ہجری میں ہوی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم میں مشغول ہوا۔ کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ میں فارغ ہوکے عالم شباب کے شروع میں اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہوکے

دار السلطنت اصفہان میں آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس میں شریک
رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجہ کمال کو پہنچا ۱۰۸۲ سنہ ہجری میں ہندوستان
میں رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند میں عالمگیر حکمرانی کرتا تھا۔ بادشاہ کی ملازمت میں
مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا
اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بنا کے
سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم
بن امیر الامرائے شایستہ خان اور میرزا میں باہم موافقت نہیں ہوئی۔ بزرگ امید خان
اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تھا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکھتا تھا۔ اور میرزا صاحب
بھی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری میں سر نہیں جھکاتا
تھا دونون کی نااتفاقی سے انتظام میں خلل واقع ہوتا تھا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو
معلوم ہوئی میرزا کو حضور میں طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور میں آیا ۱۰۹۹ سنہ ہجری میں
موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن
و نیز اسی منصب سے سرفراز ہوئے تب میرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد
سے ایک رباعی موزون کرکے بھیجی **ہو ہذہ**

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار میرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پھر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر رہا۔ دو برس تک دیوانی دکن
کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن میں فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ سنہ ہجری میں واقع ہوا
کلمات الشعرا میں سرخوش لکھتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم میں

مبتلا ہوئے میاں ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ میں لکھے ایک موافق تخلص ثانی دومی موافق خطاب خانی ہو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف		ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست	ولہ	معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی و انشا پردازی میں بے نظیر تھا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہیں کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند میں نہیں آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی و جادت طبع و خوردہ بینی میں ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات میں رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بہاغ فضیلتم　　　طبع مرا بزمزمۂ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ میں علم معقولات و تحقیق میں ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف میں مجھہ سے آگے نہیں بڑہ سکتا ہے لیکن جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ میں عاجز ہوتا ہوں۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات میں پڑہتا ہوں کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق میں فانی ہوتے ہیں میں بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہیں پاتا ہوں۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہیں۔ سمجھہ میں نہیں آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہیں اور میں فانی نہیں ہوتا ہون مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل میں فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر میں موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تہے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب خانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ ھذہ من بوارق طبعہ

شدم خاک و ہنوز از عشق او آتش بجان دارم		در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم
صد راہ معصیت باشد پریشانی مرا	ولہ	داشت عریانی نگہ ز آلودہ دامانی مرا
شمیمہ غنچہ پریشان کند دماغ مرا		بود فتیلۂ خود آستین چراغ مرا
کار ما پیوستہ در بند از کشاد ناخن است		عقدۂ ہمچو گوہر خانہ زاد ناخن است
ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست		چون بوئے گل چیدہ ہم سفر ماست
عیب صاحب ہنران جوش تنک ظرفیہاست		آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست
چو سوز عشق را کامل کنی عیب ہنر گردد		شود یاقوت ہر سنگے کہ لبریز شرر گردد
عاجز شد از رفاقت ما رہنمون ما		استادہ آب تیغ و روانست خون ما
بحر و کان را نارسا افتادہ استعداد فیض		گوہر آب دیدہ و یاقوت خون دل نشد
شوقش ببرقع از دل بیتاب کم نشد		این مہ گرفت و شوخی مہتاب کم نشد
ندارد آفتے چون غنچہ از صرصر چراغ من		برنگ لالہ در آغوش ناخن خفتہ داغ من
آتشم در تہ پا بود و لے ہمچو سپند		کام اول نفسم سوخت ازین راہ مپرس
مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست		ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است
تن سیہ مست غرور از بادۂ خود پروریست		شیشہ تا موج شکستن میزند بال پریست
عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند		حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست
ذوق عشق آئینہ دار راز دلہا می شود		چون بخود بالد خموشی نالہ پیدا می شود
حسن سعی کوہکن از نقش شیرین ظاہر است		کار چون نیکو بود کار فرما مے شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد — جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سدّ راہ شد
حیرتم برقع کشائی شاہد مقصود گشت — عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون غمش در پردۂ ناموسی — پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم — کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے۔ آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے۔ آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر سیاحت کرتے ہوے سندھ و ہند مین آئے۔ قصبہ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کرلی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کرلی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلی خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب و تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدویون سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی و مہدوی ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کی - خدا تعالی نے کثرت اولاد عطا کی - اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے - فیضی ۹۵۳ھ ہجری مین پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت مین تعلیم شروع کی - عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا - درجہ کمال کو پہنچا - لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے مصائب مین مبتلا رہا - جب ۹۷۴ھ ہجری مین فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ مین مصروف ہوئے تب حاسدین نے اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک دہریہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیئے بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کردیا - پس شیخ بامر لاچاری مع فرزندان فیضی و ابو الفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک اِدھر اُدھر پوشیدہ ہوتے رہے اور مُلّایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے کامل دینا چاہیئے چوطرف جاسوس تلاش مین سرگرم ہوئے - آخر ۹۷۴ھ ہجری مین فیضی دربار اکبری مین باریاب ہوا - بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا - فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدۂ طویل مین لکھا ہے - **من اشعارہ**

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی — رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
مبشران سعادت ندا کنان کہ بخوان — نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابو الفضل نے آئین اکبری مین مذکور کیا ہے - فقیر مولف طوالت کیوجہ سے صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے - ان کنت شائقًا فارجع الیہ -

پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا - فیضی عالم فاضل طبیب حاذق فلسفی مزاج - شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہین کرتا تھا - افادہ عام کے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی ۹۹۰ سنہ ہجری مین بادشاہ نے آگرہ ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ سنہ ہجری مین جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ تب فیضی کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور ۹۹۶ سنہ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔ اور ۹۹۷ سنہ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر ۔ کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ سنہ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا۔ حکام دکن مثلاً راجے علیخان فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمدنگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرماکے بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ اُس نے سفارت کا کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجے علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے برہان پور مین دربار منعقد کیا۔ تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجے علیخان پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجے علیخان نے فرمان کو سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجالایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجالایا۔ پہر برہانپور سے احمدنگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہہ کے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ رستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بہی حالات اور نقلین و حکایتین بہی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکہا کہ مین یہان دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش محضر و نیک سیرت ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین اور دونون کے قصائد و غزلین بہی بہیجین۔ آخر ۱۰۰۱ سنہ ہجری مین سفارت کے کام سے فارغ ہوکے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ ۱۰۰۳ سنہ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکہا جائے۔ چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کردیا۔ اُس مین چار ہزار شعر ہین چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر نایاب	کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوشخط لکہواکے کتبخانہ مین رکہین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑہ کر سنایا کرے۔ موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکہی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہوچکا ہے۔ پہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بہی مطبوع ہوچکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکہے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین ۱۰۰۲ سنہ ہجری مین تمام ہوئی۔ ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حروف شمار کئے جائین تو ۱۰۰۲ سنہ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیان لکہین۔ حاسدین رشک سے کہتے تہے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہین لکہی۔ فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

که خود کلمهٔ توحید لا اله الا الله محمد رسول الله از سر تا پا غیر منقوط ہے۔

صاحب دیوان ہے۔ دیوان مین تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہین دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب مین ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرةً راغب تہا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہین لی جو کچھہ کہتا تہا زور طبیعت سے واقع ہوتا تہا اہل زبان کے ساتہہ آمیزش و اختلاط رکہنے سے کلام مین اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی مین فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار مین صنایع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی مین عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہین معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکہتا تہا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بہی جاری رکہتا تہا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتہ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے ؎

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت	در دیده ام خلیده و در دل نشسته

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح مین لکھکے بہیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فکند بر نظم امور مرہ پر تو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زبان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی	وگر من سنجرم آستان او مجیر من
کہ ہم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی	کہ درین خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند با قرب درش نعم النعیم دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تہا۔ آخر مین فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

زین پیش که سکۂ سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون که شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے هو هذه

منم فیضی که در میدان معنی	چو من چابک سوارے تیز تگ نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز	بجائے مردم ناپاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار	که در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری۔ اسمین لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام که سگان را قلادہ می بندی	چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ	کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا و الا فیضی ایسی غلطی کبہی نہین کریگا۔ گلرعنا کے مولف نے

لکہا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکہا کہ فیضی کے پیچہے چند کتّے پہر رہے ہین۔ عرفی نے پوچہا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب مین کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تہا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتّے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونون روایت مین معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونون قول باہم متعارض ہون تو ساقط ہوتے ہین ایک بہی عتبار کے لائق نہین ہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی جاسدین نے اس قسم کی نقلین فیضی کی اہانت و ذلت کے لئے بنا کے مشہور کئے ہون گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تہا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تہا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تہا۔ ہر ایک کے ساتہہ جہانتک ممکن ہوتا تہا ہمدردی و مساعدت کرتا تہا۔ فیاض سخی دل تہا غربا دوست مہمان نواز تہا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تہا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تہا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند مین آتے تہے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تہے۔ مہمان کی خاطرداری و مدارات مین حسن سلوک کرتا تہا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ مین پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تہا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تہا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بہیجتا تہا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرادئے تہے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو برے الفاظ کے ساتہہ یاد کرتا تہا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتہہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کر کے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سنہ ہجری مین احمد نگر سے بادشاہ کو ایک خط لکہا۔ اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکہی کہ ان کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کر کے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہو کے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکہو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال کہتا تہا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تہا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو مکابرہ سمجہتا تہا نہ اسے شیعہ سے کام تہا نہ سنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تہا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تہا۔ جو یہہ کہتے تہے اکبر تسلیم کرتا تہا بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تہا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جرم مین قتل ہو چکے تہے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر مین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچہہ نہین سمجہتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکہی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید — تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض عاید حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ ہند کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابو الفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجالائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابو الفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانہ علم کو تغسیل

و تکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن کئے۔

من اشعارہ الفارسی

گریہ اینچنین شود چشم تو برہلاک ما — از پس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما
در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان — روح قدس ببین کہ شد واسطۂ ہلاک ما
وله: خال مناکشتہ آن نرگس مستانہ را — کس نیند از و بہ پیش مرغ بسمل دانہ را
وله: آزاد دلان در خم امید نمانند — مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را
وله: گر بدانی قدرے لذت یکتائی را — بدو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را
وله: ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے — کہ سر کردہ قدم بادیہ پیمائی را
وله: بروائے محتشم از مجلس رندان کاینجا — سر خاقان شکنند کاسۂ فغفور امشب
وله: کدام ساقی بدمست گرم خونریز است — کہ بوئے مے بدماغم ز بوی خون کم نیست
وله: امشب وداع یار ز مرگم علامت است — شام وداع نیست کہ صبح قیامت است
وله: دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست — از کباب ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است
وله: دل خوبان شہر مائل تست — سنگ آہن ربا مگر دل تست
وله: خاک ہستی ہمہ برباد فنا رفت ببین — آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست
وله: خاکبیزان رہ فقر بجائے نروند — گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند
وله: وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود — یکبار شد میسر و دیگر نمی شود
وله: اے سنگ تراش دل ترا یاد کند — وز سنگدلیہائے تو فریاد کند
وله: رویت افروخت از عتاب امروز — طرفہ گرم است آفتاب امروز
وله: وقت است کز خرابۂ دنیا برون رویم — زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

ہوس از قید دلہا در کمند عنبرین مویان	وله	کہ می بینم سلیمانہا بزیر پر پریان
شرط ست جان بیاد رخ یار باختن	وله	شطرنج غائبانہ بدلدار باختن
خواہی من دیوانہ را شیرین شو و شور جنون		سنگ ستم تنہا بزن دشنام ہم چندے بدہ
تواے پروانہ این گرمی ز شمع محفلے داری		چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری
شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نالی		بحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ما نقش و رنگ بوئے		پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئے

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے۔ صاحب استعداد ذکی الطبع تھا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تھا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۱۰۶ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تھی۔ اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے ہین ھو ھذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد		نو اخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد		اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بھی ہے۔ معنیً بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تھوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد		مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو مے گنجید		تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے۔ اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ق

قربی - سید شاہ ابو الحسن

قربی تخلص - سید ابو الحسن نام۔ آپ سید عبد اللطیف نقوی کے صاحبزادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھ سال ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا۔ اور سکونت پذیر ہوا۔ محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور محمد ساقی سے کتب صرف و نحو کی سند حاصل کی۔ کمتر مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہو گیا۔ اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا۔ کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا۔ اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے۔ اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف کی طرف تھا۔ جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھہ اشعار مین درج کرتے تھے۔ آپنے اولاً حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن فرمایا۔ ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشغال مین مشغول ہوئے۔ پھر آپنے حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل کی۔ اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلبائے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص رازِ انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائیدار سے بہشت بریں کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۱۸۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکہتے تہے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تہی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش
قرعۂ کوشش عرشیان گردید
با نہانش عیان نکردہ ظہور
از پئے واردان شہر غیب
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل
در حریم بقا بشاہد قدس
بود جان جہان ازین معنی
فکر تاریخ رحلتش کردم

چمن دین چو باغ خلد شگفت
آن گہرہا کہ در معارف سفت
با عیانش نہان نماندہ نہفت
خس و خاشاک غیر از دل رفت
تا شود با جہان مطلق جفت
روش بر دوش شاد و خندان خفت
از سفر کردنش جہان آشفت
غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

ای آہ برق سیرم بگذز زہرہ کردی
ز زلف او پس از چندین شب تار
قرب چشم آہ با نالہ روان شد
نیست فوارہ اے پری پیکر

از حال دل خبر دہ یکبار جان ما را
بدست خویش تارے دارم امشب
رسم است کہ ہر قافلہ بے جرسی نیست
آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین۔ خواجہ کی نسب کا سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے۔ کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکہہ کے وہان فروکش ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکہا اہل کشمیر آپسے حسن عقیدت رکہتے تہے۔ امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل رکہتا تہا۔ ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تہا۔ خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا۔ امیر خان نے مرشدزادے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجہہ کے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ خلعت دیوانی و خطاب خانی حضور سے سرفراز ہوا۔ مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتہہ انجام دیکر امیر خان کے ہنگامہ مین شہید ہوئے۔ آپکی تعمیرات سے کابل کا پل و سرا مسجد ہے۔ عبد الغفور کے فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین امیر الامرا حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے۔ آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد خان قدر صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے۔ آپکی رحلت کے بعد نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا ۱۱۹۲ھ ہجری تک دیوانی پر مامور تہے

انتہی کلامہ - آپ طبع سلیم وذہن مستقیم سے موصوف تہے - کلام وخط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تہے - خوش مذہب خوب مشرب تہے - سراپا اخلاق واشفاق تہے اعزہ واحبا کے ساتہہ حسن اخلاق سے ملتے تہے - فرحت وعشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہش	ولہ	دُرِ غلطان اشکبار من است
زنبیرہ چو ماغریبان شود مشبک گرنہ ہر شب	ولہ	فلک را انجم زرہ نپوشد قمر زہالہ سپر نہند
ماہ نو با کمال آرائش	ولہ	نعل شبرنگ خوش خرام تو باد
من زشادی چو عید میدانم	ولہ	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ وزاری ٭	ر	کوہ وصحرا بکار می آید

من اشعارہ الهندی

مو شگافی خوب نین اے شانہ اس زلف کی	ولہ	بال سے باریک ہے یہ بات کاکل کی قسم
پیتا ہے بسکہ بو ہو ہر شب یہ بلبلون کا	ولہ	دہوتی ہے شبنم آکر صبح وئے غنچہ
کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے	ولہ	ہات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا روہن
ساقی گیا ہے روٹہہ کے ہم سے ہزار حیف	ولہ	آئی ہے کیون تو وہوم سے اکبے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	ولہ	رکہتا ہے کس قفس مین یہہ صیاد دیکہنا
شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا
آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچہ آہ کسو کی	ر	دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر	ر	غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

مہر داغون کی ہوسی ہے دیکہہ لے اے بیوفا	ولہ	عشق کے دفتر سے رکہتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دو وا کے لئے	ولہ	ہنہ برسنے سے نہین سبز ہے برنگ صحرا

قدرت - محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص - محمد قدرت اللہ خان نام - آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین - آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار مین لکہا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے - ہند کے شہرون مین پہرتے پہرتے بلدہ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے - پہر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبۂ گوپامو مین پہنچے - قصبہ کو وطن بنا لیا - اور وہان کے شرفا ومعززین سے موافقت پیدا کی - آرام سے زندگی بسر کرنے لگے - اور حکام نے صاحب فضیلت وذی لیاقت دیکہہ کے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا - اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی - ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی - آپ ما نہ عقل وشعور مین تحصیل علوم وفنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہون گا کسی سررشتہ مین نوکری نہین کرونگا - پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو وصرف تمام پڑہین - اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی وشیخ بدر عالم سے ختم کین - اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقدی حاصل کی - اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال واذکار کی

سندلی۔ ۱۲۲۷ھ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی ۱۲۳۲ھ ہجری مین نواب رضوان مآب کی خدمت مین باریاب ہو کے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتھہ کرتا رہا۔ پہر مشاعرہ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تہے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تہے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تہے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمیٰ بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھہ لکہا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۷ھ ہجری مین مطبوع ہو چکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا		وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا	وله	سزد ازین دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را	وله	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفایم مشرق انوار کرد	وله	فیض شاگردی رساند آخر باستادی مرا
طفل بدخوئیکہ بستم رشتہ الفت باو	وله	می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی	وله	آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت	وله	شد اشک ریز دیدہ پر خون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم شود تمام بیک نالہ چون سپند	وله	جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست
بر تہی دستان نظر بر اہل ہمت را بود	وله	سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث
دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب	وله	من گرفتم چو ازان لب نئے قلیان گستاخ
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید	وله	بیارم گوہر مقصد بکف در جوئیم آب آید
دل ستم زدہ در وصل یار می نالد	وله	چو بلبل کہ بفصل بہار می نالد
او کش سینہ بے کینہ ہدف کرد آخر	وله	نقد جانے کہ مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم بردہ سبق بر مجنون		زندہ دیوانہ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس		از دم سرد خود آئینہ کلف کرد آخر
دریا دو چشم مست تو اے نور دیدہا	وله	از دیدہ خون ناب چو صہبا گریستم
دل خستہ و آہ سرد دارم	وله	یکجان و ہزار درد دارم
پوشیدہ چسان کنم غم دل		چشم تر و رنگ زرد دارم
در کنج قفس خوشست باسیر گذرانم	وله	در کار تو اگر این مشت پر من
ساغر می شبانہ با کہ زدی	وله	بارخ لالہ رنگ آمدۂ
برنخیزی ز کوئے او قدرت		چقدر پابسنگ آمدۂ
بر نمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق	وله	کشتۂ تیغ نگاہ سرمہ دار کیستی
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی	وله	آشفتہ و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من		آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس۔ محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص۔ محمد صدیق نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر متقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نائک مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی و عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعرگوئی بھی شروع کی۔ کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی۔ چندمدت مین لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال و خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پیشکار رکہا تہا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ شائقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تہا اور نواب میر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین جان بحق ہوئے۔

من اشعارہٖ الھندی

کان کا ہلتا ہے دُرّ یون اُس بت مغرور کا
جسطرح جہولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا

جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پرنور کا
گود مین لیکر پری بیٹھی ہے بچہ حور کا

بسکہ طے کرنیکو مین راہ فنا آمادہ ہون
کاغذ گل خوردہ ہون سیماب آتش دادہ ہون

برہمن جو وہ سیمبر نہین ہے
اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے

بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر
کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے

ہستی سے عدم کو کوچ کرنا
اتنا تو بڑا سفر نہین ہے

وہان تیغ پہ ہاتھ رکہا
یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے

نالہ کر کرکے تہک گئے ہم
ہوتا اُسکو اثر نہین ہے

اے برق تجلئے جہان سوز
جی کا تو ہمین خطر نہین ہے

سودا ز لفون کا ہے اگر قیس
ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے

ولہ

کان مین کہدو کوئی شانے کے
سانپ ہین یہ ارے سر ہانیکے

حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم
پاؤن پوجے تمہارے آنیکے

مژہ تر مین دیکہیو اے برق
خار و خس اپنے آشیانیکے

کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے
یہی اسلوب ہین زمانیکے

قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ
صدقہ ہاتون کے اس ستانیکے

ولہ

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے
حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص۔ غلام ابراہیم خان۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ۔ سادات صحیح النسب سے ہین۔ آپکی ولادت دکن مین ہوئی۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین۔ خوش فہم و خوش فکر تھے۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم کہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی سنہ ۱۱۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے اوہونی مین خانہ نشین ہوا تہوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرا زادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر فروخت کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔

من اشعارہ الفارسی

اے خوش آندل کہ بدلدار مہری پیدا کرد
صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد

تا توزہ کردۂ از ناز کمان ابرو
بسملم بستم بال و پری پیدا کرد

جفائے او بدل ما ہمیشہ دمساز ست
بغیر سنگ کہ باشیشہ محرم راز است

کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت
این دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت

باین شوخی صبا گر قدرۂ فصل بہار آرد
گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب تھے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑہی۔ مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

من اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر نو بہار چشم ترا
کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد
چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

چو عندلیب نواز است نغمۂ ہستی
کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ ہیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور ہنگین پلی کے جاگیر دارون مین سے تہے آپکے بزرگون نے قدیم زمانہ مین کارنمایان کئے تہے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف مین فارسی عربی و ہندی مین عمدہ لیاقت رکہتے تہے۔ اور شعر گوئی مین یگانہ و بے مثل تہے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی و غیر طرحی لکہین اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے مدح مین کہے اور حضور مین پیش کئے۔ شہر مین آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بہی آپکو تقرف سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت مین حاضر رہتے تہے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تہے۔ فقرا دوست و غربا پرور تہے۔ امیر نامور و فیض گستر تہے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہین معلوم لگی کسکی جگر مین شمشیر — آج پہر لال ہے قاتل کی کمر مین شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر — ہے خم گوشۂ ابرو بہی اثر مین شمشیر
خلق کی سمت سے بہاگے ہے دل وحشت دوست — جادۂ شیر ہے آہو کی نظر مین شمشیر
یہ نہین ہے مہ نو قتل عزیزان کے لئے — چرخ دون پیشہ نے باندہی ہے کمر مین شمشیر

ولہ

کیون نہو اس چشم نازک کو گران بار نظر — کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
اس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا — دیکہنا آئینہ کا ہے جسکو بہی عار نظر
شب جو نقشہ چشم مین اس شعلہ رو کا پہر گیا — اب تلک جیون موئی آتش دیدہ ہے تار نظر

لگا دی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین — ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بہر اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوق نظارہ — کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا ہر اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ۔ دکنی الاصل ہے۔ سپاہی جری و بہادر تہا۔ ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کار نمایان کرکے نیک نام ہوتا تہا۔ اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تہا۔ بہادری و دلاوری مین تیز قدم و راسخ دم تہا۔ غنیم کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا۔ ہمت و جرات سے غنیم کو پس پا کر دیتا تہا۔ فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تہا اکبر بادشاہ کا معاصر تہا۔ علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تہا۔ فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا۔ فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتہہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تہا۔ موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا۔ آخر سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنان دل نگیرد — دلم گوئی بلا منزل نگیرد
دو انم اشک را ہر دم بکویش — مردم ز غم رخ نکویت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام۔ آپ فقرا دکن سے مین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے۔ آپکو شعر گوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق۔ فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اُس درجہ تہی کہ اہل زبان دیکہہ کے تعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ آپکا حافظہ تو غضب تہا اساتذہ سلف و خلف کے ہزار ہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر مراثی و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تہی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے متنفر و دور رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدر آباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر آنکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز دلہا تہے۔ آخر آپ اسی شہر مین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الہندی

بر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش دل و خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین سنہ [illegible] ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون در باغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب در چراغان روغن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص۔ میر کلان نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور مین شعر گوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر تاں فرخ آبادی کی خدمت مین اصلاح لیتا تہا خوش فکر و خوش مذاق تہا اکثر کلام ریختہ مین موزون کرتا تہا خوب کہتا تہا۔ جوان صالح و بااخلاق تہا۔ لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا۔ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ مین ملازم تہا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تہی تمہاری ہم سے	ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے
ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان بر اے سجن	کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد ماجد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے۔ مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تہے۔ مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تہی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا۔ شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تہا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۶۸ ہجری تک زندہ تہا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوا۔ مجہے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الھندی

نہو ییچو کبہی ساقی یہہ عالم بیجابی کا — چہو گا نا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا
ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیجابی کا — کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا
مجہے اسبات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے — مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا
یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا — چہنا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا
گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک دم جاکی جہک جہک — تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم وفضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر ومدارات کی اور اُسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہوگیا - سنہ ۱۰۳۳ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا - جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہر چہ ہمرنگ معشوق بود معشوق است — نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت
باکائنات کردم از ان دوستی کہ یار — در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبدالرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبدالرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

و مستعد طالب علم تہے - فارسی عربی مین لیاقت ومہارت کتتے تہے - آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تہی - اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تہے - آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے - آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تہے - آخر آپنے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی **من کلامہ**

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما — چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک بر سر ما
وله — زخضر عمر فزون ست عشق بازان را — اگر ز عمر شمارند روز ہجران را
وله — نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا — سپید شد برہت چشم انتظار مرا
وله — گرفتہ زخم دلم در دہن خدنگ ترا — بلذتی کہ مکد طفل شیر خوار انگشت
وله — نہ عینک است کہ بر دیدہ دارم از پیری — برائے خط جوانان دو چشم من چار ست
وله — گاہے بگوش زندہ دلان نغمۂ رسان — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
وله — اشک من طالب آن نرگس جادو باشد — ہمچو طفلی کہ دوان در پئے آہو باشد
وله — چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم — در گوشۂ خرد بہ از الست مسکنم
وله — بناز کشت جہانے بت ستمگر من — ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من
چون سایہ ہمرہم بہر سو روان شوی — باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی
ز زنجیری کہ عشق انداخت در پای من قمری — فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو ونما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھہ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابہی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوی تہی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ سنہ ۱۰۲۸ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔

طالب زہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد
	۱۰۲۵

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دلمین ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تہی چنانچہ کہتا ہے۔

زشوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رساندن پرفشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹہیرا۔ پہر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تہا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکہا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہوجاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا نکرتا۔ آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا۔ اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا۔ اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بہی کیا۔ قصیدہ کے اشعار مندرجۂ ذیل ہین هو هذہ

فلک قدر انمی پرسی کہ گردون	چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزرد بیمار غمی را	کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتم	رہے با اخترے چون شست دریا
بچنگ راہداران اوفتادیم	چہ گویم تا چہا کردند برما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان	ہمہ در گنج کاوے وہن دانا
یکے گوید کہ دزدانند باشند	بزندان چندگہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند	کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید	کہ شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند	اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلایم	نمی دانیم چارہ جز مدارا
ز بہر پاس ہندوہائے باتیغ	چو مو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ	چسان بے خواست آمد تا بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم	بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا۔ میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا۔ میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا۔ کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجہتا تہا۔ میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

بارياب ہو جائے - پس چند روز کے بعد مير جملہ و ديگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مين بارياب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا اور ۱۰۴۴ھ ہجری مين جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ايک کرور روپيہ خرچ کر کے تيار کرايا اور جشن نوروز کے دن اگرہ مين اُسپر جلوس فرمايا تب کليم نے تہنيت مين ايک قصيدہ لکہہ کے پيش کيا - قصيدہ کا مطلع يہہ ہے ع -

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال　　فشاندہ اند چہ گلہائے عيش بر سر سال

شاہجہان نے قصيدہ کے صلے مين کليم کو روپے کے وزن مين تلوايا - پانچہزار پانسو روپے وزن مين ہوئے يہ سب روپئے اُسکو دئے - کليم کے خطاب ملک الشعرائی سے شيدا وغيرہ رشک وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ طالبا کی ملک الشعرائی نہين ديکہی اور جہان سے چلے گئے - کليم حاسدين کے رشک و حسد کی کچہہ پروا نہين کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا - سير چشم و سخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسيم کر ديتا تہا - اپنے پاس ليکانہ ذخيرہ نہين کرتا تہا - ايک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہين نہ کل جہان کے کيا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کيا لقب تبديل کيجئے يا وجہ سے ايما فرمائے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا - کہ کيا جواب دينا چاہئے يا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کليم نے ايک مدحيہ قصيدہ لکہہ کے حضور مين پيش کيا - اور اسمين ايک شعر ايسا موزون کيا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - ھو ھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است　　شاہ مرا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہايت ہی خوش ہوا - اور اسی بيت کو سلطان کے جواب مين بہيجا - اور کليم کو اشرفيون مين

تلوايا اور اشرفيان وزن شدہ اُسی کو عطا کين -

جب جنگ فيلان کے تماشاگاہ مين شاہزادے عالمگير نے ايک مست ہاتی سے مقابلہ کيا کليم نے اس واقعہ کے بيان مين ايک مثنوی موزون کر کے پيش کی - صلہ و انعام وا فرپايا - اس واقعہ کی حقيقت يہ ہے کہ ايکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فيلان کے تماشے مين مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سير کر رہے تہے يکا يک ايک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علحدہ ہو کے عالمگير کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگير نے چالاکی سے ايک نيزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہو کے گہوڑے کو دانتون مين دبا ليا عالمگير زمين پر گر پڑا ليکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کيا - اور راجہ جيسنگہ نے بہی ہاتی پر نيزہ کے دو تين وار کئے - اور اسی اثنا مين مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگيا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختيار کيا - شاہجہان شاہزادے کی دليری ديکہہ کے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پيار کيا - اور اُسکو اشرفيون مين تلوايا - اور اشرفيان فقرا پر تقسيم کين - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذيل ہين

بہمانی گوش اے رباب ہوش　　يکے قصہ دارم من دار گوش
حديثے سراسر بيان وقوع　　بگويم تہوا ز زبان وقوع
ز مردم من اين نقل نشنيدہ ام　　من از دل شنيدم ول از ديدہ ام
دو يد از قضا آن دو فيل مہيب　　يکے سوئے شہزادہ اورنگ زيب
بمردی ز چابک سر موشد　　ز راہ چنين سيل يک سو نشد
يکے نيزۂ برق سان تافتہ　　نظر از رگ غيرتش باختہ
ز قدرت چنان زد بہ پيشانيش　　کہ جست از قفا برق رخشانيش
دران کوہ پيکر نہان شد سنان　　دگر بار در رفت آہن بہ کان

زخم طوم انداخت پیچان کمند	فتاد اسپ شهزاده در پیل بند
گرفت اسپ شهزاده بروی سوار	ز بیم آب شد زهرهٔ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید	چو شهبانے از خانهٔ زین برید
همان دم که بر خاک پا را فشرد	روان دست جرأت بشمشیر برد
علم کرده شمشیر بروے دوید	گران سوئے فیل غنیمش رسید
درین سن اگر بودے افراسیاب	همی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیر و دار	همی دید شاهنشهٔ کامگار
ازان شیر دل چون بدید آن جگر	بفرقش بیفشاند گنج و گهر
نظر کردهٔ شاه آفاق شد	بمردانگی در جهان طاق شد

سنہ اول جلوسی مین جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ هو هذا

این تازه بنا که عرش همسایهٔ اوست	رفعت حرفے ز رتبهٔ پایهٔ اوست
باغیست که هر ستون سرش سرویست	کاسائش خاص و عام در سایهٔ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی مین ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف مین ایک رباعی لکھی۔ صلہ و انعام سے بلند مرتبہ ہوا هو هذا

بر فیل سفید که بینا و گزند	شد بخت بلند هر که برا و دیده فکند
چون شاهجهان برو بر آمد گوئی	خورشید شد از سفیده صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیر لنے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار ہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام و صلہ سے سرفراز ہوا هو هذا

این مژدهٔ فتح از پئے هم زیبا بود — این کیف دوبالا چه نشاافزا بود
از کشتن دریا سر پیر اهم رفت — گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات و تہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی هو هذا

ملک بادشاه ملک معنی	که نامش سکهٔ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	که حد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اهل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور و متداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا۔ کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری و سامع کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل و تشبیہ و استعارہ و نازک خیالی و ایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ و تمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکہی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکہین۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ اب تذکرۂ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکہتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت — کہ گوئی برج آبی ز آسمان رفت
نجشکی شد چنان ایام مجبور — کز اہل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند — کہ نقش پائے ہم را می ربودند
حدیث گوشت بے نام و نشان بود — دہان گر گوشتے دیدے زبان بود
چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست — ز تا ثیر نظر بر آسمان کاست
نظرہا قرص مہ را کرد تاراج — بنان شب فلک ہم گشت محتاج
اگر از خانہ بر خاستے دود — بسان کعبہ در شہرت نشان بود
عجب بنود از تنگی حال — کہ مادر شیر بفروشد با طفال
ہوئی رغبت بر مردن فزون بود — کہ دیدار طبیبان بدشگون بود
ز بس در کوچہ فرش از مردہ افتاد — نشان از کوچہ تابوت میداد
فغان اندر دہان نوحہ گر بود — کہ در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکہا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تہا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص کہتا تہا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتہہ یاد کرتا تہا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تہا۔ بعض نے کلیم کی ہند سے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکہا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تہی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تہا الخ۔ اور دوسرے یہہ بہی لکہا ہے کہ نورجہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تہی۔ چنانچہ کلیم نے اکروز یہہ شعر موزون کیا اور ولیمن سمجہا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سو نچہ سمجہہ کے بیگم کے پاس بہیجا ۵

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست — بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکہا {یخ بست و شکست}

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تہی۔ شباب کا عالم تہا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تہا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تہا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بہی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بہی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پہر سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکہہ کے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے طور معنی بود روشن از کلیم ٭ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوارق طبعه

عزتی دیگر بود در گوشهٔ صحرا مرا		میگذارد هر کجا خاری است سرور پا مرا
مرگ را دشمنم نه از برائے زندگی ست		میکند آخر کفن آلودهٔ دنیا مرا
دست هرکس بسان سبحه بوسیدن خطاست	وله	هیچکس نکشود آخر عقدهٔ کار مرا
نشاء از باده ندیدیم و طرب از مستی		خاک محنت زده بوده گل ساغر ما
عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است	وله	جیب دریده دامن در خون کشیده را
هرکرا ایام پیش آورد زودش برنشاند	وله	این پشیمانی ز مد و جزر دریا روشن است
اشک را در چشم از لخت جگر نتوان ساخت	وله	طفل خود سر بود رنگ همنشینان برگرفت
حسن اگر بے پرده باشد عشق ازو دیوانه نیست	وله	بر چراغ روز بال افشانی پروانه نیست
دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت	وله	زان شد پسند یار که عیب وفا نداشت
در خم زلف تو دلها چه بهم ساخته اند	وله	چون نسازند بپائے همه یک زنجیر است
اے مست ناز گر همه باید بخاک ریخت	وله	یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت
اے گلبن تازه خار جورت	وله	اول در پائے باغبان برفت
کس واقف حیرانی من نیست درین بزم	وله	کانجا که توئی دیده بغیرے نگران نیست
تو بیزبانی ما را حریف حرف نه	وله	بداد ما برس ای شوخ تازبانی هست

چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر	وله	امان نداد که گل خنده را تمام کند
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم	وله	ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند
هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد	وله	اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان		گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد
هواداران گروه دیگر اند و عاشقان دیگر	وله	نگیرد جائے بلبل گل اگر صد باغبان دارد
زرشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن		که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد
چه خواری کز وفاداری ندیدم	وله	کنم صد شکر کز عالم برافتاد
کلیم از دست بیداد که نالم		بکشت من گذار لشکر افتاد
کینه ایکاش باعث میشدے بر قتل ما	وله	خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود
اگر جدا از تو می را حلال میدانم	وله	خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید	وله	خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد
ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم	وله	هرگز بصبح شنبهٔ مستان نمیرسد
با این دو دیده زحسنت چه میتوان دید	وله	هزار دیده نداریم صد هزار افسوس
اگرچه از مژه روبیم غبار رهگذارش	وله	بچشم من نرسد توتیائے خاک درش
بخانه چند نشینی سرے به بستان کش	وله	چو چشم خویش مے باده در گلستان کش
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست	وله	گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو	وله	بے وعده انتظار بهر رهگذر کشم
این همسفران پشت بمقصود دوانند	وله	شاید که بانم قدمے پیشتر افتم
خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ	وله	گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است	ولہ	تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم
ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود	ولہ	نشناسم اگر قدر ترا دربدر افتم
قمری ریخته بالم به پناه که روم	ولہ	تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات	ولہ	براه عالم بالا است چشم حیرت من
ما ئیم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم	ولہ	سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط	ولہ	سروی که قد کشیده ز بستان بر آمده
خدا کار هر کس چنان ساخته	ولہ	که گوئی بغیری نپرداخته
بنالم ام دل صد مرغ می کشید اینجا	ولہ	مرا بروی چه از دام خود رها کردی
ز گوش این نکتهٔ پیر مغان برون نخواهد شد	ولہ	که مستی خاکساری ورد پر هیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفتار زبان طلب ما	ولہ	قفلی زند اندیشهٔ خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم		در بر نکند خلعت مهتاب شب ما
آن زهر سرشتیم که در خمکدهٔ کام		می تلخ نگردد نگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر		از جبههٔ ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن انگاه باهنگ		بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
بتن بویا کند گلهای تصویر نهالی را	ولہ	بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشهٔ بوس و کنار او محالست این		مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری		چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز اندک شعوری داری ای ساقی ز من مگذر		بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گهی ابر تر و گاهی ترشح کو نه که باران		بیا در چشم من بنگر هوای برشکالی را
جز حرف عشق نیست سر بیان ما	ولہ	چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما
از بار عشق گرچه دو تائیم یکدلیم		از راستی دو خانه ندارد کمان ما
پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت	ولہ	ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت
وضع زمانه قابل دیدن دوباره نیست		او پس نگرد هر که ازین خاکدان گذشت
از دست برد حسن تو بر لشکر بهار		یک نیزه خون گل ز سر ارغوان گذشت
در راه عشق گریه متاع اثر نداشت		صد بار از کنار من این کاروان گذشت
طبعی بهم رسان که بسازی بعالمی		یا همتی که از سر عالم توان گذشت
در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست		در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت
بدنامی حیات دو روزی نبود بیش		آن هم کلیم با تو بگویم چسان گذشت
بی دیده راه اگر نتوان رفت پس چرا		چشم از جهان چو بستی ازو میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہیں صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے - گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بوز رداغ جنون زیب تو بهار مرا		خاست شعله سر انگشت های خار مرا

زجیب خندۂ گل صبح سر برون آورد — فروکشود کہ بند قبائے یار مرا
دل خراب مرا حرف غم کشد سوئے می — ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا
بنائے حیرت عشقم صفا سرشت من است — آب آئینہ کردند گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم — زپنبہ بستر و بالین بود شرار مرا

ولہ

سوئے آئینہ آن شیرین تکلم رو اگر آرد — چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن — برنگ غنچہ ہر کس در گرہ یکمشت زر دارد

ولہ

دل خورم کجا در نالہ آواز حزین دارد — شکستی شیشۂ تصویر کے اندر کمین دارد
چہ عیش از جلوہ مہر جہان تاب بردارم — چو شبنم جملہ تن اندر نگہ یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال — بخت ما در سایۂ بال ہما خوابیدہ است
می چکد از نالہ ام خون تبسم غنچہ وار — از نمکدان کہ یارب زخم دل خندیدہ است
شاہد معنی سربستہ بہ تنگ آمد — لذت بوسہ دہد مہر خموشی ما را
اکنون نمیدہد برخ سادہ روئے خوش — آئینہ را نمود خطت تیرہ روزگار

گرامی - میر عبدالرحمن

گرامی تخلص - میر عبدالرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میرک معین الدین احمد المخاطب بامانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے - عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا - بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہیں - عالی ہمت بلند حوصلہ تھے - خوش خلق و خوش وضعی سے موصوف - غربا پروری و مہمان نوازی میں معروف تھے سخن سنجی و سخن فہمی میں کامل - تحریر و تقریر میں منشی فاضل تھے - طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے - آپکی طبیعت میں مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا - معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے - آپ اپنے امثال و اقران میں بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے - آخر آپ عارضۂ فالج میں مبتلا ہوکے سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد میں بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد — دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد
بر صبح بنا گوش بتان تا نظر افتاد — آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد

ولہ

شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم — ہنگامۂ مستی بہار دگر افتاد
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ — شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
خود را بر دم آن تیغ جوہر دار خواہم زد — برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاشش — نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند
چہ ستم بہ قدح و جور بمینا کردم — فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد — سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم — دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بوو خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر ـ محمد باقر خان

گوہر تخلص ـ محمد باقر خان نام ـ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان مدراس واکابر قوم نواعط سے ہین ـ نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و کرم تھے ـ آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمنیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا ـ قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے

توان چون سر وگشتن کامیاب وضع آزادی
دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نوابنے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا ـ چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری وبحال ہے ـ حیدرعلیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا ـ پھر وہان سے معزول ہوکے حضور مین پہنچے ـ چندماہ کے بعد سنہ ۱۲ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے ـ بمسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے ـ آپ فن شاعری مین بےنظیر تھے ـ آپکا کلام نہایت ہی رنگین وشیرین ہوتا ہے ـ نازک خیالی وشیرین مقالی مین سنجیدہ ـ آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے ـ **من اشعارہ الفائقی**

سر کشد تار نگہ از ریشہ و رگہای من	گرد نیرنگی جنبش جملہ تن بینا ترا
کن زگوشۂ دستار زلف را بیرون	زعطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا
با بر ریشہ دوانید سیل زاری ما	نسب بہ برق رسانید بیقراری ما
چہ ریزہای زمرد ز دیدہ می بارد	کہ شیشۂ دلم آنشوخ سبزرنگ شکست
ز دستگیریت اے مدآہ خورسندم	کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشہ ہنگام عطا منت نہد بر خود	ولہ	ز خجلت شیشہ آری پیش ساغر نگون آید
ہمیشہ زخم دلم لب بخندہ وا دارد	ولہ	کہ ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چہ طرفہ رسم در اقلیم بےنیازی ہاست		کہ شاہ پرور درویش التجا دارد
بیتوان رفت بقربان کمانداری او	ولہ	تیر او شیوۂ دلجوئی ما میداند
بچاک سینۂ من لعل یار میخندد	ولہ	فغان کہ بر گل زخمم بہار میخندد
میان تا بست آن شیرین دا در خواہش قتلم	ولہ	بذوق تیغ او چون نیشکر من ہم کمر بندم
چرا زاہد کند منسوبم آزادہ دامانی	ولہ	عجب تر ساقیم خورشید و دامان تری دارم
بہار آمد بگلشن بزم عشرت تاک میخواہم	ولہ	عروس نوز عالی رو دمان تاک میخواہم
آوارۂ عروج و نزولم براہ دوست		چون گردباد سر بہوا سینہ بر زمین

گل ـ مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ـ مولانا علی گل نام ـ سادات استرآباد سے ہین نشوونما کے بعد وطن مالوفہ مین علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کین ـ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ ونقلیہ سے پیراستہ ہوئے ـ مدت تک ایران مین طلبہ کو درس و تدریس دیتے رہے ـ آپ شعروشاعری مین بھی استاد کامل تھے ـ آپکا کلام نازک خیالی وشیرین مقالی مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت وبلاغت مین تلا ہوا ـ آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ مین میر مومن استرآبادی کی خدمت مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے ـ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ـ اور بادشاہی منصبدارون مین معزز عہدے پر ملازم کرا یا آپ دکن مین مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے یہ ہین اشعارہ الفاسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص - شیخ سعد اللہ نام - برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رض سے پہنچتا ہے - آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تھا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا - اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی - آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے - زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے - پھر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے - توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تھے - قدسی سیرت فرشتہ صورت - متدین صوم صلوۃ کے پابند - دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے -

شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تھے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا - اور مینے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا - شاید میرزا نے دو تین مقام مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو - انتہی نقلہ -

آپ عالم فاضل و منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر - آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی مین اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے - خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا - کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے - امیر کی دیوڑہی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوئے مسند پر بیٹھے - آخر بغل کے بستہ کو بھی نکال کے تکیہ کے قریب رکھا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت کیا یہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کھولکے اسکا منہ دکھلا دیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ

شاعر پرگو تھا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمینًا ایک لاکھہ بیس ہزار تھے - اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تھے - کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے - اور ریختہ مین بھی آپ اچھے شاعر تھے - ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے - آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ ہجری اور بعض نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین شہر دلی مین فوت ہوئے - خوشگو صاحب تذکرہ نے آپ کی رحلت کی تاریخ کہی ہے ؎ جائے گلشن بہ بہشت آمدی -

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے - علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے - نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم - نہایت حسین و جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بنوسیری مشہور تہی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی۔ خوش مقال و نازک خیال تہی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا۔ چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی۔ شعرائے معاصر کے ساتہہ ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را
شد عصائے آبنوسی چشم بیمار ترا

جگر پرسوز و دل پرخون گریبان چاک و جان برلب
قضارا شرم می آید زسامانیکہ من دارم

گہن ۔ میر بدر الدین ✣

گہن تخلص۔ میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی المولد ہین۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا۔ ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے۔ شاہ سامی استاد سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر و گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تہے۔ دوہے و کبت بہی موزون فرماتے تہے بہا کا زبان سے خوب واقف تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۳۰ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

اوسے اے باغبان بلبل کے جی لینے پہ دل مت کہہ
کہ وہ خود عشق گل مین خون وسے ہات دہوتا ہے

بجائے سبز بختو سرخ رو ہووی جو گل مہندی
نہال اسکا صنم کے پاؤن پر ہر دم سر رکہے سوتا ہے

کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے
پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے

جہان فانی ہے یاد حق سیتی ہشیار رہ دائم
گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف ۔ مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص۔ مرزا علیخان نام۔ آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہند مین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو و نما بہی دلی ہی مین ہوا۔ عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامۂ عصر ہوئے۔ شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے۔ کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تہے۔ آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکر پارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تہی دماغ مین نازک خیالی موجزن تہی۔ طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچہہ موزون فرماتے تہے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پہر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپ سے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکہے اور حضور مین گذرانے۔ حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چار سو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا۔ اعظم الامرا نے بہی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا۔ جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوے تو انکو بہی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا۔ میر عالم نے بہی آپکو مصاحبت مین رکہا۔ آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تہے۔ سلیم الطبع وحلیم المزاج۔ ظریف و لطیف تہے۔ بذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تہے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تہا۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بہائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تہے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تہے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکہا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویونکا لکہا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

آپ تو بات مین بگڑتے ہین — واہ کیا منہ سے پہول جہڑتے ہین
او میان تیغ والے اور یک زخم — کب سے ہم ایڑیین رگڑتے ہین
طرفہ یہان دیکہے رسم صیادی — مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین
ہمنشین زخم دلکے کچھہ ٹانکے — آج تو خود بخود ادوڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی — جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پر شکن — ورنہ دل تجہی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تہا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگادی خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کہینچے سبو و ایاغ کا

ولہ
فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے — کس منہ سے اُسے بہیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ملک بتان مین دیکہی نئی خون بہا کی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار اگر — قانع ہوا ستخوان پہ ہمارے ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے — اپنے بغیر دیکہے ہے حالت تباہ ہے

لالہ۔ سرونجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص۔ سرونجی رائے نام۔ قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب و سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا۔ موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

لالہ کے داغ دلکی سیاہی کو جوش دے — قہوہ پیو پیا کہ نین مین خمار ہے
اگر ٹک ناز سے ابرو چڑا چین جبین کہینچے — مہ نو جیون کمان گوشہ مین جا کر خط کتین کہینچے

لچہمی نرائن شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے۔ نہایت ہی برجستہ مصرع ہے سے مہ نو تیغ مغرب سان دم اپنا واپسین کہینچے۔

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص۔ سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا ہین۔ سخن سنجی و شعرگوئی مین لائق و فائق تہا۔ میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا۔ آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا۔ سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی ہو ھذہ

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش — نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف۔ میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہین - آپ عربی و فارسی مین ذی استعداد طالب العلم تہے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی کہتے تہے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچہہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما		روشن چو لالہ ز آتش خویش است داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشم		پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما
ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب	وله	موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب
نبود تاب جلوہ آئینہ را	وله	دل درین باب جرأتے دارد
درد ہجرت زبس ضعیفم کرد	وله	آہ صد جا نشستہ می آید
دوش از ساغر نگاہ کسے	وله	ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون		آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس
شگفتہ گرد و چسان بگلشن	وله	گل بہار افتخار نرگس
بجلوہ حسن خوش نگاہان		شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلے کہ جلوہ نمائے اگر شبے		پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد		رفتن مگر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی - صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکہا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے - انتہی کلامہ - مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تہے - آپ بارہوین صدی کے آخر مین زندہ تہے - کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکہی - **من اشعارہ الفارسی**

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست		نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد		برق پرمیزد و از دور تماشا می کرد
سیہ چشمی کہ بسمل وار ہیر قصنم ز شمشیرش		ہوا از سرمہ دان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق - حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص - غلام دستگیر خان نام - آپ غلام احمد نائط ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی - سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کین - تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا - مولوی راقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا - رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا - کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا - اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی محتشم الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیاقت

حاصل کی - سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا - اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تہا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا - صاحب تالیف و تصنیف تہا - ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکہا - فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

نہان از مدتے شاید سر شبخون من دارد	ولہ	گہ از رنگ مستی ہے دگر باشد لبانت را
ہرگز ز دم سرد کسے کشتہ نگردد	ولہ	در پردہ بسوزیم چراغ دل ما را
شود کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا	ولہ	کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب	ولہ	می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
ساقی مرا بہ پیر خرد کار و بار نیست	ولہ	جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست
لائق ز فیض عشق بت سنگدل مرا		دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست
لائق حسن خداداد تو اے حور سرشت	ولہ	دیدۂ خود ز تماشائے جہان وقف ست
سنبل آسا ز پریشان خود در بند ست	ولہ	نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد	ولہ	زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد
زبانہ زد بدلم یاد آتشین رخسار	ولہ	تنم شرار بریزد برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنجروز		زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب		چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین		ہمچو آن طفلے کہ درباز بست با ہمسائہ

حرف میم

محشر - میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذہی استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا - آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین من اشعارہ الفارسی

دلم از داغ بستانے ست گویا	گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ہ ہجری مین زندہ تہے - من اشعارہ الفارسی

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما	بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
شوخی نرگس کہ یاد آمد	رم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین	رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست ما را با بتان مثل حنا دست رسی	یکدسے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این مکیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے. صاحب فضل و کمال تھا محتشم کاشی کا شاگرد ہے. سخن دان و سخن فہم تھا میاں شاعری مین خوب جولانی کرتا تھا. معاصرین شعرا سے بڑھا ہوا تھا. ظریف الطبع لطیفہ گو و بذلہ سنج تھا. عشق پرست و شیفتہ حسن تھا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تھا. بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کھینچا. اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا. چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا. ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا. تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ١١٠٠ ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون. میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا. من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت ۔ غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم ۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص ۔ میر معصوم نام ۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے. آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی ۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تھا ۔ مضامین بلند و تلاش ارجمند سے موصوف تھا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا ۔ عزت و آبرو سے بسر کیا ۔ اوحی و نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا. شاہجہانی عہد مین وارد ہند ہوا ۔ چند مدت دکن مین بسر کر کے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا ۔ خان اعظم کے سایہ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا ۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تھا ۔ آخر سنہ ١٠٥٢ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

تو از سنجاف داری طوق و من از آہن اے قمری ۔ ببین فرق تو بہر حسن ست یا شہر من اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بمجنون نرسی ۔ نمرود اگر شوی بگردون نرسی

زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر ۔ صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست ۔ کلید قفل دلم برہ بیا بانست

اے کہ ہمراہ موافق ز جہان می طلبی ۔ آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون ۔ گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند

نام قاصد چون برآمد قالب من شد تہی ۔ مرغ روح من جواب نامہ دلدار بود

حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر ۔ بغل کشادہ در آغوش ہیشتر نرود

آن خال عنبرین کہ نگارم بر و زدہ ۔ دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زدہ

کسیکہ گلشن کوئے ترا وداع کند ۔ اگر بنگہت گل برخورد صداع کند

معز ۔ مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص ۔ مرزا معز الدین نام ۔ آپکا وطن مالوف تبار زہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور مین خدمات جلیلہ و عہدہ ہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے ۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول مین

فرید دہر تہے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تہے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف تہے چند رسائل معقولات مین لکہے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکہی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چہہ برس کی تہی کہ والد ماجدنے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور اخوند شفیعائی سے تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادرزادہ نادرشاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہوکے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سر بلند خان حاکم تتہ کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پہر وہان سے براہ خشکی بندر سورت مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا۔ پہر چند روزہ بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تہے ہمدردی و مساعدت سے پیش آتے تہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر فریفتہ تہا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہے۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدۂ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تنا دم ز قرب بعد کہ تا قطرہ از محیط	ولہ	دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد
یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ	رباعی	یا بیزاری ز صورت خوبم دہ
یا این دل صبور از من بستان		یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین۔ آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے۔ اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے۔ متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گذارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے۔ بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی و شعر گوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک روز اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا۔ علما کی تقریرین سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ ما لا ینحل کو ضرور حل کریگا۔ اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے میں متردد ہیں یہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تو عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتھہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ میں یاد رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہیں چاہتا ہوں لیکن بمصداق اطاعت اولو الامر واجب لازم ہے امیدوار ہوں کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دیں کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائیں۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب و حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک میں آیا۔ بھائی کے سائہ عاطفت میں رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہیں۔ یادگار موجود ہیں۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع — گر ز مہر شنگ خویشتن عقد گہر پوشیم ما
کرد عکس رخ ہیچ کسے — نمکی در شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید — گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

برتنا بدروش جانم خلعت زیبائے زہد — تار پو دکسوت عشقم ز موج مل کنید
برسر ہر تار مو مد نگہ دارم رسا — مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنید
در ہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام — از برائے من عصا از رگ سنبل کنید

ولہ

بکام دل مزہ آب زندگی دارد — بتبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود
ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ — اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود
از بوسہ ذقنش گشت نکتہ روشن — بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود
کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہ رویان — کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد۔ تاج الامرا امیر الملک ذو الفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص۔ محمد علی حسین خان نام۔ تاج الامرا امیر الملک ذو الفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۶ ہجری میں واقع ہوی۔ نو برس کی عمر میں تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہیں۔ زمانۂ قلیل میں مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی سید عبداللہ کی خدمت میں ختم کیں تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ میں مصروف ہوا۔ آپکی طبیعت میں استعداد خداداد تھی۔ ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی میں ڈالدئے۔ اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا۔ اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا۔ جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی۔ نواب یعنی ماجد صاحب ترجمہ استاد سے مستغنی ہوا۔ آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام میں اصلاح کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا ۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد | کہ کنون حاجت استادنماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا ۔ طبع نادر سے لآلی متلالی ایجاد کرتا تہا
باوجود خورد سالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا ۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا
ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا ۔ اساتذہ قدما کے چالیس
دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا ۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی
لکہے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت
کی وجہ سے دو ایک امثلہ پر اکتفا کرتا ہے ۔ ان کنت شائقاً فارجع الیہ ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا | کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس ۔ آشیان مناسب ہے ۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم | از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئے ۔ اس لئے آسمان و فلک
دونون ایک ہین ۔

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب | خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب
اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے ۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے ۔

مشو از نفس این ناتوانی آرامید آنجا | ایضاً کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہئے ع کہ بنیم ایجہان خواہد شدن یکسر امید اینجا ۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید | زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہادمن | ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہادمن | ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کئے ہین انکا
فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا
و درست معلوم ہوتے ہین ۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکہا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر
احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تہے اور اس جادو خیال کے
ہم طرح کلام موزون کرکے درجۂ پختگی کو پہنچ رہے تہے لیکن اس نقاد سخن کی زندگی نے
مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر
وگرم ہوتا ۔ انتہی کلامہ ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تہا ۔ آخر مین ذوالفقار علیخان
صفا تخلص ریختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ
حلقہ مین شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بہی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس
مین ناخوشی کے ساتہہ یاد کرتا تہا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تہے اور زبان سے فرماتے تہے
علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت انتہا کی تہی
عزیز القلوب تہا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت
و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تہی ۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ اسہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ ۱۲۱۶ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہراہ میلاپور متصل ہاتی کنٹہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کبھی تخلص ماجد و کبھی تخلص حسین لکھتا ہے - اور کبھی از روئے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نسزد ہمسری من بمعاصر در شعر		حرف با موسی و ہمرخوش و بیدل دارم
چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا	ولہ	کہ میدارد بملک ہند چون من در سخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را		اگر از جوہر آئینہ سازد خامۂ مو را
اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد	ولہ	کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را
کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را	ولہ	کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا
بے اختیار گریہ مستانہ می کنم	ولہ	در کف بسان شیشہ نباشد عنان ما
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد	ولہ	نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد	ولہ	پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را
دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا	ولہ	کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا
نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است	ولہ	دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا
آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب	ولہ	قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب
تا دیدہ است روئے تو ای دلبر افتاب	ولہ	کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

ماجد از کف ہیچگہ مگذار دامان وطن	ولہ	از شکستن دور باشد تا بود گوہر در آب
شاہ جہان عاجزی و خاکساریم	ولہ	ہمچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	ولہ	کہ مستی و بکفت شیشۂ دل افتاد دست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	ولہ	خانہ آئینہ نبود بہ چراغان محتاج
بسکہ در سعی ہلاک من بیچارہ دوید	ولہ	از نجوم آبلہ در پائے فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	ولہ	دود گل کرد ز آتش خورشید
چہ حرف میزند آن چشم سرمہ گون یارب	ولہ	کہ ہر کہ رفت بہ بزمش خموشی می آید
گرہ بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	ولہ	نگردد محو تا از دل خیال جامہ زیبایش
جائے اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	ولہ	تا خیال لب لعل کہ بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نہ بربستہ ام ہنوز	ولہ	یارب برنگ آئینہ حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	ولہ	برنگ شعلۂ جوالہ پروانۂ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	ولہ	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینہ وا کردہ چو گل سرخوش ناز آمدہ	ولہ	اے منت بندہ چہ خوش بندہ نواز آمدہ
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد ماجد		از چہ امروز بصد سوز و گداز آمدہ
پے تسلیم از خط شعاعی ہر سحر ماجد	ولہ	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف و مخمورانہ می آئی	ولہ	کجا بودی شب اے مہ از کدامی خانہ می آئی
چون من از چشم نگارم نہ فتادی بچہ وجہ	ولہ	آخر اے سرمہ تو ہم بخت سیاہی داری

مختار - محمد انور خان بہادر

مختار تخلص - محمد انور خان بہادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

نواب والا جاه کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ١٢٦٦ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض و قافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکہتے تہے۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل ابجدی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاہگری مین بہی ملکہ تامہ رکہتے تہے۔ سادات و فقرا کے ساتہہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تہے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع کمالات و حسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے سنہ ١٢١٨ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تہرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعاره الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را		جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را
من نمیدانم چہ افسون خواندہ درگوش آب	وله	بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما
از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما	وله	بیمغز ہمچو نے شدہ ہر استخوان ما
بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است	وله	جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است
رموز پیچ و تاب زلف ورا شانہ میداند	وله	زبان نالۂ زنجیر را دیوانہ میداند
بود افتادگی آئین معراج مطالبہا		بہار خاکساریہاے مارا دانہ میداند
نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم		از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم
بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی		نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز - غلام محی الدین

معجز تخلص۔ غلام محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپکا مولد و منشا بلدۂ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ١١٧٣ ہجری مین ہوئی۔ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے۔ طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پہر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتداً نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے۔ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تہے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا۔ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے۔ استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا۔ معجز صاحب ترجمۂ آزاد مشرب تہے۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تہے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تہے۔ سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تہے۔ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے۔ سخن فہم تہے شاعری کے دقائق کو خوب سمجہتے تہے۔ آخر سنہ ١٢٢٩ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس بپیچیدم از عشقت		بجز آہ بے زنہار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	وله	مبادا شعلۂ حسنش بہ برباد آبش را
گلشن بجون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست	وله	بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد ہیچگہی	ز لعل خویش کہ گلقند آفتابی بود
شور بیہودہ مکن بلبل نالان کہ بود	نرگس آن گل رعنا بشکر خواب ہنوز
از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند	خبر چاک کتان از دل مہتاب مپرس
دل رفت و داغ عشق تو در سینہ ام گذاشت	اینست در فراق تو ام یادگار دل
زپا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز	کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہرو دستی

مومن - میر مومن استر آبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا۔ مشاہیر سادات استر آباد سے تہا۔ عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی وعقلی تمام کین۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا۔ بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق وادب آموز ہوا۔ اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی۔ مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز ومکرم رہا۔ پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا۔ معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے۔ میر موصوف عقیل وفہیم تہا تقوی وپرہیزگاری مین بے نظیر تہا۔ علم معقول مین عدیم المثال تہا۔ معاصرین نے دہریت والحاد کے طرف منسوب کیا۔ اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادۂ حج وزیارت روانہ ہوا۔ حج وزیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ھ ہجری مین عازم ہند ہوا۔ اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدر آباد دکن مین وارد ہوا۔ اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا۔ میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم وتوقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔ منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تہا اسوقت اکثر طلبہ وعلما میر کے خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ میر بہی شوق سے درس وتدریس مین مشغول رہتا تہا۔ چند روز کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اسکے بعد سلطان محمد قلی اسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدۂ وزارت ووکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو ولعب مین مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ سیر وشکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے سفید وسیاہ کا مختار ومالک تہا۔ جو چاہتا تہا سو بے محابا کرتا تہا کسی کی روک ٹوک نہین تہی مگر میر موصوف مستقل مزاج ودیانت دار متقی وپرہیزگار تہا۔ رئیس ورعایا کا خیرخواہ تہا امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا نہایت جان فشانی ودلسوزی سے ریاست کے کامون کو انجام دیتا تہا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تہا۔ انکی جان ومال کی نگرانی مین پوری دلدہی کرتا تہا۔ رعایا کیا امیر وکیا فقیر سب خوشحال وفارغبال تہے کسیکو کسی سے شکایت نہین تہی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت وشان حکومت ہر کس و ناکس کے سامنے نہایت تواضع وخاکساری وکسر نفسی سے پیش آتا تہا۔ غرور وتکبر کو اپنے پاس نہایت حقیر وناچیز جانتا تہا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران وتوران کے ہزارہا علما وفضلا دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج وزائرین بہی جوق جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال وفارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بہیجتا تہا۔ کربلائے معلی ونجف اشرف ومشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین وخوادم کے لئے وظائف مقرر کردئے تہے

سالانہ کل وظائف معتمد آدمی کے ہاتہہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا فریقین کے ساتہہ شیر وشکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سُنی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز ومکرم رکہتا تہا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم وتوقیر کرتا تہا۔ علی ہذا لقیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت وآبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے زمانہ مین امن وامان تہا۔ کہین شور وشر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار وامصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہوجاتے تہے۔ بمصداق اذا جاء اجلہم لایستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا کی تجہیز وتکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن وغسل کا برابر بند وبست نہین ہوتا تہا میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو کٹوایا۔ صاف وہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک چند جہاز مین بہروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقد آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور کردیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام وباوڑی ومسجد وحوض بہی بنوا کے خالصًا لوجہ اللہ الکریم وقف کردیا۔ اور سو غلام وکنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر آزاد کردیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش وانعام مقرر کردیا۔ غلام وکنیزک مین آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ جہان میت ہو وہ میت کا غسل وکفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ اُنہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسّالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذر اوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ خوب سلوک کرتے ہین۔ اب تک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما وفضلا اور امرا ووزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر ونجوم وعملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔ درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔ سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچہہ نقش لکہہ کردیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب فرمودہ میر اولًا ایک نقش ثانیًا دوسرا

نقش تا لثا تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش مین امیر غائب شدہ حوض مین نمود ہوا سبنے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گہنٹہ دو گہنٹہ کے بعد ہوش آیا سبنے اُس امیر مذکور سے واقعہ پوچہا
اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑکر
ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین۔ مین نے پوچہا کہ یہ کیا
معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تہا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا
مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکہا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی
ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتل گاہ پر لیجارہے
تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین
واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پہر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔
پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی۔ پہر حکم دیا دربار سے
باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچا دو۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا۔ مین کنارہ پر
نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔

حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بہی لکہا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تہے۔ دو ایک غزلین بہی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرۂ علما مین لکہا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی ششتری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تہی۔ آپ صاحب اولاد تہے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تہے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تہے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استر آبادی حیدر آبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدر دان ہین خاندان سلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتہہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔

آخر میر صاحب موصوف بعارضۂ بخار سرسام ۱۰۳۴ھ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تہا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تہا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکہا اور اُس مین تاریخ
رحلت بہی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعالمی	گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان
	۱۰۳۳

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود فجئت به ‏ ‏ من لا نظیر له فی الناس یخلفه

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پسماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سبنے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اُسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبے بہی موجود مین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے زہے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سُنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اُسمین دفن ہوتے گئے مین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اُسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب و مسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو باہمدیگر شیر و شکر ہونا چاہئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکہنا چاہئے۔ من عمل صالحاً فلنفسه الخ پر عمل کرنا چاہئے۔ باہم نفاق رکہنے سے ضرر اُٹہاتے ہین۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے ہین۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیه الاشارہ پر اکتفا کرتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد که گرود گرد دوست ‏ ‏ ما نمیدانیم عاشق بلبل و پروانه را

ولہ

ز پیچ زلف تو پیچیده در سرم دودی ‏ ‏ که سوخت جان ملائک رشک مجمر ما

خوشم که در دل من عشق مدعا نگذاشت ‏ ‏ مرا بهوالهوسیهائے خویش وانگذاشت

چه آفتی تو ندانم که در جهان امروز ‏ ‏ محبت تو دو کس را بهم آشنا نگذاشت

ولہ

کمینه مرتبهٔ عشق عشق مجنون ست ‏ ‏ محبتی کم ازین داخل محبت نیست

ولہ

یکروز بود صحبت عالم همه یکروز ‏ ‏ زان روی قیامت بزبانها همه فرداست

ولہ

مردیم ولے هیچکس بر خاک ما نگفت ‏ ‏ کای مرده شاد باش که فردا قیامت است

ولہ

دولت وصل بخواهم و ست داد ‏ ‏ آسمان در خواب گویا بوده است

ولہ

شدم از عشق تو دیوانه واین می بایست ‏ ‏ حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست

گفته هر که دم از عشق زند می کشمش ‏ ‏ جان فدایت که مرا نیز همین می بایست

ولہ

تو هر که بوده یکدم دل داغدار دارد ‏ ‏ که بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد

اثر ملاحت او من زخم خورده دانم ‏ ‏ که نمک فشان همه شب بدلم گذار دارد

ولہ

عالم شگفت و خاطر ما ناشگفته ماند ‏ ‏ گلزار مهر و باغ وفا ناشگفته ماند

شرمنده ام که غنچه پژمردهٔ دلم ‏ ‏ با صد هزار سعی صبا ناشگفته ماند

شب جلوهٔ او غیرت صد حور و پری بود ‏ ‏ صد حور و پری بندهٔ جلوه گری بود

با جذب زلیخا نتوانست بر آمد ‏ ‏ یعقوب که مستغرق مهر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن	وله	از معرکه بیرون نشدنش یکجگری بود
ز دور پرتو حسنت بدل چنان تابد	وله	که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد
توئی که حسن ترا کمترین اثر اینست		که آفتاب تو در مغز استخوان تابد
هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست	وله	زان شبنخونها که حسنت بر گل سیراب زد
رہصد کاروان مصر و چین برباد در یکدم	وله	نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
بخود میل دلی از جانب لدار فهمیدم	وله	الٰهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم
خدارا بگذری بر تربت مومن گزان مسکین		بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم
از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم	وله	ای دوست ما ترا نه چو اغیار دیده ایم
صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز	وله	از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
معجز نار خلیل و فیض آب زندگی	وله	از دل بر آتش و از چشم پر نم یافتیم
یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته	وله	زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن
ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه	وله	گستاخی بخدمت صیاد کرده
ز سینه تا رسدم بر لب دهن ناله	وله	هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله
ز نالهٔ بی تو همین بر لب است کز دل نیز		بگوش می رسد از چاک پیرهن ناله
بسمک لبداءة یا منک بدا بسم الله	وله	ای بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا		آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
من چون شوم ببزم طرب همدم کسی	وله	دارم غم کسی که ندارد غم کسی
کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست		نامحرم است هر که بود محرم کسی
گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی	وله	بغفلتی عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر		نتیجهٔ همه گردیده حسرتی عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند		این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن		انگشت گزیدنی بیاران ماند
از چرخ چو بر زمین بلا میریزد	وله	رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصهٔ ما پیش رسد دوری نیست		بر عضو ضعیف دردها میریزد
غم نیست که دل جنون فاشی دارد	وله	گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودائی ترا بهر دو عالم ندهد		دیوانهٔ ما عقل معاشی دارد
گر مرد رهی دلا ز محنت منجهی	وله	مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی		منت نکشی ز کس و منت ننهی
شادما نیست بندهٔ غم ما	وله	عالم دیگریست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا		ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست		داغ بالای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم مائیم		ملک هجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیده خوش نمکین ست		کم ز کوثر مگیر زمزم ما
ید بیضائی وصل گوز فراق		گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن		غم ما از کجا و بی غم ما
خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را	وله	گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پر از غمت غافل مشو از روزگار من		که من بر باد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن — کہ باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را
خماری بر خمارم مید ہد گردون زیک مستی — چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خماری را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامئے ماکامگاری را

بجد دارد دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را — نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
زبیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ ز شکوہ — بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
زخونین داغہائے من فلک را ذوق ہا یاد — کہ خوش آیے دو رنگی دادہ گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد اے باد سحر گاہے — مدد کن تا بجوش آریم دریاہائے رحمت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانثاری — دریغا ماندانستیم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش — عجب بیرانہ دیدم سر آئے رسم عادت را
بشرمت گر زمن بیتابیے سر زد از و بگذر — پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر اینست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم — بہ بزمش خون خورد بیدرن میا بگذار جرئت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص۔ میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد۔ سید صحیح النسب والحسب ہے آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے۔ آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد مین تھے آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کر کے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا یسنگمنیر کی وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضۂ منورہ خلدآباد کی قضاءت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد یا جد سید محمد شریف المخاطب شریف اللہ خان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نکرانی اورنگ آبادی المتوفی سنہ ۱۱۴۲ ہجری کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ ہی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت { ولادت عبدالقادر مہربان } ہے اور بعض نے جو سنہ ۱۱۴۳ ہجری لکھا لا اصل ہے کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین سنہ ۱۱۵۱ ہجری بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولاً والد بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل و ادیب کامل جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کا وقت شہرت ورک مین معروف تھا۔ اقران و امثال مین علیہم المثال۔ ارباب کمال مین سرآمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضۂ خلدآباد کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہو کے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخرالدین اورنگ آبادی ترمذی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علی صاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود پیر فخرالدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجدد الامثال دو ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف ستہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس الکاٹ مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرا دی۔ اور وظیفہ ما یحتاج بہی مقرر کر دیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفاء و مریدین بیشمار تہے۔ اب تک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تہے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخرالدین ترمذی نسبًا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ۔ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تہے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بہی لکہے ہین چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکہی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر تو در دہان ما — مو دار شد چو کلک مصور زبان ما

وله

ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی — بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

وله

صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد — کہ ہست از چشم ما نازک مزاجان فرش راہ آنجا

وله

ہر زمان بینم عتاب آلودہ چشم یار را — بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را

وله

پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش — نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله

بہرہ ام دادی و شد جمع خواہم ز نشاط — گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

وله

چرا بہ پیش تو اظہار مدعا نکنم — تو بیدماغ نۂ خاطرم پریشان نیست

وله

قاصد از اظہار پیغامش دل ما شاد کن — خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است

وله

دل دادن از برائے نگاہے گناہ ما — دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله

ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ — خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

وله

دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند — در ربودند دل و دین مسلمانے چند

وله

بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز — تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلائے گردش چشم تو داد دردسرم	وله	تو جام بادہ کشیدی مرا خمار آمد
دوستان شب میرود حرفی از آن گیسو کنید	وله	خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید
وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد	وله	نکہت فردوس می آید دہانم بو کنید
خنجر دست نگارین کہ قتلم کردہ است	وله	در کفن بوئے حنا می آید از خونم ہنوز
مردیم و بیقراری دل نیست کم ہنوز		چو گرد باد می کند این خاک رم ہنوز
ارا آرزوئے نگاہے چہ میکشی	وله	بیرحم این مثابہ غلام حیا مباش
صدف نیم کہ با بر گہرفشان نازم		بود چو آئینہ ام آبرو ز جوہر خویش
می کند در دیدہ من اشک آتش فام رقص	وله	نغمہ چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص
نہ پنداری کہ خط گل کرد بر پیراہن عارض	وله	غبارتا توانان دست زد بر دامن عارض
جا فروتن می تواند یافتن بالائے چشم	وله	از خم ابروئے جانان یافتم قدر رکوع
یاد چشم و روئے اوائے مہربان بس میکند	وله	از بہار نرگس و سیر چمن دارم فراغ
تا تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف	وله	گفت از خود رفتہ من ہم سرے دارم بکف
چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم	وله	شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم
بجو دگفت بعالم کیست سامان چمن دارد		دل صد پارہ من درجواب آمد کہ من دارم
نیم اے مہربان در غربت از رنج سفر فارغ		برنگ بوئے گل اندازغربت در وطن دارم
ندارم چارہ گر رزق از لبم چو آسیا ریزد	وله	تلاش نوکری چندانکہ می بایست من کردم
محتاج چراغے بنود مشت غبارم	وله	چون کاغذ آتش زدہ خود شمع مزارم
بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید	وله	ما شہید تیغ آن چشم خمار آلودہ ایم
بارہا دیدی و حال مہربان پرسی زمن	وله	بیمروت در شکایتہا زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خطِ نیست بلکہ کلک قضا	وله	بہائے بوسہ رقم کرد در خطِ ریحان
بید باغ از سیر باغم ہمتے دارم بلند	وله	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدر ہا دیدنِ آئینہ ظالم خوب نیست	وله	میتوان کردن نگاہِ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم ز دست آن گل بیرحم کاشکے	وله	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب و جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ھ ہجری مین فوت ہوا

مِن کلامہٖ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	وله	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	وله	از ازل این دانہ نذر آسیاست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	وله	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	وله	خویش را از بہر زر بیمر حمت قارون مکن
جز ولائے شیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس در معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلّی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلّی مین تھے تب تک سنی المذہب تھے جسوقت دلّی سے لکھنو گئے اُسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنو مین مدت تک امرا و متمول اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پھر لکھنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کر کے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بھیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ یہان سے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پھر لکھنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چند روز قیام کر کے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہون گے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام — بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد — شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار — ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنیکا کچھ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

وله
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن — عیسیٰ بھی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤن

وله
قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے — گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے

وله
مدعی عشق محبت کرتے ہین مجکو منت — ہان یہہ سچ ہے مین نے کی خوبون سے تو ایک سی ہے

وله
برہنہ پا ہی چل مجکو اُس دشت مغیلان مین — جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
علاج دلکو آئے تھے مسیحا سخت دعوے سے — یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا — آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائی نمی یابم — کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست — شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص۔ محب علی نام۔ سندی الاصل ہے۔ وطن سے عبد الرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تھا۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا۔ کبھی برارمین کبھی خاندیس مین رہتا تھا آخر سنہ ۱۰۲۵ ہجری مین فوت ہوا۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تھا۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکھتا تھا پیر پرست و نیک سیرت تھا۔ شاعر بھی تھا کبھی کبھی کلام موزون کرتا تھا۔ جو کچھ کہتا تھا پسندیدہ ہوتا تھا۔ من اشعارہ

بصد امید کہ عمت زوبسے زجا رفتم	ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت وارد	زہم غلط شدہ درکوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید	روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبشِ آب شد در شکست	بغواصی آمد کشش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ	ترازوئے ما را ہمین است سنگ

مسیح ۔ حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص ۔ رکن الدین نام ۔ حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے ۔ مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا ۔ فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا ۔ سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا ۔ شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا ۔ چند مراتب حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اُسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی ۔ مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا ۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا ۔ اُسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی ۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش　　شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دار السلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دار الامن ہند کی طرف متوجہ ہوا ۔ اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا ۔ بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا ۔ عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

و شادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تہا ایکوقت دلی سے تغرجا آباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدر آباد روانہ ہوا ۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا ۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا مسیح برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا ۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اُٹہا مسیح بہی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم و پشیمان ہوا ۔ وہان ایک ساعت بہی قیام کرنا حرام سمجہا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا ۔ بیجاپور مین اُسکی دلچسپی نہین ہوئی ۔ اُسوقت بیجاپور کے قرب و جوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تہا ۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا ۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی ۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا ۔ جب صاحبقران ثانی شاہجہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا ۔ قطعہ یہہ ہے ؎

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خورم و شادو کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان با دتا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی ۔ اجازت ہوئی ۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زادراہ دیکر روانہ کیا ۔ نہایت شادکام و فائز المرام گیا ۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی فوت ہوگیا ہے ۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا ۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا ۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا ۔ شاہ سے بے توجہی دیکہکر شیراز مین آیا ۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکہتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعائے دولت

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر سنه ۶۶ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ؎ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم اُسکا کلیات ایک لاکھہ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ من اشعارہ الفارسی

اگر خواہی که سنجی زور فقر و سلطنت باہم	بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چینی را
سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار	در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر
نالهٔ زارست کارم تا نفس ہا شد مرا	ناله هم فریاد ده هم فریادرس شد مرا
عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن	نیم شبی قضا کنم نالهٔ عندلیب را
پیش قدت آب دہد سرو باغ را	پیش قدت بباد سپارم چراغ را
عشقی که رفته رفته جنون آورد چه سود	دیوانه گشتن از نگه اولین خوش است
کجا از خواب نازان فتنهٔ دور قمر خیزد	نگر در دست و پائش آفتاب افتد که بر خیزد
دل من آتش طورست افسردن نمیداند	چراغی کز دلم روشن کنی مردن نمیداند
مرا از طرهٔ مشکین او یکتا رمی باید	ہمه سامان کفرم شد ہمین زنارمی باید
بر زبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود	ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود
بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش	کنون چشمی که دارم بر نگاہ واپسین دارم
چنان روشن ز یاد روئے او شد خانهٔ گورم	که نتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من
گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن	بی تو گر صد جان دہد یک لحظه نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی		ہم چراغ خانه ہم شمع مزار من توئی

من رباعیات

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیرست		وین گرسنهٔ شوق تو از جان سیرست
در آمدن اے نگار تاخیر مکن		ہر چند که زود تر بیائے دیرست
گر آتش دوزخم نشیمن گردد	وله	دوزخ حیران سینهٔ من گردد
گر پنبهٔ داغ من شود رشتهٔ شمع		ہر چند کشند باز روشن گردد
خوبان که چراغ حسن افروخته اند	وله	در آتش ہجر خرمنم سوخته اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر		روز سیه مرا دران دوخته اند
پیوسته بروئے تو تماشا دارم	وله	دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند ست بهر یک سر موئے تو دلم		من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برخاسته ہو کر ہند مین وارد ہوا۔ اور بندر سورت مین سکونت اختیار کر لی۔ اُسی مقام مین سنه ۹۵ ہجری مین مرزا لطف اللہ عالم شہود مین جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت مین کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ہے ؎ بر سپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت مین آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیه علوم متعارفه عربیه و فنون متداوله ادبیه تحصیل کین اور سخن کی اصلاح بہی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پہر صورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ مین گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کر کے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام مین کماینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر مین ۱۱۶۴ سنہ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بہی صاحب تحفہ کے ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکہتے ہین شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ مہدوردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی ناخوش ہو کر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب صاحب نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اُٹہے آپکی وفات ۱۱۶۴ سنہ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما / کہسار را کند کمری سنگ زور ما

گرفت شور جنونم چنان گریبان را / کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را

نوشتہ اند بتعریف زلف و خال و خطت / جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ہا

ولہ

ماہ من برلب جو جلوہ فروش است امشب / آب از عکس رخش ماہ پوش است امشب

ولہ

بر خاک درت سر شہان است / این قطعہ زمین بر آسمان است

آویزہ گوش عقل گردد / حرفی کہ ز پاک گوہران است

در مشرب عذب خاکساران / شیرینی شہد گر شان است

خوردم چو ہما فریب دولت / این لقمہ تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بہامون / دیوانہ مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم / این پنبہ بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان / فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاہ نے بہی اسی زمین مین ایک غزل لکہی تہی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت ہمہ دم انیس جان است / چون بو کہ ببرگ گل نہان است

از درد دلم مپرس آصف / رنگ رخ زرد ترجمان است

ولہ

دیدہ میداند چہا شب بر سرم بی او گذشت / ہمچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصل غیر از پشیمانی / ز تیر انگشت افسوسے بلب دائم کمان دارد

از کوہ گران سنگ مکافات بترسید / با شیشہ ناموس کسے کار ندارید

ولہ

تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد / کہ زخم کہنہ را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بخود درماندگان را کار بکشاید / گرہ امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

ولہ

بگلزار محبت رشتہ گلدستہ را مانم / کہ عمرم جملہ صرف اجتماع دوستان گردد

ولہ

چہ انسرود ز دو دفتر ایام / کہ خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفرسد نازنینان را بہر صورت کہ ہست / کاش چون آئینہ من ہم جوہری میداشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم	دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم
بسان شیشہ ساعت رفیق کار پیدا کن	بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ	بر پا چو کمانست بیک تیر دو خانہ
بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من	مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری
چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانی	مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصبدار بادشاہی کے فرزند ہین آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور مین والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تہا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی مین فکر رسا رکھتا تہا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تہا - اسوقت مین شاہ سراج برہانپور مین تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بہی اورنگ آباد مین وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پہر وطن مالوفہ روانہ ہوا - پہر آخر سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعارہ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ		بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ
اس حنائی پوش قاتل پہ چھڑک لہو کا رنگ	ولہ	عاشقو لازم ہے اب ہمگو کا سہرا کیجئے
عرس کو مجنون کے ہرنون نے کیا ہے اتفاق	ولہ	وحشیو لازم ہے تم بہی اپنے سامان سے چلو
جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہین		آنسو تہہر ہو گیا آنکہونکی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین	گلرو کی تبسم سے بسمل تلملا ہے ہین

مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص - میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے - فارسی مین عمدہ لیاقت و مہارت رکہتا تہا - خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا - اکثر وجد مین پہڑکتے تہے - شعر گوئی مین مشق کرتا تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا - شفیق اورنگ آبادی تذکرۂ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے - خوش مزاج و خوش وضع تہا ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا - آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار	رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا - اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا -

میر - سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص - سید شاہ میر نام - باشندہ برہانپور مین - مشائخ برہانپور سے تہے - سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت و شوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے - دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے - اسی جوش و ولولہ مین حقانی خیالات و ربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین و مرثئے اور رباعیات و دوہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تہے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم باعمل تہے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ١١٧٥ھ ہجری مین وہرپتہ بچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہیٰ کلامہ۔ آپکی وفات ١١٩٦ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پر کویل پکار رہی	نین یو جانا پی پی ہانک مار رہی
بشکل محراب مین پی کین	سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر
پنگہٹ پہ چل دیکھہ بہار ہجوم حسن	چنچل چلی ہے گہر کو لے سر پر گہڑا اُٹہا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تہے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تہے۔ اچہے کارپرداز تہے۔ فن سیاق مین اچہی مہارت رکہتے تہے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تہے۔ ہر قلم مین علم تہے نستعلیق مین آپکو جواہر رقم عطارد رقم کہتے تہے۔ فارسی مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دار الانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پہر بندگان عالی نے آپکو منصب دو روپین مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام راحت سے بسر کئے آخر ١٢٠٤ھ ہجری مین فوت ہوئے خوش اخلاق خوش اطوار تہے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تہے۔ دوست نواز و محبت پرور تہے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تہے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تہے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تہے۔ من اشعارہ الہندی

تجہ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجہ نین کے ہین حیران	خورشید ڈہال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تہا۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تہا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ مین منشیون مین ملازم تہا۔ خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تہا۔ مزاج مین خاکساری و عاجزی بیشمار تہی دوستون سے خوش صحبت تہا۔ ہر ایک سے موافق تہا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تہا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تہا۔ خوب کہتا تہا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات ١٢٠٢ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ من اشعارہ الہندی

آب آنکھون سے کم ہوا روروو	چشمہ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ رل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بہی اسی طرح مین ایک غزل لکہی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ ناظرین مستفید ہون۔ ہ

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گہڑی تو قسم نکہا جہوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر — نور زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہون تیرا دہن دیکھے — یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے — چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج — زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور ـ میر منصور آسیری

منصور تخلص ـ میر منصور نام ـ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے ـ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے ـ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے ـ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے ـ نہایت آزادی بے پروائی سے رہے ـ آپ افسق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین ـ باقی اشعار کا پتا نہین شاید احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال ـ آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الھندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا — یہہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا — انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا ـ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص ـ الفت خان نام ـ اصلی وطن اورنگ آباد ہے ـ عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا ـ آہستہ آہستہ اس راستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا ـ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا ـ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا ـ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تھا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ ـ آب و رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ ـ مشاہیر منصبداروں مین منسلک آصفجاہی جان نثاروں مین مشہور تھا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص محبت کو قائم کیا کبھی کبھی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تھے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ ـ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے ـ شعرا اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر سامی و میر آزاد بلگرامی غیرہ کے معاصر تھا ـ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا ـ من اشعارہ الھندی

دن بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ — کچھہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
وله
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی وصف مین میری زبان — شوخ جب آتا ہے مہرو سج کے چیر لٹ پٹا
وله
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے — تمنے جفا و جور کئے ہم نے دعا دیا
وله
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو — کبھو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار و خستون کو
وله
کہ نار و گہ عتاب گہے جنگ و گہ غضب — دلبر ہے ان دنون مین دل آزار بیطرح
وله
دلکو خوش آتی ہین یہہ دلبر کی ادا ہین بھولیان — غیر کو دشنام دے کہتا ہے ہمپر بولیان
وله
غنچہ و گل خون مین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح — قند فین ہیریکی انگشتون سے جب ہم کھولیان
وله
داغ دل دیکہ یہہ بلبل کی نہ عرضین ہا نیان — شوخ لالہ کس سے سنکے ہوئیہہ نا فرمانیان

کوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے		تجہسے غمخواری نہوے بن اور آزاری کرے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال و خوش فکر و شیرین مقال تہا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تہا۔ روز بروز بڑہتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تہا۔ لچہمی نراین کا دوست و عنایت فرما تہا سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ شعارہ الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے		جان شیرین جو دیا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن		سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہوین گے کبہو		ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے
خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے	ولہ	پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے		موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کر کہ تجہبن باغ مین		ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے
دیکہہ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان	ولہ	عندلیبان پہر کہان اور یہ بہار اپہر کہان
سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا دون تو سہی	ولہ	خرقہ پشمینہ زاہد کا جلا دون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما		ریش زاہد تخت طاؤسی بتا دون تو سہی
ترش روئی سے ہوی زاہد کو کہانسی آخرش		اس بہانے اسکو مین دارو پلا دون تو سہی
پڑہ نماز یار باہر وقت رندون کو نچہیڑ	ولہ	تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبہیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب		زند داڑہی کو تیرے دہوینگے لائے می لتہیڑ

یہ دل دیوانہ آہون کے تڑاقے جب جہڑے		ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرزا پڑے
قید مین جو کوی سو ہین آزاد اور آزاد قید		قمریان پرواز مین اور سرو کیچڑ مین گرے

مرزا۔ مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص۔ مرزا محمدی بیگ نام۔ اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبداروں مین ملازم تہے فن شعر گوئی مین سحر پرداز تہا اور سخن گوئی مین یکتا و بے انباز تہا۔ سلیم الطبع و فہیم المزاج تہا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تہا۔ تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کر لیتا تہا۔ کلام ہندی مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تہے مگر بہت ہی کم۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ شعارہ الہندی

میرا غم نامہ اے قاصد سجن کے ہات بردیجو		یہی مضمون ہے اسکا کہ انجہو آنسو بہگو دیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہین رہی		پیغام پہنچا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس۔ محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص۔ محمد جان نام۔ روضہ مقدس خلد آباد کے رہنے والے۔ شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین مین سے تہے۔ مستعد طالب العلم تہے فارغ التحصیل نہین تہے مگر ذی استعداد صاحب سواد تہے۔ شعر ہندی و فارسی مین مشق کرتے تہے۔ میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تہے۔ ذکی الطبع و ذہین تہا۔ شعر خوب کہتا تہا ہم عمرون مین بڑہا ہوا تہا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہا سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا۔ سنجیدہ مزاج و خوش طبع تہا۔ من ۲ شعارہ الہندی

دسیین عزلت مین مئی حدت کو پیدا کیجئے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو

خم مین رکہہ یہہ دانۂ انگور صہبا کیجئے
دیدۂ عالم مین ہیرے کی طرح جا کیجئے

مضطر ـ شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص ـ شیخ احمد نام ـ اورنگ آبادی المولد ہے ـ کتب درسیہ علوم سے فارغ التحصیل وستعد تہا ـ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب مین سعی کرتا تہا ـ زر بازو محنت سے پیدا کرتا تہا ـ آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی ـ شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا ـ خوش کلام وشیرین سخن تہا ـ آپکا کلام نزاکت ولطافت سے خالی نہین ہوتا تہا ـ آپکا انتقال ۱۱۹۴ سنہ ہجری مین ہوا ـ من اشعارہ الہندی

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جتب

اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے
تمہین یارو کہین ہبات کا کچہ انت پاتا ہے

محرم ـ محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص ـ محمد ماہ نام ـ آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین نکرامی کے نواسہ تہے ـ شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین ـ نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب وصوبہ داری برار سے ممتاز تہے ـ مدت تک برار مین بہادری وشجاعت سے کام کرتے رہے آخر رگہو غنیم کے جنگ مین صوبہ مذکور ۱۱۵۵ سنہ ہجری مین شہید ہوئے ـ محرم کے بڑے بہائی باپ کے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے ـ محرم منصبدار تہے ـ جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم وذہین تہا ـ فراست ومتانت سے موصوف تہا ـ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا ـ کم گو تہا جو کچہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا ـ اکثر فارسی شعر کہتا تہا ۱۱۶۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا ـ

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا
بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے
شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا

ولہ

صفائی آئینہ ہے یار اُسکے عکس عالی کا
سلے جیون خار اُسکو ہر گل نازک نہالی کا
گل پہ شبنم نہین ہے اُسکو می پلاتی ہے بہا
تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد ـ میر منور برہانپوری

مراد تخلص ـ محمد منور نام ـ آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی ـ آپکے والد ماجد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تہے ـ آپنے تعلیم وتربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع وخوش فکر تہے ـ کبہی کبہی کلام موزون کرتے تہے ـ تقدیر یزدی سے آپکے والد ماجد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال وپریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے ـ نوابصاحب اُسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے ـ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا ـ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا ـ آخر ۱۲۰۸ سنہ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی ـ من اشعارہ الہندی

اپنا دامن اشک پرخون سیتی افشان کیجئے
خوب نہین دیوانگی مین شہرت کا بود وباش

بیٹہئے صحرا مین اور سیر گلستان کیجئے
مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجئے

کیجئے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا — بے تکلف سیر باغ کوئے جانان کیجئے
آخرش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور — بیٹھے بیفکر کیا چلنے کا سامان کیجئے

مہندی - میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضیٰ نام - سید صحیح النسب ہے - اورنگ آبادی المولد ہے - حیدر آباد مین نشو ونما پایا - ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کرلی - اور شعرگوئی بہی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تہا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تہا - سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تہا - پچھی نرائن لکہتے ہین کہ مجہکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۱۷۲ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی - {مہندی شہید شد} "نام ملازم" ۱۲ اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہیٰ کلامہ **من اشعارہ المہندی**

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدا وہی کی — گل نے اپنا اتبک چاک گریبان نہین سیا
ولہ — خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین — مین ہزار داغ تجہ دلبر سراپا مین یہہ پیا
ولہ — تجہ رنگیلے لب کے یک بوسہ نے خواہش ہیچ دل — رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا
ولہ — نان داغ دل ہمارا آب آنکہونکا سرشک — عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچہہ کہایا پیا
ولہ — بوجہتے ہین پشم کر فرش تجمل خاکسار — نقش قالین سے نہین کمتر ہے موج بوریا
ولہ — چار دن بچہڑا تہا سجن ہمپر قیامت آگئی — مہندی حیرت ہے تنہا خضر اتبک کیون جیا
ولہ — ہے کسی مکہ کا تاب دیدہ ہوا — یون جو آئینہ اب دیدہ ہوا
ولہ — گرم جوشی ستی خورشید نقا گہر سے نکل — ہوگئی صبح دم سرد کے بہرتے بہرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ — ولہ — ہوا ہے اُسکے عکس رو سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے ستی اُس کے — پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نہین — ولہ — بانکی بہوان چڑا کر ترچہی کرین نگاہین

مستعد - آقا صابا

مستعد تخلص - آقا صابا نام - آپکا اصلی وطن رَی تہا - آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے - نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے - نواب مہمان نواز وغریب پرور تہے - آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی - آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے - نوابکے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے - آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت ومرحمت پر تہا - پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دِلّی روانہ ہوئے - اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے - شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے - نواب شہید کی توجہ وعنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے - آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو وپسندیدہ خو تہے - عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے - باجے راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودن تو مرتضیٰ علی — شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہون گے - آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرائف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ سنہ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہوگیا ہے۔ من اشعارہ الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن	نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	ز در غافل درآ عیش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگونی رخ زردم بہجر ای گل	بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم انگہ	ز بحرین دو چشمم درفشانی را تماشا کن
بیا یکدم بہ بزم مستعد اے غنچۂ خندان	رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص ۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتھ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر بندگانعالی

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہرشناسی سے منصب مقرر کر دیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میان مبارک بہی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشٹی متعلقہ برار مین تھی۔ اور آشٹی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بہی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل قاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبہی غزل و رباعی بہی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً ۱۱۹۰ سنہ ہجری مین واقع ہوئی آشٹی مین مدفون ہوے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون ۔ رائے مدن سنگہ

موزون تخلص ۔ رائے مدن سنگہ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تہا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگہ مدن سنگہ کے والد نواب اعزاز الدینخان بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اولاً دار الانشا مین میر منشی تھے۔ پہر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوے

اور رائے مدن سنگ نواب آصفجاہ کی سرکار میں مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تھا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست میں مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقوں کے اٹھائے قلعہ سے باہر نکلے انہیں زخموں کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر میں سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد صاحب سواد تھا سخن سنجی و تاریخ گوئی میں یگانہ ظرافت و لطائف میں مشہور زمانہ تھا۔ انشاپردازی میں بے نظیر و سخن دانی میں روشن ضمیر تھا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تھا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار میں معزز و مکرم تھا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح میں لکھا تھا ہم وہ قصیدہ ذیل میں گزارش کرتے ہیں۔ آپ صاحب دیوان تھے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہیں ملا ہاں اشعار منتخبہ ملے ہیں وہ بھی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں

من اشعارہ الفارسی

گرد گلشن جلوۂ رنگین یار آئینہ ہا — میرسد بعرض قدم بوس از بہار آئینہ ہا

روشن قد تو دیدند کہ دارند ز سرو — دایم انگشت ندامت بلب خود جو ہا

شب کہ یاد ماہروئے در دل من راہ داشت — چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت

بیجا کنند غمزدگان شکوۂ فلک — موزون چہ فتنہ ہاست کہ در چشم یار نیست

لب اگر ہر دین محفل تبسم آشنا گردد — دل از ما بوی گل مستی ز می آب از گہر گیرد

از اخگر و سپند تپیدن خریدہ ایم — از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — روکشش آفتاب می بینم

بسکہ من شیفتۂ چشم سیاہی شدہ ام — سرمہ گون پرتو مہتاب شود در بامم

سخت حیرانم چسان بر من گوارا کردۂ — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن

زسر کوئے تو رفت آئینہ ترسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو دامان دامان

میکند صید خود این کج کلہان را آسان — آفریدہ ست خدا آئینہ دام عجبی

قصیدہ

قلم بمدح یگانہ خسرو نمودہ رنگین قصیدہ سر — کہ حسن ہر حرف اوست روشن ز آب خود ہمچو شمع گوہر

نوید نصرت ز حرف ہاتف رسید وقت سحر بگوشم — کہ زخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر

برائے تحریر متن وصف جہان خداوند مہر سیما — گرفتہ ام ز ریاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیدہ مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — ز مشک اذفر مداد کردم لے مخمر بآب کوثر

دبیر گردون اگر بہ بیند عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواہد قصیدہ من گہر فشاند ز عقد اختر

زہے جوان بخت بادشاہی کہ ہست ہم عصر بزرگواران — جہان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوہ و زمانہ داور

بعدل کسری بقدر دارا بزور رستم بجود حاتم — بتخت سرور بعزم برتر بعقل قیصر بدل سکندر

برائے نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — ہر آنچہ آرد قضا بامضا ہر آنچہ دارد قدر بمقدر

زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر است عہدش — لبش چو عیسی یدش چو موسی خوش چو یوسف دلش چو حیدر

چرا نبالد جہان بدورش کہ حرف عدل است ہمت او — چرا ننازد جہان بعہدش کہ جرم بخش است بندہ پرور

چرا نباشد غنی و مسکین بہ لذت عیش محفل آرا — کہ دور او ہست راحت افزا بہ بزم چون دور ساغر

کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — کہ پیر گردون بہ پیش رایش بود بستی خوان چو طفل اصغر

ز ذات والا صفات ناصر بود جہان را بہار خوبی — بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا ہمیشہ

مسرت ۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص۔ شیخ وزیر علی نام شہر دلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق وفائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد ۔ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نہ رکہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

مرہون ۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین۔ سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدرآباد دکن مین آئے

راجہ چندو لال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار پر مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ

پہر آرزوئے دلکو حرمانے خون کیا ہے	گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا
جز ایک نگاہِ خشم کبہی اسکی خو نہین	قسمت تو دیکہہ یہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق ۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعراء لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کر کے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے۔ آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین ـــــ سنہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر۔ چہرہ کشادہ کور چشم تہے۔ **من ۲ اشعار ۲ الہندی**

بے اجل اُسنے کئی ہیر یکے کہائی ہو گی		جسکو جنون تیری ہی نظر آئی ہو گی
ہے یہہ ہی افسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو		کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شیرازی کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعرگوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چندروز قیام کر کے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود ۵ــــ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ **من ۲ اشعار ۲ الفارسی**

آلہی تیرگی بخشد کسوفی آفتاب را		غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آری

میرک۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص۔ میرک معین نام۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو و نما ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تہے۔ طبیعت مین فراست و متانت تہی شعرگوئی مین مشہور و معروف تہے۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے۔ خدمت مین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن مین پہنچے اُسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت رکہتا تہا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال و فارغ البال رہے آخر ـــــ سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ **من ۲ اشعار ۲ الفارسی**

یافت ہر کس دوستی خودرا چرا گم میکند		خضر گاہے خود نمائیہا بہر دم می کند
تا شمع روئے دوست نیابد نشان من	وله	درظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل
کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم	وله	ہا کسے یکدم آشنا نشدیم
باعث با خود آشنا نشدیم		جز رفیقی نبود تنہائی

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تہا - صاحب علم و فضل تہا - انشا پردازی و عبارت نویسی مین بے نظیر تہا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تہا - شعر خوب کہتا تہا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تہا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تہا - کلام کے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمدنگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین باریاب اور منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تہا آخر ٩٧٢ ہجری مین فوت ہوا - احمدنگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو / برہگذار تو دلہا چو اخگر افتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور ہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتہہ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچہی استعداد و مہارت رکہتے ہین شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی وصفی الہ آبادی المتوفی ١٢٩٥ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشید و لائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین - آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی - ادام اللہ بقاہ - من اشعارہ الہندی

تہام کر دل وہ بہی روئین ایکبار اتنا تو ہو / میرے نالون مین اثر پروردگار اتنا تو ہو
لامکان پر چہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو / خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو
ہنس پڑے وہ دیکہکر پروردگار اتنا تو ہو / آنکہہ سے ٹپکی محبت دلمین پیار اتنا تو ہو
نالۂ آتش فشان کبتک یہہ ٹہنڈی گرمیان / جل بجہے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو
اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا / اُن کے دلمین جا کے آؤن اختیار اتنا تو ہو
معنی لاتقنطوا سمجہا دو آکر خواب مین / بہر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو
وہ اُدہر بیخود رہے اور مین ادہر بیخود رہون / لطف اے مائل دم بوس و کنار اتنا تو ہو

معلیٰ - محمد مظفر الدین حیدرآبادی

معلیٰ تخلص - محمد مظفر الدین نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے - اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے - ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی - معلیٰ کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی - عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے - فی الحال آپکی عمر قریب ساٹہہ برس کی ہے - سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین - کلام درست و صاف ہے - اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین - ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے - من اشعارہ الہندی

دل سے دہیان اُس شوخ کا جاتا نہین — غیر کا ہرگز خیال آتا نہین

ہرطرف اُس شوخ یکتا کے سوا — دوسرا کوئی نظر آتا نہین

ہے جرم گنہگاری کا خوف — ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین

اسقدر محو جمال یار ہون — مجکو اپنا ہی خیال آتا نہین

ولہ

چال کچھہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج — آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون ۔ خواجم قلیخان

موزون تخلص ۔ خواجم قلیخان نام ۔ ذوالفقارالدولہ قائم جنگ خطاب ۔ آپکے والد نذر بی ترکمان شرفاء توران سے تہے ۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے ۔ ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے بتقریب سفارت آئے ۔ اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے ۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولبارس خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا ۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا ۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا ۔ خواجم قلی خان مذکور اُسوقت ایک سالہ عمر رکہتا تہا ۔ بچہ شیرخوارہ تہا بگلر بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر عرحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا ۔ چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا ۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر پر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے ۔ آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا ۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا ۔ پہر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا ۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا ۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا ۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا ۔ بعد ازان کبہی بگلانہ کی فوجداری کبہی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا ۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امراء نامی مین ناموری حاصل کی ۔ ذوالفقارالدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا ۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا ۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا ۔ اُسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے ۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی وہ پرگنہ جالگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبۂ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی ۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تہے ۔ سلام کے وقت محبت سے ہیر ہاتہہ رکہتے تہے ۔ قافقتالی تحفۃ الشعرا مین لکہتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تہا ۔ شعرگوئی مین بہی لیاقت و سلیقہ رکہتا تہا ۔ ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تہا ۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین ۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را — برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن — ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا — توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن — ز سوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را
ز بس خورده است از جوئے وحدت گلبن طبعم — نسازد فرق کس از برگ گل برگ خزانم را
دلم همچو صدف وا رد امید قطره از جودت — گهرافشان ز جود خویش کن یارب زبانم را
ز پندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون — چو نے دمساز کن با نغمه پردازی دهانم را

وله

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا — چو شمع آرائش دل گل کند سوز و گداز اینجا
جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم — که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا
به پیش چشم مست نیست کارم جز بسجود امشب — چو مینا می کنم در عین مستیها نماز اینجا
بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب — بچشمم هر گیاهے می نماید سرو ناز اینجا
ز سوز شمع آید نکهت مشک ختن هر دم — اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا
زیکرنگان عشقش زاهد از مشرب چه میپرسی — میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا
براه عشق همنشین یکزبان بے چشم تر موزون — چو شمع از کف مده سر رشته سوز و گداز اینجا

وله

ز بس دارد صفا از جوش حسنش هنگرم امشب — بجائے اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب
بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم — چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب
خیال شمع رخسارے که دارد گرم پروازم — که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب
بسان شمع سرگرم ست بهر سوختن آهم — نمیدانم هوائے کیست یارب در سرم امشب
نمیدانم بسینه آتش روئے که شد داغم — که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب
ز بس یاد بنا گوشش هم آغوش خیالم شد — توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب
بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من — ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب
ز بس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او — برنگ غنچه می ماند قبائے اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگه موزون — طپیدن می برد دل را برنگ دیگرم امشب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص ۔ عبد القیوم نام ۔ تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا ۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے ۔ اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے ۔ طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے ۔ گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے ۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے ۔ قانع و صابر تھے ۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے ۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے ۔ آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے ۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے ۔ تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین ۔ اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعد و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے ۔ اور کبھی ہنستے تھے ۔ آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے ۔ شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے ۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے ۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور شیخت مین معروف تھے ۔ آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہیٰ کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لا جاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید وتلاوت کلام حمید مین اوقات شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتہہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم وتکریم کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکہا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف مین آپکا حال بہی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبدالباسط عشق تخلص مین آپکا ذکر خیر بہی ردیف عین مین لکہا گیا ہے۔ ملا عبدالقیوم صاحب ترجمہ حضرت عشق کے فرزند دلبند مین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب فائق تھے طب یونانی کے ساتہہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی کے ساتہہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا مین باپکے ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور یہ آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب شوستری ستاد الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین مابہ الامتیاز نہین ہوتا ہے جو کچہہ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے بیت نواز و غریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطرداری و مدارا کرتے تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تہا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تہا۔ صبح و شام آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام رہتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری و غربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردئی قوم مین بے نظیر تھے۔ درم سے قلم سے زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تہا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار بنتے تھے اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری قدرۃً آپکا خمیر تہی۔ کبہی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بہیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس خیدہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔ آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھہ وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۲۳ سنہ ۱۳۳ ہجری مین فوت ہوئے حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعار الفارسی**

بیاد زلف و رخ آن نگار گرید و خندد
مریض عشق بلبل و بہار گرید و خندد

چنان بعشق تو رسوا شدم که دشمن و دوست
مرا ببیند و بے اختیار گرید و خندد

نشان گریه خونیست خندهٔ عاشق او را
ببین صراحی مے آشکار گرید و خندد

چو شمع آنکه درین بزم یک شبے گذراند
عبث بزندگی مستعار گرید و خندد

دہان خنده بگوئیم یا که دیدهٔ خونبار
جراحت نظر دل نشکار گرید و خندد

حضرت شیخ سراج الدین جنیدی [illegible] مدفون ہوئے ہین [illegible] ۲۹ رجب ۱۳۲۵ [illegible]

در حریم وصل او داماں اگر پیچیده ام
ولہ
دامن حشر نیست پنداری که بر پیچیده ام

گو سیه روزم ولی چون شام اے خورشید روے
آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام

جعد او ہمچون سیه مارے که باشد شعله دم
می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام

بر درش ملا بشکل حلقهٔ بیرون در
سر بسر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام

ولہ

آنکه راز ست و نگردد باز تقدیر ست و من
و آنکه باز ست و نه بیند چشم تصویر ست و من

از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست
گر ازین تدبیر نا ید کار تقدیر ست و من

ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او
نے ہمین خورشید و مه حیران تنویر ست و من

ولہ

افتادگی مقابل خصم زبون مدان
چون شیر در کمین و یم سینه بر زمین

گران رقیب کرده جدایم از و چه باک
شیطان و آرمند پئے کینه بر زمین

ملا حکایت دل و جان دادنت بباد
ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام
جاہل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده اے خیام
دختر البته بر تو گردیده حرام

ولہ

از آتش فرقت تو اے میر حسن
سر تا قدم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاؤس بباغ حسرت
صد دیدهٔ انتظار واگشته ز تن

ولہ

مینا آسا ز سربلندان باشی
چون باده بکام مستمندان باشی
اے گلبن امید بباغ جاوید
چون گل بفشانی زر خندان باشی

قصیدهٔ غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گره‌گیر تو بچنال گره مسلسل است ز خال تو در خیال گره
بروی خال چو از موی میزنی گرہے فتد بسلسله مویه ام ز خال گره
خیال خال گره میزند بهر دل صاف چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره
چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال کبوتر دل ما را زنی بحبال گره
تو شحنه و عسسی دزد خال را بهمین که بر زنی همه بر گردن رجال گره
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
بکار و بار دل خلق تا گره زدهٔ فتد بتار تو از صنع لایزال گره
دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن ازین حبال تو بندی بران غزال گره
ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط نهادهٔ همه از خوف انتقال گره
گره فتد بدلم زان دو زلف پر چینت چنان بر آب زند جنبش شمال گره
رخ تو گنج صفت زلف پر شکن بر جنت چو اژدری که همی بر زند ببال گره
چو آفتاب جمال تو سر نهد یا قول زنی بزلف گره‌گیر بر جمال گره
بهر گره که ببندی کشوده عقدهٔ دل بلی به بست و کشاد دل است دال گره
ز بستن تو کشاید درے بخسته دلان حیرت که بسته برینگونه محال گره
ز مشکسائی هر عقده ات مگر ای زلف بخون خشک زند نافهٔ غزال گره
بسان سلک درر آری بهم بود بنظم چگونه بسته ای زلف ز اعتدال گره
دلے بهر گرهٔ زلف تو بدان ماند که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره
ز بسکه بر سر موئیت گره زنی بگره هماره روز و شبت مست اشتغال گره
گره زده بگره از برائے آنکه دلے نریزد از گره و زد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی زلفت همیزند همه بر وعدهٔ وصال گره
ازانکه دور و تسلسل محال میداند عقول فلسفیان زن باعقال گره
سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے چه معجز است بیک موئے بر جبال گره
کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره
چو رشتهٔ گره سال شه ببست ای سرو زنی بکاکل خود هم علی الطوال گره
چو عمر شاه درازی و پر گره ای زلف نگر که میشود امروز جشن سالگره
چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی ملک ز بوسه زند بر سر لعال گره
بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره
برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه نگر چو صفر عدد بر فزوده سال گره
باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره
بقلب تست چو آدم لآلی بسیاره بدسگال تو افتد در انتسال گره
شها بابرو تو کان ز قوس او ادنی است مباد هیچ گه از غصه و ملال گره
برشتهٔ امل دشمنت کمند مثال همی فتد بتو امالی و اتصال گره
چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته سر عددی تو گردیده بر نصال گره
ز انکه سفته سنان تو بند بند عدو پدید گشته ز سر تا بپائے نال گره
حباب لجه هیجا مفارق اعدا سمند تست نهنگش بیال و یال گره
ز سهم رمح تو دشمن مگر گسسته شود چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره
مگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو دیا که بسته باطراف و خبال گره
اگر عدوے گره بر همی برد گرہے ز لایزلل بیفتد بلا زوال گره

هلال ناکه رکاب تو گردد از سر شوق
بزیر آید و گردید بر دو دال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است
زبدر برزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاه بود باکشاده پیشانی
نزور چین بجبین یار پُر دلال گره

کشود نافه و بشگفت غنچه از خلقت
بهیچ شے نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجائے بغیر قلب عدو
ازانکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره

نسیم حکم تو زلف بتان پریشان کرد
ازانکه بسته بدلها با حتفال گره

بخصلت اش نه پسندی گره ازان اینها
که عادلان نه پسندند بر خصال گره

ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم
بار تجمال زدوستند بر رحال گره

رحال را بسر پشت جمال می بندند
چنان بپیچ حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی
بدو ز پوزنه بسته هست بزغال گره

بصره هائے زر و سیم چون گره بزنند
کشاده ز سر شان نواز نوال گره

که نوال تو باج همچو بازرگان
نموده پُر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی ویزند
قبا دبر دهن سائل و سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق
ز تنگهائے زرین بسته بر جلال گره

موظفم بمدیح تو در دکن شاها
همیشه داده کمر را با متثال گره

چو نیست هیچ کسے تا که قدر من داند
بردم بدامن عزلت به اعتزال گره

رسد بخاک نشینان ز رشحت از فیض
ز قطرهائے سحاب ست بر طلال گره

شکسته حالی من از زبان حال شنو
نه از مقال که گردد بلب سوال گره

چنان وهم زگهرهائے کار خود بتو عرض
فتد چو در گره هم بے منال و مال گره

مرا ز چشم وفا نیز این اشاره رسد
که در وجود و عدم هر دوشان مآل گره

شها منم که بسے عقده هائے لاینحل
کشوده ام بمقالات انفصال گره

چو نیست مادح شه عجمی لال زبان
چرا بمدح بیفتد گه مقال گره

مرا که طبع روانست چون فرات نشد
جبال قافیه هایم بقیل و قال گره

نهم چو نیل بکهسار نقط روئے سخن
روان کنم و نیاید دران مجال گره

ز تیز زبانی من بین درین چکامه نغز
همه بسلک سخن گشته چون لآل گره

سخن گره بزبان سخنوران کردم
چنانکه گشته سخن بر زبان لال گره

سخنوران زمانه گره بسے زده اند
نیافته ست بدینگونه انحلال گره

مرا بعرض هنرها کشایشے دگرست
اگرچه طبع ملولم شد از ملال گره

اگرچه بسته و بکشاده ام گره صد بار
ولے نه بسته یکے هم با بتذال گره

صبا بگو بغزال غزل سرا از من
که نافهٔ تو نه بسته بدین کمال گره

گره ز بسته ام و بسته ام گهر ز انصاف
همین بعرض رسانید از زبان حال گره

من ۲۰ شعاره ۲۸ لهندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے
ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

یہہ دہاں قفل ہے یا قفل دہان یار ہے
کہئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے یہہ دھبے خون کے کیا آپکی تلوار پر
یا کہ آب تیغ سے پھولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن
تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہردار کی — یا زبان تیغ کافر کا بھجن آہن مین ہے
زندۂ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا — دیکھیے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے
سر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا — گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائین گے — ساماں ملے کہان سے جو ہم گھر بنائین گے
یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ — توڑین گے بار بار مکرر بنائین گے
تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب — ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے
تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری — عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائین گے

رباعی

ہے مجھسے وہ دور اور ہے دمساز رقیب — یہہ اپنے مین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب
کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام — حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین — ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین
نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم — ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین
سچ بتا دعوی مسیحائی کا پہنچا ہے کسے — تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہین
لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا — سرد مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین
کسطرح کھا گئے ان سینتون سے دھوکا — نقد دل آپکو للہ یہہ بہلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص - غلام محمود نام - ابو المعین کنیت - آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھونی مین واقع ہوئی - اور آپکا نشو ونما وہان کی آب ہوا مین ہوا - آپ عالم شباب مین تقریبا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے - حافظ قرآن تھے - آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کبھی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تھے - جب تراویح مین قرآن سناتے تھے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تھے - تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تھی - صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑھتے جاتے تھے - نہایت ہی خوش الحان تھے - سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تھا - عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئے - بناءً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے - دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی - اور جسقدر مال کسب ہمراہ لیگئے تھے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے - والدین کے فرمانے سے شادی کرلی - جو کچھہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تھا - آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا - شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچھہ پیدا کرتے تھے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکھہ کے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تھے - والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے - والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلۂ براق پنجی مین فروکش ہوئے - آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تھی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تھی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب و مولوی صدر الدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے - اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی - اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا - نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا - نواب صاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپ کو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب ترجمہ مدت تک نواب ممدوح کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب کی خدمت مین لکہا کہ کوئی لائق منشی بہیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔ منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے، مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتہہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بہیجدیا۔ دیوان صاحب نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک سالار جنگ رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس پر بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دوسو ماہوار آپکے مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیمابین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکہا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سر مو کوتاہی نہین جائز رکہتے ہین اب اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایک سو پچاس روپئے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور بکمال بندہ نوازی سے آپکو منصبدارون کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبدارون کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۲ھ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ترجمہ کے تفویض رہا حافظ صاحب ترجمہ نے جب دو بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبہی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ ہجری دنیائے ناپائیدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی و عربی و انگریزی مین لائق و فائق تہا ۱۳۱۵ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم و الفنون تہے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تہے۔ ناظم و ناثر تہے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکہتے تہے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تہے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابو القدر حاجی عبد القادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تہے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مدار عشق بر صبر ست و آن نبود دل مارا		خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا
بیزند ابروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا	ولہ	میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جو یاست دلم ناوک مژگان ترا	ولہ	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	ولہ	زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	ولہ	مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا
عزم مدینہ باز بود در دکن مرا	ولہ	ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرّہ پر تاب	ولہ	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	ولہ	بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب	ولہ	کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو		بزیر پائے مرا ہست و بر سر آتش و آب
تا در دلم خیال لب نوش دلبر ست	ولہ	مستغنی از تصور تسنیم و کوثر ہست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش باین دل لب تشنہ رہبر است
کسے گدائی کوئے تو اختیار کند	ولہ	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند	ولہ	آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نورستہ اگر می آید	ولہ	غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ	ولہ	وحشت و حزن و جنون میرا بڑہایا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے	ولہ	رکھتا ہون نام محمد کا مین ستہرا تعویذ
خط برخسار تو دارد شوکت شان دگر	ولہ	گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر
ہر خم زلفت بپائے دل بود بندے دگر	ولہ	میشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر
چو حسن جلوہ کند با رخ جہان افروز	ولہ	بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز
بیروئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز	ولہ	در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس	ولہ	دل را غم چون تو دلستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش	ولہ	ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص	ولہ	عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص
از سراپائے چمن روئے توام باشد غرض	ولہ	از ہواہائے یمن بوئے توام باشد غرض
ہرگز نشد بگلشن و گلزار انبساط	ولہ	چون شد مرا بہ سید ابرار انبساط
الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ	ولہ	جواب قالو بلیٰ کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع	ولہ	از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ	ولہ	مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف	ولہ	پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف
سرور ایجاد و تکوین است عشق	ولہ	مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک	ولہ	ز مہرۂ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گرد چمن ریختہ گل بر سر گل	وله	خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل
ز التفاتی کہ بزنجیر زلف او دارم	وله	ہزار طوق تو گوئی کہ در گلو دارم
کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین	وله	موجۂ طوفان نماید ہر شکن در آستین
شاہی کہ بود بدل گدایان کرم او	وله	عدل است بما ہر چہ رود از ستم او
ای از فروغ نور رخت انور آئینہ	وله	با زیب طلعت تو صفا پرور آئینہ
غنچہ دہان من بگو سرو روان کیستی	وله	سرو روان من بگو غنچہ دہان کیستی
غنچہ ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل		در چمن مراد دل سرو چمان کیستی
زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل		چون نشوی تو آرام دل در پی جان کیستی
صورت رشتہ در نظر شکل تو ہست جلوہ گر		ابدل زار گو کہ در فکر میان کیستی
در شب تیرہ من ز غم نالہ و آہ میکنم		تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی
نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی	وله	نشاندی زلف خاطرہا پریشان ساختی رفتی
دل من چون تنور از سوز ہجران ساختی رفتی		روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی
ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان		زگہ بر کہربا جذب نمایان ساختی رفتی
ز مردم بردہ چشمان تو دل در طرفة العینی		بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعارہ الہندی

خال پیدا رخ پہ تیرے بت پرفن ہوا		کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا
جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا		پھر نہ بار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا
جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے ہین وہان		کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا
دلمین اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال		یہہ چراغ دیر بیت اللہ مین روشن ہوا

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الورا سے ربط	وله	کیونکر نہووے اُسکو ورا الورا سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام		رکھیلے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط
حشر و نشر کا ہول نہوگا مجھے کبھی		رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط
کھا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان	وله	آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان
ہون سگان کوچۂ محبوب کے یارب نصیب		تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان
دام مین گر دم نکلجائے تو لے صیاد تو		تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیان
ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین	وله	کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین
سیر گلشن جو کیا کرتے ہین		گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین
عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک		ہم سے مت پوچھیہ کیا کرتے ہین
دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ		رات واللیل پڑھا کرتے ہین
وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے	وله	اے سرو خرامان تو بتا مجکو کہ کیا ہے
دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف		یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار		محراب حرم مین یہ سیہ مست پڑا ہے
دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر		یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے
جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی		پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام - عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص - میر شہاب الدین نام - غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دلّی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین
ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری
مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے فکر مین تھے کہ ایک ساتھہ تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قئے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین شہر دلّی مین واقع ہوئی نشو و نما بھی وسی شہر فیض اثر
کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اُسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی
تھی۔ والد ماجد آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمدشاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کرکے آئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندون کی طرح رکھتا تہا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار
دکھلائے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق
نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی کہ بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی
سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سونچہ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اُسوقت

احمدشاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھہ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے مین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سونچہ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہیے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تھی آپنے اسیوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہرچند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے۔ اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عموی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آبا و اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک یابو و چابک ہند مین وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے۔ اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھہ مین گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا اابتک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورشی کی اب ہم کرین گے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا۔ آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت مین رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے
بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد　　طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعدمین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدارالمہام
تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی۔ ہولکر کو مقام
خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوی۔ بیمحابا علی الصباح ہولکر
کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اُس روز تیموریہ خاندان
کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دلّی مین پہنچے
ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کرا کے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو
امیرالامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسی روز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷؁ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو
مع والدۂ شاہ مقید کرلیا۔ اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین
کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی
آنکھون مین سلائی کھنچوائی ۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳؁ ہجری مین۔ پہر چند مدت کے بعد عزیزالدین
عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین
کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا۔ آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر
چند مدت بندر سورت مین رہے۔ اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے
مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ۱۱۸۹؁ ہجری مین بہشت برین کو
روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد مین نصیرالملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی
اولاد مین معلّی جاہ۔ قطب الملک۔ حمیدالدولہ۔ مجیدالدولہ۔ مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے
تمام کو جاگیر سیر حاصل عنایت کی خوشحال و فارغبال رہے اونکی بنا پر مین ایک بزرگ
حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر پر بحال و برقرار تہے۔ مجیدالدولہ
بہادر و حمیدالدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تہے۔
گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تہے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے تہے
اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کرسکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی
اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تہے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو
پسند کرتے تہے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتہہ رکہا۔ آپ شعرگوئی سے
نہایت ہی دلچسپی رکہتے تہے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تہے تحریر و تقریر و حاضر جوابی
مین بے بدل تہے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے
مرغوب دل پسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تہے۔ آپ
صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسیٰ ندی
کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب
کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مریزاے سنگدل خونم
زخط گر حسن خسارت فزون ترشد عجب نبود
ایکہ از روز قیامت خبرے می گوئی
دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست

وله

کہ بعد از کشتنم سوے ندارد لب گزید تہا
صفائی تازہ دارد سبزہ گرد رد مید تہا
گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
کہ بکام دل ناکام دل آرامم نیست
بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست

بجاست عہد وفا گر بما نیست درست	وله	کہ ہست زلف تو در شیوۂ شکست درست
بگو چہ چارہ کنم از پئے تواے سر فکر		نماند جیب من از دست بر ود ست درست
زباغ رخت سفر در بہار نتوان بست	وله	شگوفہ بر سر شاخ ہست بار نتوان بست
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت	وله	بندہ ام سودائے دل را کان خرید و این فروخت
دولتے ہست نصیب تو اگر دیدہ تر است	وله	چشم گر اشک ندارد صدف بے گہر ست
تا چسان آگہی از حال منش دست دہد	وله	یار من بیخبر و نالۂ من بے اثر است
غمزۂ چشم فزون سازت مرا از خویش برد	وله	آنچہ عشقت باد لم میگفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینۂ صاف بیار	وله	جلوۂ مفت است اگر دیدۂ بینا داری
بادشاہ کشور دین حضرت مرسل کہ ہست	قصیدہ استغاثہ	جملہ موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیرہ انداز د نگاہ فیض بخش		ور بسنگ خارا بکشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گرد د از اعجاز او در ثمین		خاک تیرہ گرد د از فیضش زر کامل عیار

نصرت ۔ میر محمد نعیم

نصرت تخلص ۔ محمد نعیم نام ۔ دلاور خان خطاب ۔ وطن سیالکوٹ ہے ۔ آپ کے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت مین ملازم تھے ۔ دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز ۔ میر محمد نعیم صاحب ترجمہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس مین ممالک دکن آصف جاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن میں آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا ۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا ۔ پھر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے ۔ پھر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا ۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا عمر زندگی بسر کرتا رہا ۔ آخر ۱۱۳۹ سنہ ہجری مین فوت ہوا ۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا ۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم		نصرت پسرش ز جان و دل تسلیم است
عیسی ہست بزندہ کردن مردہ دلان		ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصف جاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا ۔ ۱۱۸۵ سنہ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا ۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا ۔ آخر ۱۱۹ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا ۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بلے و می نابے کہ میسوزد مرا		آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
پست فطرت را بود معراج روزہا فتن	وله	مور را تخت سلیمان ہست سنگ آسیا
می دہد از شام غربت صبح وطن	وله	بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا
بسکہ دارد داغ حسرتہا دل پر درد ما	وله	جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
صبح محشر شد و از شب باقی ہست	وله	سخن از زلف ایا زست امشب
رہروے را نخرد کار است	وله	ہست کورنگ بروپش بار است
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند	وله	سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

وله
هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست
آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت

وله
اینقدر بر خود منازای چرخ صبحت شام شد
در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط
نان خشکی دارد آن هم صبح هست شام نیست

وله
فراموشی می پیمانهٔ کیست
زخود رفتن ره میخانهٔ کیست

وله
کی بد گهر ز صحبت نیکان رسد بفیض
گر سنگ جزو کعبه بشود بی شرار نیست

وله
نصرت هلاک مشرب پروانه میشدم
ور بند شمع بزم و چراغ فراز نیست

وله
آئینه پرستیش دلیل است
از ما دل یار بی خبر نیست

وله
سوی دلدار میروم نصرت
سفر رو بآفتاب این است

وله
ذره با خورشید چشمک می زند
جام هستی اینقدرها نیک داشت

وله
ناله کردن بر امید چرخ کار هوش نیست
آسمانرا صورت گوش است اما گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید
مگر آئینه دیده می آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع
گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعا بدامن نازش نمیرسد
دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد
آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه گردی مرا در کعبه و بتخانه برد
گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود

نامه را امروز از دستم شراب ناب برد
زاهدا از فردا مترسان دفترم در آب برد

بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد
بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز
کسی که در ره حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا کرد
این کار رسته بغیر از حنا که کرد

وله
بی آبروی تو از نظرم نور میرود
این تیر بی کمان چه قدر دور می رود

وله
دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر
می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

وله
من چه خونها خورده ام در کار دل
دل نمی آید بکار من هنوز

وله
صفحهٔ سادهٔ فلک مفت است
سخن چند یادگار نویس

وله
تا ابد زندگی کرامت کن
بسمل ماست برمزار نویس

دامن کشید از من چون آفتاب در شب
میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد
در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چقدر نادانی است
شمع گیر آمدن ماهست شب ماه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست
ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ
بیدماغی نیز می خواهد دماغ

نوری بهم آسان که دهی پرتو بخلق
روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت دادهٔ زلف ترا در روز حشر
نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن نازی فشاندهٔ بهوا
نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک
چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سگ را تواند کرد پاک
نیست زاهد را اثر شست و شو از آب تاک

گلشن از پا در رفت از بسکه می بالد بخود
بتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا
نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نوبهار روزگار
برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

ما را که تواند ز دل سخت تو برداشت
چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما که همچنین / شام فراق چون رسد زلف گشا که همچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده / عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین

وله

هر کرا دوست گفته نصرت / گله او نمی توان کردن
جوهرش همچون سپند روئے مجمر می برد / آتشئے تا در دل آئینه زد تمثال او
بے حجابانه کجا تنگ ببر می آید / تو که از جلوه که آئینه تر می آئی
زلفش پائے تو صد رنگ گل توان چیدن / بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر - مهدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص - مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے - آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی - اور نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین پایا سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین - عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی - شعرگوئی کا شوق ہوا - طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا - چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا - لچھمی نرائن نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریب خانہ پر مکرر بملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا - نیر پسندیدہ سیرت و خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۵ ہجری مین فوت ہوا

من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست / اے نوبہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کردہ است / نیر امروز یار مے آید +

وله

بوسه از گلعذار می خواهم / غنچه یادگار می خواهم
نیر از مرتضی علی به نجف / گوشه قبر وار می خواهم
سینه چاکم بگلعذار قسم / داغدارم بلاله زار قسم

نگہت - محمد یوسف برہانپوری

نگہت تخلص - محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے - آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ چک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے - شاعر خوش فکر و خوش کلام تہا - مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندہتا تہا - گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تہا - آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تہی - جو کچھہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تہا - ملاحت و فصاحت سے بہرا ہوا - لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - سامعین کو سننے سے لذت بے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تہی - اوائل مین امیر الامرا کی خدمت مین تہا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا - جب اعظم شاہ باپکے طرف سے احمدآباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا - نگہت بہی ہمرکاب تہا - فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکہتا تہا بیشمار صلے و جائزے پاتا تہا - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفرخان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا - مزاج مین شوخی و آزادی تہی ہجو کرنے مین بہی استاد تہا - اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تہا تو اوسکی ہجو کرتا تہا - چنانچہ اسد علیخان جو ایک ہاتی نہین رکہتا تہا - اور بچہ ہتنی ہنوا کے جمایا تہا - اُسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کرد +

ناخنے درندہ ترا ز تیشۂ فرہاد کرد ٭ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد ٭ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی و رباعی
سے رکھتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکھا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر ۱۱۵۰ھ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادہ تاریخ یہ ہے ٥
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برون ٭

من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		ز کف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
ز پائے تا بسرم محو انتظار کسی است		کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
نگر دو رفعت دنیائی دون بے کشمکش حاصل	وله	بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد
گاہے جواب خط من اے دلربا نویس	وله	فرہاد نامہ لے بت شیرین ادا نویس
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض	وله	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
سن سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یانہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کردہ چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم	وله	اتو کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر۔ شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تہے اسلئے عزیز و اقارب مین میان کلو معروف تہے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی
المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر
کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقد ہین
گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گائون بادشاہ کی طرف سے
آل تمغا معاف تہے۔ مثلاً۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ شکیم پورہ علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد
دہلی کے قریب مین اب تک ۷ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے
کہ فی الحال ہولہرین ایک گائون بلب گڈہ کے علاقہ مین عبد اللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر
بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورشی بہی اسی شہر مین پائی۔ والد ماجد
نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادب آموز نوکر رکہکر تعلیم کیا تہا۔ آپنے واجبی عربی
مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین
حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر آپ
آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی
معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر
دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے
ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ
پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ٥

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے پڑا بیڈہب ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجکو بس ہے	کہ وہ مجکو اُڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنو گئے

وہان آپکی کچہہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹہہ غزلین فرمایشی سنگلاخ زمین مین پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف وقافیہ عسل کی مکہی . محل کی مکہی تہا - اُسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب مکہی بیٹہی ہے . کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکہی تو نہ بیٹہی - ایکنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اُٹہاتا ہے - جو صفراوی حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکہنو سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے - پیشتر حیدرآباد مین تین مرتبہ آئے تہے انعام و صلے لیکر دہلی چلے گئے . اب چوتہے بار اسطرف آنے کو تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑہے سات سو روپئے ماہوار کردی . علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپ کی عزت وآبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپ کی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے اب کے مرتبہ آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا عمر دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین دیتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے - بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین - آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین . اکثر بے سمجہہ لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے - کلام کی شیرازہ بندی درست نہین کرسکتے رطب یابس مین تمیز نہین فرماتے - یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے - اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا -

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے - طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اُسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیئے شاعر چپ ہو جاتا تہا - مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا - نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اُٹہتا تہا - تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ وجوش موجود تہا - آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیائے دین کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے - اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے - خوش اعتقاد و وضعدار تہے - جہان کہین رستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے - ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دئے - شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہٹیارنی کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا - جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچیگا - آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے خوش پوشاک و خوش خوراک تہے - مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشک فام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی وعظمت نے آپکی شان وشوکت دوبالا کردی تھی۔ مجلس مین لطائف وغرائب کو اُس خوبی وحسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج وزندہ دل تھے جوانون مین جوان بوڑہون مین بوڑہے بچون مین بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل ومیلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین۔

لطیفہ آپ ایکدفعہ دلّی مین بہولوشاہ کی بہشت مین گئے اور چند شاگرد بہی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھہ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رت زنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اُسمین بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا اُستاد اسپر کچھہ کہنا چاہیے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رت کا کلس سنہری دیکھہ پھر پروازیہہ نکالی ہے	شب کہا ماہ سے یہ پروین نے جو نیچ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سرپر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکہاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سرپر   مہ جبین رات نے تارون بہری چہائی سرپر

لطیفہ۔ دلّی مین ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تونے کیا ایک اشارا نہ جیا   نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بہائی دلّی مین تہے۔ مال ودولت کی بابت آپسمین جہگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا۔ آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ؎

ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسیٰ خان کا گہر موسا + لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی شاعر تھے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد دکن آئے تھے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپے ماہوار پر نوکر ہوئے تھے اور یہین فوت ہوئے۔

لطیفہ۔ دکن مین راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر مشاعرہ ومناظرہ رات پچھلی پہر کرتے تھے ایک رات نہایت عظمت وشان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے۔ علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد سنائے ہر طرف سے داد وآفرین پائے۔ شاہ نصیر کی نوبت آئی۔ سب شاہ صاحب کے طرف متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین تو مناسب ہوگا۔ آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پھیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت دیکھنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پھر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا۔

لطیفہ۔ آپ حاضر جوابی مین برق تھے چنانچہ ایکدن سلطان جی کی سیر مین گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹھہ گئے حقہ پی رہے تھے اتفاقًا ایک نوابصاحب آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تھین اور رقص وسرود ہورہا تہا۔ نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین۔ آپنے فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹھا ہون آیئے تشریف لایئے۔

لطیفہ - ایکدفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اترے کئے دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی چاہ تو وہی گرمی مین -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایکدفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھہ رنگترے دلّی سے بطور سوغات ساتھہ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائیے اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی ؎

اے نیر برج آسمان اقبال
ان رنگترو نیر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر
پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہنِ سرخ ترا
لیکن انجام یہہ ہو گا کفنِ سرخ ترا

مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے زخم کہنِ سرخ ترا

دسترس پاؤن تک اُس شوخ کے تجکو ہے یہان
کیونکہ رتبہ نہوا اے گلبدنِ سرخ ترا

ہے مری آہ یہان نخلِ گلستانِ خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمنِ سرخ ترا

شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپکدے ساقی
جامۂ سبز مین دیکھے جو تنِ سرخ ترا

آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھہ
بن گیا موجِ یم خون شکنِ سرخ ترا

رشکِ نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود
لب بہی ہے غیرت لعل یمنِ سرخ ترا

ہیچ بتا تو مجھے سوفارِ خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پئے گا دہنِ سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدنِ سرخ ترا

ولہ

لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
بل بے تری شرارت یہانتک کبھو نہ آیا

ہو اُس دہن سے روکش پیلی صبا کی کیا ہے
غنچہ کے آہ مونہہ سے کسدن لہو نہ آیا

دندان دکھا کے مت ہنس اے بخیۂ گریبان
چاکِ جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا

کیا جانے یہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا

برگشتہ بخت ہم وہ اس دور مین ہین ساقی
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو نہ آیا

موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
کیونکر کہون کہ اسکو کار رفو نہ آیا

آخر کو کہکشان ہے یکسر وہ مانگ نکلی
اسبات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا

کشتی دل تو دایم موج خطر مین ڈوبی
چین بر جبین ہو کس دن وہ روبرو نہ آیا

کیونکر یہ ہاتھہ اپنا پہنچے گا تا گریبان
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا

اپنے بہی بعد مجنون یارو ہوا بند ہی ہے
اے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا

نامحرمون سے تم نے کہلوائے بند محرم
مین تو بہی آہ لیکر کچھہ آرزو نہ آیا

ہردم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

ولہ

اے اشک رواں ساتھہ لئے آہ جگر ہی کو
عاشق کہیں بے فوج و علم اُٹھہ نہیں سکتا

سقفِ فلکِ کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
اے ضعف دل اس آہ کا تہم اُٹھہ نہیں سکتا

ہر معرکۂ عشق مین آسان نہین دینا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اُٹھہ نہین سکتا

ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل سے خلش خار الم اُٹھہ نہین سکتا

دل پر ہے مرے خیمۂ ہر آبلہ استاد
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اُٹھہ نہین سکتا

ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت
اے معتکفِ دیر و حرم اُٹھہ نہین سکتا

یون اشک سے مین پڑہین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلہ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے پھبتا سر پر طرہ ہار گلیمن
جون پروین و ہالہ مہ تہا سر پر طرہ ہار گلیمن

رونق سر یہان داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہیے تجکو غیرت لیلیٰ سر پر طرہ ہار گلیمن

شعلہ کہان آنسو مین کدہر شب شمع کبہی تہی محفل مین
تاج زر اور موتیون کا سا سر پر طرہ ہار گلیمن

بال پریشان مین کاکل کے بیچ گلیمن مین پگڑی کے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سر پر طرہ ہار گلیمن

حق مین ہے میرے طائر دل کی باز کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجہکو نہ دکہلا سر پر طرہ ہار گلیمن

شملے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے مین
کیونکر نہ دیکہین رند تماشا سر پر طرہ ہار گلیمن

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار حوض و لب جو
فوارہ اور پہول رکہیگا سر پر طرہ ہار گلیمن

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر پر طرہ ہار گلیمن

کیفیت کیا ہو بن ساقی سوے چمن طاؤس اور قمری
ابر ہوا مین کہین مین تہا سر پہ طرہ ہار گلیمن

ہے یہہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین مینا سر پر طرہ ہار گلیمن

اور بدلکے ردیف قوافی لکہئے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیر اب خوب نبہایا سر پر طرہ ہار گلیمن

ولہ

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدہا پیری مین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاتے ہین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے ہمنے جو دیکہا وہ مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان روز و شب ان آنکہون سے
یون نہ برستے دیکہے ہونگے ان ملکونے کبہی ساون بہادون

ٹانکنے کو پہرتی ہے بجلی اسمین گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہولے دم کی آمد و شد ہم یاد کرین جہولیکی پینگین
سوجہے ہے بے یار نہ دینگے آہ یہہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ یہہ دُرہائے تگرگ اے بادہ پرستو برسائین
کان گہر چہٹ رکے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ نہ سمجہے کہیت کو دہقان ادبون سے
برساتے ہین موتیون مین سیر کئے نگینے ساون بہادون

ابر سیہ مین دیکہی تہی بگلون کی قطار اس شکل سے ہمنے
یاد دلائے پہر کے تری دندان مسی نے ساون بہادون

ولہ

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکہو ٹک اپنے گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن ہے برق فشان
عجب ہے اک سیر دوپہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹہے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون
عزیزو دیکہو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیونکر نہ ہووے حیران کہ شمع سبکو دکہا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کے افشان جو جبین پر نچوڑ زلفونکو بعد اسکے
دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم
نیا ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کرونہ دریا پہ میکشی تم ادہر کو آؤ تو مین دکہاؤن
سرشک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم ہے فتنہ زمانہ مجھکو
دکہائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ تیغ کہینچی ہوئی ہے پیری مین سر جہکائے ہون شانک زیران
دکہاؤن اے دل تجہے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

غضب ہے چین پر جبین وہ کیا ہے بدن سے ٹپکے تہی پسینا
عیان ہے یارو نئے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر لکہی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
بندہی ہے کیون کسی بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ولہ

نہان ہے کب چشم پر بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکہا کے تم تشنہ تشنین آ جلوہ جو دیکہو فوارہ کا تماشا
تو یہہ صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہر وش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل ترسا جبین پہ قشقہ جو کہینچ سورج کو دیوے پانی
تو کیون نہ دل دیکہنے کو ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ سر پر ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتہہ مین ہے
نکیونکہ چمکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کہیلکے طرہ جو کہیلے پچکاریون سے ہولی
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہان وہ غرفہ مین تا بہ رخ ہے یہان یہ اُفترہ بہ بام ہے
عجب ہے کچھہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشون نے
وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پہسلے پتھر پہ جا کے بیٹھا
نصیر صد آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکہی
سنگ و خشت در و دیوار افتادہ کو دیکھہ
بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
تیرہ بختان ازل کا کبہی دیکہا نہ فروغ
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
اُن کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
ہو گیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف
ریس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
صنعت لعبت چین دیکہہ لا جا کر تو
دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے
سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر

ولہ

یہ حسن لعبت کے ہے ترے سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
مدام یہان دیکہہ ابر تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
پکاری خلقت اُدہر اِدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے مضمون تازہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
روح فرہاد لپیٹ ہے کے جبل کی مکہی
ہاتھہ ملتی ہے پتہورا کے محل کی مکہی
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکہی
شکو جگنون کیطرح اُڑکے نہ جہل کی مکہی
بات مشکل تہی مگر تو نے یہ حل کی مکہی
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکہی
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکہی
نگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکہی
دیکہنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکہی
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکہی
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکہی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ ابابت خان مرحوم خوافی کے بنائر مین سے ہین۔ آپ کی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کر کے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کر کے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد تہی	نہ یہہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی
میرے پر عجب طرح کے درد مین	کہ سب ورد اس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن رانی کے صدر۔ امراء اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے۔ سخن سنجی مین امرا مین کوئی ایک فرد بہی اس ذہن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تہے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس و شعرا دوست تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیرخواہی مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب ہوتی تہی۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزارون کی امانت داری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری و خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب ثنا ۱۲۱۲ سنہ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا		تو دل ان گندمی رنگون کے اپنے تئین ہنس ہنس کہاتا
نہوتے شور و نالے سے میرے آنسو اگر جاری	وله	نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا
بلبل سات میکش رات وہ گلفام تہا	وله	سرو مینا پاس مے مجلس چمن گل جام تہا
تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کے ہات	وله	روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا
کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر	وله	پڑے دلکی گلے بیچ زلف کی زنجیر
ظلم ہے اُس روبن جنبش باد نسیم	وله	اس جلے دلکو میرے بہڑکی لگاتی ہے بہار
غم کی قمری سرو بر آہ کی کرتی ہے شور	وله	آب جو لوہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہو	وله	نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر
مین پوچہا شوخ سے کس قسم کا ہے دل تیرا	وله	کہا اُس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجہے مرمر
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم	وله	کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم
دام مین کر ذبح جلدی تا نہووین آزاد ہم	وله	آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم
ہم اگر ہوتے تو لے آنکہون سین آتی جوئے شیر	وله	اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم
ہنستے ہو طفل دیکہہ عبث مو سفید پر	وله	گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان
گہٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری	وله	برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

اشک دریا سے میرے اپنے ناخدا ڈرتا ہے	وله	ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین
دل کہین اور پہرتی ہے دانۂ تسبیح کو	وله	ہے خلل ان زاہدون کی سر بسر ایمان مین
مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون	وله	جیون عندلیب درد جدائی کشیدہ ہون
بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے	وله	ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین
جان جانان آملا ہم سین جدا ہوا ہمین	وله	جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین
کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر	وله	یہ بانکپن کی طرزین کس نے سکہائیان ہین
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین	وله	آنکہون سے جبین تیرے آنکہین بلائیان ہین
جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا	وله	یہہ کوہکن کی باتین ہم نے نبہائیان ہین
ہے جی مین وصف اُسکا کس منہ سے کہیئے	وله	جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے
باتون اوپر کیا ہون اُسکے نثار جی کو	وله	اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے	وله	زلیخا چاہ مین یوسف کے شاید باز آجاوے
شب تاریک مین کر عزم ہوی سیر کا تمکو	وله	تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے
تیرے زلفونکی سایہ مین روا نا کر دیا سکو	وله	گریبان چاک کرتا ہات مین نشتر نہ آتا ہے
رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ	وله	صبح تیری زلف دیکہا اُسکی یہہ تعبیر ہے
مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود		تن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے
مسکرا خنجر کو لے چہاتی چڑہائے پر جفا		عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے
موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے		دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے
بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن		مردم چشم میرا مردم دریائی ہے
نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے		کہ خیال چشم صنم اُسی قدح شراب الست ہے

نیاز - نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص - نیاز مند خان نام - آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین - آپ بادشاہی منصبدارون مین تہے - آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا - والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت و پرورش پائی - اور کتب درسیہ فارسیہ کو بہی والد سے تمام کیں ذہین و فہیم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا سخن کی اصلاح مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا - خوش اخلاق اسم بامسمی تہے ہر ایک سے خاکساری و نیازمندی کے ساتہہ ملتے تہے - طبیعت مین ظرافت زیادہ تہی ہر ایک سے دلّگی و مزاحت فرماتے تہے - جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تہے آپکے چند لطائف اس قسم کے تہے کہ آجکل کے مہذب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا - کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے - آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے - دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا - ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین - ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آپکا انتقال ۱۲۱۱ سنہ ہجری مین ہوا - من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہ دکھلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون یا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
سراپا جل گیا گلشن مین نافرمان کی فرقت مین	ولہ	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ آنسو خامۂ مژگان سیتے دل کے صفحہ پر	ولہ	کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل		جیون بگولہ اُڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم
مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین	ولہ	کیا گذرے ہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

بہولکر مت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچہہ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
باغ مین جب مست آوے خوشخرام اے غنچہ لب	گل پیالہ بادہ شبنم سے دربینا کیجیے
کیا ہوا اگر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم	گر فغان کیجے تو ایکدم حشر برپا کیجیے

ندرت - میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص - میر نجف علیخان نام - اورنگ آبادی الاصل ہے - میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تہے - آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبدارون مین تہے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا - موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تہے - ہوشیار و معاملہ فہم تہے - سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تہے منصف مزاج و حق پسند تہے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تہے - جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تہے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تہے - وزارت خان نثار کے ہم سبق تہے - وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ہے

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے - لطافت و نزاکت سے خالی نہین - آخر آپ ۱۲۱۳ سنہ ہجری مین فوت ہوئے - من اشعارہ الہندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتئین دہوکر اُٹھے ۔۔۔ ہم وُ کہیارون پاس جو بیٹھے روکر اُٹھے

ناطق - میر محمد ماہ ندربارہی

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - مولد و منشا ندربار خاندیس ہے - اولاد مین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہین میر اکبر علی حاجی تخلص رسال فرخ آبادی کے شاگرد ہین - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست - آبائی طریقہ پر گمراہان طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار مین اکثر آپکے مرید تہے - گذراوقات مریدون کی ندر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے - کسی سے سائل نہین ہوتے تہے - ۱۲۷۰ ہجری مین بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہان کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر ۱۲۸۲ ہجری مین فوت ہوئے - من ۲ اشعار ۱۵ الہندی

آیا تہا مست رات کو وہی پیا ہوا
رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا
نہ پوچہو خال کچہہ اور نزدیک اوس رخسار انکے
نجات حشر کی ناطق جو ہم امید کہتے ہین
بس اے مشاطہ کہان لگ سخن نظر و شرط
کچہہ بہی ہو نہوا بہید کمر کا معلوم

ولہ

انچل زری کا نازسین کہہ پر لیا ہوا
ہجر تہا مین تہا الم اور دل بے تاب تہا
یہہ سلطان جبش پیا سا ہوا آیا چاہ زمزم پر
بہو سا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم پر
عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم مین گذری
خوب تہا خوب کہ یہہ بات بہرم مین گذری

نادر - شیخ نورالدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نورالدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہا کا و محاورہ فارسی کا عالم و فاضل تہا - دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا ہزار ہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تہے - میر آزاد و میرزا و شفیق کا معاصر تہا - لچہمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے پیش آتا تہا - فارسی شعر خوب کہتا تہا - ہندی مین نہایت ہی کم - ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیہ ناظرین ہے - آپ ۱۲۰۱ ہجری مین فوت ہوئے من ۲ اشعار ۱۵ الہندی

ہوا اُس شمع رو سے آشنا دل ۔۔۔ لگی آتش اُٹہا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین -

نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص - مرزا عتیق اللہ نام - حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے - حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے - مقبرہ خلد مکان مین صلوۃ خوانی کرتے رہے - سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے - قانع و صابر تہے درگاہ مین زندگی تا بمرگ بسر کرتے رہے - نجات کا عالم شباب تہا - دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق - اطلبوا العلم و لو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا - وہان کتب درسیہ فراغت حاصل کی - تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان و حیدر جنگ کی رفاقت مین رہا - دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے - پہر

احمد آباد و نذرباد خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ   کہ بود مسکن او در دکن بجلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا   بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی   کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ   نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل   از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم   گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب زر لے غنی ہوے ملک سے   چرخ الیین کو مال دیتا ہے
پر و پیکان تیر آہ کرے   دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا   خانۂ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا ہیر   بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز۔ محمد علی حیدر آبادی

نیاز تخلص۔ مرزا محمد علی نام۔ یہہ بزرگ حیدر آبادی ہین۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت و وفات کا بہی پتا نہین۔ ہان لچھمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین حیدر آباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر و صاف تحریر تہے۔ شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے۔ دیوان صائب و قصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے۔ من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہماگیر کا ہے صید   ہفت آسمان جسکے ہین جائے تکا کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا۔

نشاء۔ میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص۔ میر فقیر اللہ خان نام۔ آپ ارادتمند خان دیوان ہنودات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت و تعلیم بہی پائی۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک و مراعات فرماتے تہے۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد اور جد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقۂ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا بمرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے محبت پرور و دوست پرست تھے سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہم مشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑھی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

از این رفتن و آمدن عار نیست — کہ بے زجر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ		خدا کند کہ بیفتد کسے ز چشم کسے
بسکہ بیدار بود دیدہ پر آب مرا	ولہ	جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا
ہرکشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ	ولہ	این فتح در گریز نصیب سپاہ کیست
عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر	ولہ	بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض
از دم سرد ایمان شمع دل در پردہ وار ہست		بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ نیست
گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی		نگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را
شب بزم خندہ مائل بالب آن حور بود		از تبسم چون سحر کاشانہ ام پرنور بود
تا نہ بندد تہمت بیدردیم دور فلک		از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

اے آرزو اگر ہوس روشنی تراست		از بہر چشم خاک رہ بو تراب گیر
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی بندد		زبان چون شمع گیرد شعلہ در ہنگام تقریرم
نظارہ ز داغ جگر از بسکہ خوش افتاد		برروے گل امسال نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود		برائے مدعا ہرچند ہمچو آشنا گشتم
زبس نالیدہ ام از لطف صیاد		نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال ۸۲ اہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا تیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمدنگر مین۔ پھر دکن سے دلی مین گیا۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہ

آتشکدہ در سراغ ما می سوزد		پروانہ ز رشک داغ ما می سوزد
شمع دل ماست روشن از مہر علی		تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے مشاہیر سادات سے تھے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تھے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیرت شاداب بمنصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پھر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم		تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید
نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است	ولہ	چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است
آہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود	ولہ	از ضعف این زمان مژۂ چشم سوزن است
دل چون نشود خانۂ زنبور از ان چشم	ولہ	آئینہ فولاد زرہ شد ز نگاہش
سگش را کباب از جگر می برم	ولہ	دُرا ز دیدہ از چہرۂ زر می برم
بجذب محبت ز کنعان بمصر		پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تھا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھا شعر گوئی مین عدیم المثال۔ شعراء جہان مین مشہور تھا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اولا شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین رہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے ساتھ حضر و سفر مین رکھا۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکھے۔ بہت انعام و صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکھتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تھا اسوقت الہ ہور مین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اسکی عورت نہایت خوبصورت تھی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہو گئی اسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ بھی لکھا وہ بھی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید		کہ روز خرامان بپایان رسید
بگردان زرہ عمر بگذشتہ را		چو شاہ نجف روز و شب گشتہ را
بشکن دلم کہ رایحۂ درد نشنوی	ولہ	کس از برون شیشہ نبوید گلاب را
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی است	ولہ	منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر دیدم خار در چشم شکست	ولہ	زین خلاف رسم دانستم کہ گل در بار نیست
دلے کہ بوی محبت ازو نمی آید	ولہ	سبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند		بآفتاب سر او فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون مستم		شکستہ رنگئ عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست	ولہ	خصم است بخود ہر کہ بجان دشمن ما نیست
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار من است	ولہ	شراب شیشہ شکن اشک بیقرار من است
زمان پیش کہ صبح از شب امید بر آید		بکشا دہن شیشہ کہ خورشید بر آید

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید	ولہ	طفل اشکم بتماشائے بر و دوش آید
تا روئے تو بینم مژہ ام پاک کن از اشک	ولہ	کز گریہ نگاہم چو نفس در تہ آب است
بقدر وسع نظر جلوہ می کند دلدار	ولہ	چو آئینہ ہمہ تن دیدہ شو تماشا کن
باشک تازہ ز مژگان چکیدہ پیمانہ	ولہ	حذر کہ گوہر نو سفتہ بگذر مان گرم است
قانع بہ تجلی نشود تشنۂ دیدار	ولہ	پروانہ بمہتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود ز ساغر بیگانہ آب خضر	ولہ	زہر ہلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتدارون سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان وشیرین زبان تہا - سخن سنجی وشعر فہمی مین بیمثل تہا - معانی والفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان مین لطائف وظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل وقناعت پر تہی اکثر امرا وشرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست وفیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا وغربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین رہا پہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا - سنہ ۱۰۷۴ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ٹہیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست وٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات وسیر وحالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح وتعریف مین نہین لکہی گئی تہی - اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان وده مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے - علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت وملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا - نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا - ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین - جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہمیر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا - نصرتی نے اُسکو کچہہ دیا - فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے - نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اُسیوقت موزون کی تہی سُنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو   زمین کے زلف مین بولا ندیکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو   زمین کے کاند بولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا - شاہمیر کو کوئین مین آویزان کیا -

من اشعارہ الہندی

نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو	پانی منی کہاری تو شکر گہول نکو
تجہ عشق کے دریا سے جن تیر گیا ہے	وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

من علی نامہ - حمد باری

سرا ناسری اُس سکت دار کون	کہ اوتار ہے اُن نراودھار کون
دیا اور رستم کے پنجہ مین زور	پڑیا ڈورتی جس دل مین دریا کے شور

کرنہارا ہر کش کو مغلوب دے   طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

بزرگی جسے دیکہہ پستی دیا   ظفر مین پیش دستی دیا

جسے توں دیا زور شمشیر کا   نہ سر پنجہ ہوئے تس کی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون   کہڑک شاہ پر تیز پرواز کون

ذہنی تو نچہ ہے مسجد و دیر کا   نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلین پورا   جتا جن و انسان و وحش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار   کہ دریا کون کوئی تیہر جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی   اپنا کر مناجات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین   شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر   دیا ہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا   عزا کا شرف توں ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکہہ خوش دہاتکا   زمین پر نہ تہا یا قدم لات کا

تیرا نور بے مثل گوہر کا آب   تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر   علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہہ ہے توں سایہ دار   کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان کے دلمین تیرا حب یقین   جنم جک ہی ایمان کون حصن حصین

توا ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام   او بارا اماماں علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار   زمین پائیدار ہی سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکہون نیا مدح شاہ زمان   کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران

قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے   صفت شہ کی لکہنے کی تاثیر ہے

زہے شاہ عادل ستی ولی   علی بن سلطان محمد بلی

جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا   بچن سون مسخر یو عالم کیا

دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ   کہ تس تی گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ

ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور   کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور

تیرا چتر خورشید کا سائبان   منگی تجہ علم کا پناہ آسمان

دکہن اتہی کیا بلند آج بخت   کہ جان توں ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا   علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون

۱۰۷۵

قصیدہ مدحیہ

اے شہ توں ہمنام علی شاہا نپہ تیہری سروری   دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار   کرے جگ مین بے قول و بے اعتبار

طمع نام و ناموس کا کال ہے   طمع جیون کو سکہ کے بہونچال ہے

طمع مرد آزادہ بند جان   طمع تیچہ ہوی دین و دنیا کون ہان

طمع بخت لے چہین ہوندا کرے   طمع سائ کون نت کلوندا کرے

طمع یار سون ناموافق دس آئے   مسلمان کون ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس — کہ جوہر پہ کتا ہے جوہر شناس
کتا ہون سخن مختصر بے گمان — کہ یو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے ؎

جسے ناون عالم مین بندہ نواز — محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بہوانی پرشاد نام۔ آپ چنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائتہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلا نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر و قت معینہ پر ہو جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکہے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ تہا۔ ابتدا مین بہولا ناتہہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا — بچاؤن شیشۂ دل مین کہان سے
فقط نفرت ہے مجہسے نہ ایجان — محبت ہے تمہین ساری جہان سے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ — وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے
دوا سمجہا ہون اپنے درد سر کی — مین سر گہستا ہون اُنکی آستان سے
ہوا اچہا جو سر قاتل نے کاٹا — سبک مین ہو گیا بار گران سے
نفیس اب تجہسے وہ گویا نہوگا — کیا ہے لال منہ کو اُسنے پان سے

نفیس محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص۔ محمد رفیع الدین حسین نام۔ آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین۔ آپ حیدر آبادی المولد ہین۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا۔ محمد مظفر الدین متخلص بہ معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے۔ فی الحال قیاساً آپکی عمر ۳۵ پینتیس برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالے۔ من اشعارہ الہندی

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک — کیونکر نہ چوم لے تجہے خالق بنا کے ہاتہہ
مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین — ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتہہ
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان — باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتہہ
حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس — ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتہہ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند — بشمع حسن خود پروانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین — مہیا ساغر و پیمانہ کردند
ستمہائے بتان ہند بینند — حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص ۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف نہنے صاحب کے فرزند ۔ آپکے
نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت
باسعادت ١٢١٨ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوی ۔ نشو و نما بہی قصبہ
مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بہی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت
شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو
مولف فقیر کے جد فاسد تہے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ
فارسیہ تحصیل کین ۔ اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بہی استعداد حاصل کی تہین
فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکہتے تہے ۔ سید عبداللہ صاحب
جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تہے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کو
اولاد مین صرف یہی ایک دختر تہی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش
و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر بسرکاری طور
سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسیروز سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف
کی طرف سے بہی صاحب انعام و جاگیردار موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تہے ۔ اور اب سسرال
کی طرف سے بہی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے ۔ عمدہ طرح سے
زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار
تہے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تہے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتہ
ملتے جلتے تہے ۔ فقرا دوست و غربا پرور ۔ نامور و فیض گستر تہے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی
اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گہر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تہے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تہا مسافرون کے لئے مسافر خانہ تہا ۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے ۔ اُسروز انتظار کرتے تہے ۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے ۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے ۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ اتنک تو کوئی نہین آیا ہے ۔ آپ مجبور ہو کر اُسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے ۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کر لیا تہا ۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا ۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی ۔ ہر امر مین
حکمت عملی کو مد نظر رکہتے تہے ۔ آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ١٢٥٢ہجری مین نواب میر فادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیابتاً برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تہے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے ۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے ۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا ۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے ۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے ۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری
سے ملتے تہے ۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے و ضعیداری
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے ۔ جس سے ایک وقت ملاقات کرتے اُسکا

لحاظ ہمیشہ رکہتے تہے۔ کبہی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تہا متانت وحلم مین
گویا ایک پہاڑ تہے۔ ایسے بردبار ومستحکم تہے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تہے۔ کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تہے نہ بہلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تہے۔ آپ ظاہر مین
امیر تہے مگر باطن مین فقیر متشرع ومتدین تہے صوم وصلوۃ کے پابند۔ صلوۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تہے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا ورسول
کے حکم کے کاربند تہے۔ بزرگان دین واولیاء کرام کے معتقد تہے۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تہے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت وخلافت تہی
آپ سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز
رہے بیعت وخلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز واقارب
سے اسطرح سلوک فرماتے تہے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تہا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تہی کیونکہ انعام دار وجاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک
دوسرے کی تباہی وہلاکی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل
کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت وآدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
مین تہی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئے۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہئے
مؤلف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تہا۔ نہایت محبت ورحمت فرماتے تہے۔ میرا
عالم شباب تہا حضرت مجکو نہایت تعظیم وعظمت سے یاد فرماتے تہے۔ کبہی حقارت سے
نہین دیکہا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش وکشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ ونامبارک سمجہتی تہین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبہی کبہی
ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجہسے ناخوش ورنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم
آپ مجہسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبہی بہولکر بہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت وصاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُن کو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع وخوش فکر تہے۔ کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے۔
آپکا کلام فارسی واردو دونون زبان مین درست وبامحاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بعمر ہفتاد وپنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان
یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی سنہ ۱۳۲۲ ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی سنہ ۱۳۱۷ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالی۔ تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق وخوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت وجاہ ہین۔ خوشحال وفارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار وگفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا وسرپرست ہین۔ برار مین مشہور ومعروف
جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
وتجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج وشگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش وپسندیدہ کیش تہے
دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خانبہادری کا
خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانتدار تھے واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے محبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو آسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین وکیل درجہ اول سلمہما اللہ تعالے صاحب ترجمہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدینصاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بمثل مہمانداری و غربا نوازی مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدینصاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک مخضر ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی و مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال چاق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی انکی موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر۔ نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین ہوئی حضور بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد دانشمند کی خدمت مین بھیجا۔ چشم بددور صاحبزادۂ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون مین لائق ہوئے جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دلی متوجہ ہوئے اُسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن و امان قائم کر دیا۔ ادنی و اعلی کو انعام و اکرام و جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اُسوقت مفسدین نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چندروز معتوب رہے۔ پھر حضور نے سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و رحمت مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد روانہ کر دیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدر آباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ فقیر بھی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرِیرنگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ اورنگ آباد آئے۔ پہر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پہر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ بہشت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترجمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی
موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے
کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب نواعط ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکہ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الاخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الاخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکہنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین جنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین زیر قلعہ چنجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک ہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علیحدہ کر کے اورنگ آباد روانہ کیا۔ شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا۔ شہادت قریب قلعہ چنجی واقع ہوی۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت ۔ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت

در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد ۔ تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے۔ بندہ نواز و غریب پرور۔ اولوالعزم عالیہمت ذی مروت و جرأت تھے۔ فصاحت و بلاغت مین وحید عصر سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے۔ مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے۔ کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے۔ نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ وہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھ لاتے ہین اجنبی شخص یکبیک ہی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کر سکتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان ہین آپکے تین دیوان اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین۔ فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کر کے ذیل مین لکھتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما		ہست اقبال خداداد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن		فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

شرف آدمی از یمن ارادت باشد	وله	دست تسلیم او بگاہ بود افسر ما
ناصر از یاوری ہمت شاہ مردان		شاہد فتح و ظفر جلوہ کند در بر ما
بدست تا ز افشاندی چو زلف عنبر افشان را	وله	بروئے خاک افگندی چہ دلہائے پریشان را
ز قدر و منزلت ہرگز نگردد ذرۂ کمتر		زند مور ضعیفی بوسہ گر دست سلیمان را
ارسطو شد ز فطرت ارباب بزم اسکندر		بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاہان را
گر تو خواہی بقائے دولت را	وله	بہ ادب نہ بنائے دولت را
از کرم ہر کہ دام گسترده ہست		صید ساز د ہمائے دولت را
گل خلق ست خوشنما ناصر		چمن دلکشائے دولت را
امید ہا ز وصال تو در دل ست مرا	وله	ازین خیال بہاری مقابل ست مرا
ز حال من مگذر غافل اے شکار افگن		کہ از طپیدن دل رقص بسمل ست مرا
ہر کہ رنجے میکشد آخر بگنجے میرسد	وله	میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا
میدہد یادے ز زلف خط و رخسار کسے		گر درآیم در گلستان سنبل و ریحان مرا
فشاندہ ایم ز دامن چو گرد دنیا را	وله	فگندہ ایم چو اشک از نگاہ عقبیٰ را
شمار شوق تو از وسع خامہ بیرو نست		کہ در سبو نتوان کرد آب دریا را
از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر	وله	سینۂ خود محشر آب میدانیم ما
صبر دوری از رخ او گرچہ باشد یک نفس		بیشتر از محنت ایوب میدانیم ما
دل ز زخم تیغ جانان بوستانے شد مرا	وله	جوش زد خون در نظر جوئے روانی شد مرا
ہمسفر در راہ عشق او مرا در کار نیست		حرف با ہر کوہ گردم ہمزبانی شد مرا
کہنہ رندیم و نظر بازیم ما	وله	بادہ نوش و کیسہ پردازیم ما

طائر صحرائے غربت بوده ایم		از پر خود خانه می سازیم ما
سیر با بے بال و بے پر بوده است		ہمچو بوئے گل بپروازیم ما
تشنه ام با وجود سیرابی	وله	آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من		گرچه تکفیر کرده اند مرا
ہر بہارے را خزانے لازم است	وله	گہ برنگ گل گہے خاریم ما
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا	وله	میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
میزند از جوش خجلت مہر خاموشی بلب		گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا
نگاہش داد از شوخی سبق وحشی غزالان را	وله	قدش آموخت آئین نزاکت نونہالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه ہر ساعت		پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را
خداوندا الہا کردگارا	وله	رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی		نظام الملک آصفجاه ما را
غمے دارم که پایان نیست او را	وله	چه پرسی از دلم جان نیست او را
دلے دارم بدرد و غم سرشته		که ہرگز فکر درمان نیست او را
شد از فروغ چہرهٔ او ساغر آفتاب	وله	آئینه دار از رخ او در بر آفتاب
شاه و گدا بدیدهٔ روشن گہر یکیست	وله	یکسان کند نگاه بخاک و بزر آفتاب
وصف روئے کیست یارب بر زبان عندلیب	وله	چشمهٔ خورشید رخشان شد دہان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است		پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب
جام می از عکس او شد آفتاب	وله	ساقی امشب طرفه نقشے زد بر آب
می کشد عاشق ز خون دل شراب		باشد از لخت جگر ہرشش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او	وله	آتش دوزخ نشیند ز التہاب
کرده ام چون نام احمد را رقم		از گل حرفم دمد بوئے گلاب
شمع جانسوز که ما را در جگر آتش زده	وله	بہر خود فانوس از بال و پر پروانه ساخته است
ہر که در لخت دل خود چاکہا انداخته است		بے تکلف ہمچو بازلف سخن را شانه ساخته است
آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست	وله	سینهٔ شب از کواکب داغدار از زلف کیست
خاکساریہا بخود لازم عروجی داشته است		بر سر پا اوفتادن افتخار زلف کیست
نوبہار آمد جہانرا پر گل عشرت نمود	وله	در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
تا که روئے آتشین او بر آمد از نقاب		شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت
دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است	وله	ورنه در خندان سلیمان شکرے نیست که نیست
در خور حوصله ہر کس ثمرے می چیند		ورنه در باغ سخاوت ثمرے نیست که نیست
ما را ہجوم داغ به لشکر برابر است	وله	اقلیم دل بملک سکندر برابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند		کف در کف محیط به عنبر برابر است
ابرہا امسال بر بستانه رفتار آمده است	وله	از شگوفه شاخہا آشفته دستار آمده است
دامن ہر آرزو پر شد ز گوہر چون صدف		ابر دریا دل به بخششہای بسیار آمده است
کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است	وله	سجده گاه دو جہان حضرت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن		کیمیائے نظر رحمت درویشان است
خادم خواجهٔ شیراز بجانم ناصر		مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است
بے نیازیست دوائے که نظیرش نبود	وله	فکر اسباب جہان مایهٔ صد دردسر است
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است		سہل چون میوهٔ خودرو پسر بے پدر است

هیچکس یاری نمی پرسد ز حال یکدگر		دوستداری بهار طبع دوستان خاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد		هر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است
نوبهار خجسته بنیاد ست	وله	روزگار خجسته بنیاد ست
سلسبیلی اگر بعالم هست		جویبار خجسته بنیاد ست
هر متاعی که هست در عالم		در دیار خجسته بنیاد ست
دولت آباد قلعه بیمثل		در جوار خجسته بنیاد ست
قیمتش جوهری نمیداند	وله	آب هر قطره بی بها گهر ست
در صدف نیست قیمت گوهر		در وطن خوار صاحب هنر ست
سرزمین عشق را آب و هوای دیگر ست	وله	سبزهٔ این خاک نشو و نمای دیگر ست
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را		کاروان دیگر و بانگ درای دیگر ست
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق		داغ درد بی دوا را کیمیائی دیگر ست
میرود دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است	وله	بت پرستی دگر و یار پرستی دگر ست
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند		آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر ست
نخل بارآور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر	وله	در تلافی بدی از شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش		خدمت پیران شما را ای جوانان خوشنماست
سیر عشق بتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم	وله	جای آسایش دل محفل درویشانست
نیست ربطی بهم مزور بدرویشانش		نسبت ناصر با شمائل درویشانست
در معرض تلف همه اسباب دنیوی ست	وله	می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان		هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد دوست سلیمان مورا از آه ضعف	وله	ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگر ست
پاسبانان زمانرا خواب غفلت برده است		انتظام ملک را زانرو فتوری دیگر ست
روشن جهان ز مهر جمال محمد ست	وله	بیحد و حصر وصف کمال محمد ست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند		صلوٰة بر محمد و آل محمد ست
فاضل ترین امت صدیق اکبر ست	وله	شائسته خلافت صدیق اکبر ست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود		از حب و از صداقت صدیق اکبر ست
در دوستان نشان محبت نمانده است	وله	فرقی کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم		افسوس شرم چشم مروت نمانده است
می کشیم از گلستان رخ جانان عبث	وله	بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام		میزدم پر از برای دیدن بستان عبث
از دعای خیر محتاجان بر آید کارها	وله	هست تیری روی ترکش آه سرد احتیاج
نخل را تا شاخ یکسر زر رومی سازد چو برگ		باشد از برد خزان هم سخت برد احتیاج
همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح	وله	بلکه بگوش کجا صبح نشنیده است صبح
مصرع صهبائی ست سیلی ناصر برخ		دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح
اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ	وله	نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
زخون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر		درین بهار بود قطره های باران سرخ
نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد	وله	ز روی لطف و هم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش		بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد
دلم از سیل غم نرفت ز جا	وله	کوه صبر و شکیب باید دید

آتش گل چه داغها که نکرد	وله	جگر عندلیب باید دید
فقرا پادشاهان می باشند	وله	افتخار دو جهان می باشند
عاشقان سوخته جان می باشند		شمع شان شعله زبان می باشند
کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا	وله	هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد
سعادت دو جهان رو بسوی او آرد		کسی که بر سر دولت سرای دل باشد
تا که در معرکه عریان نشود	وله	جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هر کس دگر است		مور از تخت سلیمان نشود
ابر دریا دل بدست گوهرافشان می رسد	وله	گنجها در دامن امیدواران می رسد
خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد		تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن		دردکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد
رنگ و بوی زوفانیست درین گلرویان	وله	عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید		ناصرا چه قدر فکر رسائی دارد
رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است	وله	هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند
عجز را نازم که دارد این بزرگیها بخود		مور بر دست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد		دُر بتاج پادشاهان کامرانی میکند
غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است		در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف آمد برون		راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر		هرزه گردیهای کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد		بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز مه عید نمود	وله	اختر عیش درخشید مبارک باشد
ز فیض بی ثمریهاست سرو در چمن آزاد	وله	فراغتست کسی را که او عیال ندارد
بزیر چرخ نشستن به تیز بالان زیبد		قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد
محو کن نقش غیر را از دل	وله	عارف نقشبند می گوید
هر که ناصر ز عشق گفت سخن		سخن ارجمند می گوید
رافت و عدل هر که پیشه کند	وله	صاحب چتر و تاج زر گردد
گرم و سرد زمانه میداند		همچو ما هر که بحر و بر گردد
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر	وله	روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند
بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند	وله	ز برق چهرهٔ دل ما کباب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد		خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید	وله	این نام چو خورشید ز انعام برآید
آرائش ظاهر نشود زینت باطن		از قند کجا تلخی بادام برآید
بما یک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد	وله	بکار زاهدان این سبحهٔ صددانه می آید
چون گل شگفته روی درین باغ میشود		کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
مانند برق زود فلک تاز می شود		از خود سفر کسی که ببال شرر کند
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز	وله	تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر		طبع کریم منت احسان نمی کشد
نیست اکسیر دیگری به ازین	وله	خویش را خاکسار باید کرد
اعتباری ندارد این دنیا		حرف ما اعتبار باید کرد

رهس خود را ز خاکسار رها | وله | زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب | | راستی را شعار باید کرد
گمنام چنان شدم که عنقا | وله | راهی بسرای ما ندارد
دامان و دست آبرو پیش پرگهر شود | وله | دریوزه هرکه از در شاه دکن شود
عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند | وله | آنها که ترک خلق برای خدا کنند
حدوثش زین تصور می توانی کرد ای عاقل | وله | که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
کرم گستر بفرق بنده ناصر حضرت آصف | | الهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد
زهر آب داده ناوک مژگان خویش را | وله | زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند | وله | تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند | | جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبهٔ فلک نبود | وله | کسی که بر در دلها دمی گدائی کرد
شمار درد من خاکسار ممکن نیست | وله | حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از طپیدن نهاد دلم تاثیر دیگر میدهد | وله | طائر جان را ز شوق وصل او پر میدهد
یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ | وله | نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد | وله | ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ
الهی شرم رسوائی من نگهدار | وله | مکن رسوا حیای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا | | مرا باشد خدای من نگهدار

ازبسکه لازم سرداریست و هشیاری
مرو بخواب تو ای میر کاروان زنهار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر | وله | مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار
هرچند من ز هر دو جهان دست شسته ام | وله | هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار
از خاکساری است بدل روشنی نصیب | وله | آئینه صاف میشود از صیقل غبار
گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر | وله | سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر
ترا صفائی دل ار مطلب است پاک بسوز | وله | برای آئینه خاکستر است چون اکسیر
باوجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق | وله | میکنم مشق جنونی در دبستان بهار
نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان | | ابرها امسال آورده است طوفان بها
قرب آتش خانمان پنبه سوخت | وله | الحذر از قرب سلطان الحذر
خرمن پروانه یکسر سوخته است | | الحذر از شمع خندان الحذر
زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم | وله | در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر
هر درختی که شود خشک ز تاثیر هوا | وله | غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر
نهد سلسلهٔ عشق سر بدست عمر | وله | ازان ز بند تعلق مجرد است عمر
رفیق همدم و یار محمد است عمر | | ز ما سوای محبت مجرد است عمر
منکه از آدم نسب دارم چه کار | وله | با شراب و بزم و یارانم چه کار
هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع | وله | میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر
موج پر زور سرشکم تا سر کیوان رسید | | از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر
مرا که هست دلم گرم با نوا دمساز | وله | کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز
بیا ناصر از راه صدق و یقین | وله | بشو بندهٔ شاه گیسو دراز
هرکسی را بسرش دعوی شیخی باشد | | حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر گرامی نگرم هست بدنیا مشغول	وله	دل وارستهٔ بیکار نمانده ست امروز
ز راه و رسم محبت اگر خبرداری	وله	ز خویش بگذر و با یار آشنا می ساز
هر بسر دشت جنون دیوانها بیهوده اند	وله	عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس
مینخانها کشاده و شرابی ندید کس	وله	بر خواست ابر باد و آبی ندید کس
گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس	وله	ز سر گذشت سیه بختیم هزار افسوس
بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن		بغیر یار بود ماندن دیار افسوس
اخلاق نیک حاصل کس میشود ز کسب	وله	در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش
شاد کردی تو خاطر ما را	وله	ای پریرو همیشه شادان باش
کار عالم از و نمی آید	وله	هر که باشد بفکر راحت خویش
چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش	وله	راست ربود تاب دل بدن کج نهادنش
بهنرم بی غرضان سرنگون توانی شد	وله	خط نوشته اگر میدهی بخون غرض
ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل	وله	ساقی رسید طرفه بسامان انبساط
پروانه وار ساغر می رقص می کند	وله	افروخت شیشه شمع شبستان انبساط
چهرهٔ گلگون او ز اشد خط اخضر محیط	وله	گشت این دریای حسن و ناز را عنبر محیط
خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان		میکند از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط
شبنم نه همین دل نگرانست درین باغ	وله	گل نیز ز غم جامه درانست درین باغ
لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن		با آنکه سراپای زبانست درین باغ
تیر باران حوادث بسکه دیده گشت دهر	وله	صورت پیکان دهد هر سبزه چون برگ خلاف
گردن تسلیم کی پیچم من از شمشیر او		گر زند بر فرق و نشگافد ز سینه تا بناف

تا گشته ایم از سر الفت فنای عشق	وله	دانسته ایم عمر ابد در بقای عشق
دل را ز ما گرفته بجای سپرده است	وله	زین بیشتر بما چه بود دعای عشق
گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک	وله	در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک
آتش رخسار او سازد دل ما را کباب	وله	لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناٹک	نظم گشت کار کرناٹک
میکشد دل دیار کرناٹک	میتوان گشت یار کرناٹک
بشکند قیمت زمرد را	جلوهٔ سبزه زار کرناٹک
خاک او حکم کیمیا دارد	حبذا اعتبار کرناٹک
زر و سیم است همچو ریگ روان	جا بجا در دیار کرناٹک
طعنه زد بر طلای خالص مهر	زر کامل عیار کرناٹک
درخور تاج پادشاهان است	گوهر شاهوار کرناٹک
از حساب محاسبست برون	شجر میوه دار کرناٹک
هست در طرف آبهای لذیذ	شربت خوشگوار کرناٹک
دشت در دشت نیشکر زار است	دیده ام کشت و کار کرناٹک
خال رخسار هفت اقلیم است	حسن سبز دیار کرناٹک
برده فوقیت از جلال آباد	در حلاوت انار کرناٹک
مقدم فتح تو ام ناصر	باعث افتخار کرناٹک
بادشاها همای همت تو	زیر پر کرد فتح کرناٹک
بال بکشاد تا به تسخیرش	سر بسر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را		تاج سر کرد فتح کرناٹک
نونهال مراد را ناصر		پر ثمر کرد فتح کرناٹک
بباغ جهان من گلے را ندیدم	وله	کزو نکهت مهر و الفت شمیدم
رمد هر که از من ز او من رمیدم	وله	ز دامان او دست خود در کشیدم
عشق بازی ز ازل کار من است	وله	من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست		زیر خاکستر چو اخگر مانده ام
ببسے سیر کردم بهار و خزان را	وله	زبان گل و خار را می شناسم
داغ عشقم کباب را مانم	وله	تلخ کامم شراب را مانم
بسکه آئینه دار او گشتم	وله	صفحهٔ آفتاب را مانم
هر قدر رنگ خودی باخته ام	وله	خویش را محرم او ساخته ام
ناصر از فضل آلهی فتح است	وله	هر کجا من علم افروخته ام
نوبهار ملک میسور است و ما و باده ایم	وله	بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم		بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم
نوبهار آمد بصحرا میروم	وله	از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار		تا بچشمش سرمه آسا میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد		شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سر است		ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم
چو درد هجر آزارے ندیدم		ازین دشوارتر کارے ندیدم
بود هر خوب را زشتی مقارن		گلے در باغ بیخارے ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر	وله	امیر تازه گفتارے ندیدم
گر ندارم هنرے شکر خدا را عمریست	وله	مجلس انس با رباب هنر داشته ام
بال پروازی گر آئین شرر میداشتم	وله	پائے خود زین وادی خونخوار میداشتم
قد آن نونهال را نازم	وله	پایهٔ اعتدال را نازم
سخنش جان تازه می بخشد		اثر این مقال را نازم
ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه	وله	در تلاش منصب سنجر نمیباید شدن
افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن	وله	منصور شد بفضل خدا لشکر دکن
از بهر دفع سحر سیه کار و کفر و شرک		دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن
عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم	وله	با نوا چون بند بندی بود اعضای من
زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم		توتیا شرمندگی دارد ز خاکپائے من
خونین دلست غنچه ز رشک دهان تو	وله	گردید سرو بندهٔ سرو روان تو
چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل	وله	گذشت از سر من اشک آنچنان بیتو
اے کائنات جمله نظر بر رضائے تو	وله	تا مهر و ماه ارض و سما در ثنائے تو
اے که خورشید صفت جلوه طراز آمده	وله	چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده
بنوازش سر من بر سر افلاک رسان		بر سر لطف چو اے بنده نواز آمده
از لعل لبت بر سر گفتار رسیده	وله	از جیب صدف گوهر شهوار رسیده
دل را اسیر زلف سیه فام کرده	وله	این آهوئے رمیده چسان رام کرده
ز دنیا گر دولت بر کنده باشی		قبول مردم دل زنده باشی
بهار زندگانی گل کند گل		برنگ ابر گر بار زنده باشی

بمطلب میرسی روزے یقین است	وله	بسوئے او اگر چو بنده باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے	وله	قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمنده کرد سرو و گل و غنچه را بباغ		خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا نہ نشین چو خاک بدریا نمی شوی		جوہر شناس گوہر دلہا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اے مایۂ ناز آمده ام		مشتاق تو اے بنده نواز آمده ام
از تابش خورشید قیامت چه غم است		در سایۂ گیسوئے دراز آمده ام
من در حرم بنده نواز آمده ام	وله	ز صدق و صفا وقت نماز آمده ام
از صبح بود کلام من روشن تر		از روئے ارادت به نیاز آمده ام

نامی۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص۔ تراب علی نام۔ عباسی الاصل ہین آپکا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت مین ختم کین۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت مین کین۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس مین آئے۔ کمپنی کے مدرسہ مین مدرس ہوئے چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مراجعت کے وقت مقام پٹن مین ۱۲۴۱ سنہ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے۔ نیک محضر و نیک سیرت تھے۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے۔ شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا

من اشعاره الفارسی

سحر از جنبش شمشاد گلگشت چمن		یاد م آمد روش قامت دلجوئی کسے
ہر زبان دست کشان می بردم جذبۂ عشق		از پئے سجده بطاق خم ابروئے کسے
نیست از بخت بدم چشم امید آنکه بود		دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی۔ سید اصغر حسین

ناجی تخلص۔ سید اصغر حسین نام۔ آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین۔ جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز۔ آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے۔ اور انتظام مہمات ملک سے خوب باہر تھے ریاست حیدرآباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے۔ منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ راو رنبہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام اُنہین کے تفویض کیا تھا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بھی اُنہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا۔ خوش اخلاق و نیک نیت تھے۔ اقربا و احباب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ سادات و زائرین کی بھی خدمت کرتے تھے۔ آپنے ایک مسجد چادر گھاٹ مین موسیٰ ندی کے کنارے بنا کی اور اُسکے تحت مین ایک دوکان بھی تعمیر کرا دی" تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے۔ آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلاے معلی مین اقامت اختیار کی تہی ۱۳۰۷ھ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ بمصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل مناصب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت وامانت کو اپنا رفیق رکہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات وکرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر وشاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین واقران
آپکو اُستاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوارہ معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہوجائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام ہمدست نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر برہنہ بر فلک — کرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات عمر فزاش — شد سوئے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد — از لطف ولی اللہ و زامداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش — قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت بہی محفل — قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک دیکہے نہ کیونکر چشم انجم سے — کہ بزم عیش ایسی رنگی ہے محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہین عشرت مین بسر دن عیش مین راتین — کبہی مجمع عزیزونکا کبہی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکہے دائم — فزون ہو خضر کے بہی عمر سے عمر انکے پیارونکی
یہہ دونو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہین — رہین خرم برآئین انسے امیدین ہزارونکی
بنے ہر ایک دولہا اور دولہن کو بیاہ کر لائین — رہے سہرون مین چہرے چاند سے ہو چہاون تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب اس رسم نیکو کا — کہا ناجی نے۔ بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۳۰۶ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے
گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس دارالریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے ضلع پیلی بھیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے پاس طلبہ کا مجمع رہتا تھا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تھے اور عامہ خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تھے۔ سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین وارد ہوئے یہان بھی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بہشتی جملہ آیات احکام قرانی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تھا۔ تمام آپکے بیان سے مستفید ہوتے تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے اور آپسے تصوف کے رسائل بھی ملاحظہ فرماتے رہے چندروز اسی شغل مین گذر گئے بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تھی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی۔ تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے بذریعہ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تھا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمیل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پھر کسیکی جرأت نہوی کہ یاددہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پھر تھوڑی ہی مدتکے بعد مدرسہ آصفیہ واقع ملک پیٹھ مین دینیات کے پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین و متوکل تھے۔ پھر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین۔ آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسّی سے زائد ہے۔ فی زماننا بھی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بھی رغبت رکھتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جوکچہہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے
آپکے بعض رسائل دیکہے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی
تفصیل مع شرح لکہنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف
انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسمائے رسائل بدون شرح ہر ایک کا
لکہنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجہکے معاف فرمائینگے
منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انہین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ اب ہین
آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد — جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچ بہی نہین — بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے
خیر مقدم مین ایک رباعی لکہی مقبول خاص و عام ہوی۔ **ھو ھذا**

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے — اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا — دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد ۔ پندرہوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرس مدراس
مولوی مہدی علیخان محسن الملک نے کانفرس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ۱۹۰۱
ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا دکنی الاصل ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خوش اوقات تہا۔ خط نسخ
مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زہیم آنکہ دوران تشایدم ازوی جدا سازد — برویش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ — سخت وا ماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین ہند سے
ایران بغرض زیارت آیا۔ **من اشعارہ ھذا** انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از سر وفا — مارا چو دید مستی پا را بہانہ ساخت

واصف۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدینخان رونق کے فرزند ہین
تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین مدراس مین واقع
ہوئی۔ آپنے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے
تب آپنے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپ کو
علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ
عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دلمین
زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت
و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ و مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین ستعملانے گئے اور ایام خوردسالی مین والد ماجد کے ساتھہ وطن سے برآمد ہوئے
اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پھر ستارہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین
آئے۔ بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم
کے لئے ملازم ہوئے۔ درس و تدریس مین تخمیناً ستارہ برس تک مصروف ملازم رہے
آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذرا وقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی
پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن
مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان مولوی سید جام
عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی ۱۲۶۲ ہجری مین میر مجلس شعرا
کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے
آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف
تھے۔ من تالیفاته۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع
املانامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد در مختار۔ ترجمہ اداب الصالحین
خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب الاطبا ترجمہ موجز۔ ۴۴
آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے۔ سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے
قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست
ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست۔ من اشعاره الفارسی

بہ کہ کاہیدہ شود و مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان نا در آب تیغ او افگندہ ام	باد ہائے گشتہ موج جو پیراہن مرا

گردش چشم سیاہش سرمہ آواز شد	ولہ	چون ستمہائے رقیبان کرد فریادی مرا
ناوہایم را کز آب چشم من گردیدہ تر		یاد کن غیر از جواب خشک کے دادی مرا
چو آن سرو چراغان کز ہوائے شعلہ می بالد	ولہ	نہال قامتم بالیدہ شد از گرمی تپ ہا
دیدم چو صبح تیغ جگر گون آفتاب	ولہ	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق کہ شکرین دہنت را چو پستہ گفت	ولہ	تشبیہ تازہ بزبان شکستہ گفت
حیف باشد چارہ عریانی مجنون نکرد	ولہ	آمدہ با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبہ عشق نظر کن کہ پس از مردن من	ولہ	خاکم آویختہ با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن اید و سست ہوس شد	ولہ	ذکر تو بپا کی گہر تار نفس شد
خواب بخت من نخواہد دید روئے انقطاع	ولہ	رشتہ آمال صرف پردہ ہائے خواب شد
در شوق بوسہ لب او خوردن دلم	ولہ	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
کسیکہ از تو سپردہ رہ عدم بر تیغ	ولہ	نہاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص۔ محمد شمس الدین نام۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تھا۔ اُسکی تخمیناً ولادت
۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی مین گی آب و ہوا
مین ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دل مین پیدا ہوا
خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہو کے سفر اختیار کیا۔ اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات
دار العلم تھا۔ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تھا

ہندمین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
و لیاقت حاصل کرکے علوی خاندانین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ قادریۂ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا۔ دنیا و مافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل زبان نے
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہند مین دلی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ
و لہجہ مین ما بہ الامتیاز تہا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراد پر چڑہتی رہی اور اہل زبان
اسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور
دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہین ہوئی۔ اب تک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلی کے نام لکہی گئی۔ دلی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین
جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبۂ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے ما بہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی
سے سیراب و شاداب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کو استاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی اولوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری استادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم ننگ خاندان فی زمانہ
اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
استاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین رہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین
اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے مصداق
تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر بیجا طعن نہین کرنا چاہئے۔
ولی شاعر پُر گو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی
موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین
جولانی طبیعت دکہلاتا۔ کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پہر اُسکو اسبات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہئیے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہئیے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہئیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکہا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکہا۔ پہر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بہی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکہکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکہون پر رکہنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف وجوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے بعض نے لکہا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین لکہے۔ سب معاصرین نے اُسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اُسکا نام اول لکہا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اُسکے برادر زادے محمد قطب شاہ کا بہی دیوان مرتب ہو چکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تہے افسوس موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان خوشنخط دیکہے موجود ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَارجِعْ اِلَیہ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابوالمعانی سے نہایت محبت رکہتا تہا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تہے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی مدح و تعریف مین گویا رہتا تہا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ جدائی کو گوارا نہین کرتا تہا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلی و وسرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بہی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تہا ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تہا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بہی ہمراہ تہا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بہی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر وسخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تہے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو بڑی عظمت و شان سے دیکہا۔ کثرت محبت سے سر و آنکہون پر رکہا۔ پہر دلی مین ولی کے دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال شوق سے عزت کے ہاتہون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکہون پر رکہا۔ دلی کے ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹہانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بہی انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین شعراء موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز پر غزلین مرتب کرنے لگا تہوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہوگئے۔

اُس زمانہ مین دلی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ تہے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپسے فیض باطنی بہی پایا اور آپکے فرمانے سے اپنے کلام کو دلی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے۔ انمین اکثر اشعار باہمدگر مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین ٹھیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان دلّی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین۔ اُسوقت ہندوستان مین دو ہی مقام کی یعنی دلّی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تھی۔ دکن کی زبان کو دلّی کی زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تھا۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تھا۔ اکثر علما تو ران و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آئے ہین سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے عطا کرتے تھے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تھے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تھے۔ اتبک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کھنڈر باقی ہین۔ بیدر کا مدرسہ موجود ہے اُسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے باہر لنگر حوض کے قریب تھا مسمار ہو گیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ بھی اتبک قائم ہے۔ اب اُسمین محرم مین علم ٹھہا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین {از در و دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید دکن را} یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے متوطن ہو گئے تھے۔ اور دکنیون کے ساتھہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تھے اور ایسے تعلقات پیدا کئے تھے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تھے۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین پیدا ہوئے اور یہین کی آب و ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بھی لائق و فائق ہوئے ہین۔ اتبک اکثر یہان اُنہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم نے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلّی سے احمدآباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہدائے کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کر دیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہو گئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس اولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال　　　تھا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول　　　ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرینگے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اُٹھائین۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تھا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مرکر اُٹھا۔ کہتے ہین کہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمدآباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل و اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اُسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بھی وجہ الدین علوی سے ملایا۔ اس امر کی بھی کچھہ اصل نہین واقعہ مین مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ ہمنے وجہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بھی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکھی ہے جرمنی عالم متردد ہے دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقینًا لکھدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بھی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس مولا ولی اللہ لکھدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تھا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہوگیا۔ علاوہ اِین طرفہ یہہ ہے کہ صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے خلط ملط کردیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین

یہہ مکھہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس
ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہتیر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور
اگرچہ شاعر ملک دکہن ہے

دکہنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اولی
لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بھی خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو
غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف نہی ہے اُسوقت سے اب تک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضًا مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز
مہواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضًا لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک اُس قدم کی لے
نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی رنگ

ایضًا لفظ وہانچہ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام
یو تنکا وہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اُٹھیا ہے دلسون میرے غیر کا خیال
تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجھہ لب کی ہین باتان لذیذ
حرف تیرا اُسکی مین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس۔ بمعنی اپنے

کیا ہون بر مین اپس کے لباس عریانی
ولی برہ وبا یو قبا مجھے تشریف

لفظ بیگی۔ بمعنی جلدی

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھ — بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کیتئین

لفظ سٹ

عالمان دیکھ تجھ فصاحت کون — سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان۔ نوآبان کے باغان۔

مجھ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا — داغان کے ہے گلانسون روشن یو باغ میرا

لفظ دستا بمعنی دیکھتا

کتاب الحسن کا یو مکھ صفا تیرا صفا دستا — تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تھا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تھا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تھا — آخر کون اُس فراق مین کھنچا خمار تھا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تھا نہ کہ وہان کا متوطن تھا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکھتا۔

ولی رند مشرب و حسن پرست تھا۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تھا۔ پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تھا شگفتہ طبع خندان رو تھا۔ صوفی زندہ دل صلح جو تھا۔ درویش دوست جگت گرو تھا۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تھا۔ محبت کی راہ مین چلتا پُرزا تھا۔ اورنگ آباد مین لالہ کھیمداس سے محبت رکھتا تھا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا۔ پھر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا مرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دتی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تھا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تھا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین۔

کھیمداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب رنگ حیا کھیمداس مین — آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین

ہے اُسکی مکھ سون جلوہ نما موج آب و تاب — موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابوالمعالی کی تعریف مین

ہوا مجھ دل کی جنت مین سو ہر یک آہ جیون طوبی — لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سیّد معالی کا

تیرا قد دیکھ اے سیّد معالی — سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال — سرو باغ ادا ہے امرت لال

ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز — اس سبب کم نما ہے امرت لال

لعل تیرے بہرے مین امرت سون — نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال — استاد چال سرو ہے چال گوہر لال

بر جا ہے اُسکی دلکو کہون گلشن بہار — آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوی عشق سون آباد سب ہندوستان
ہیچ وتاب ہے لالان اسوقت مین بیجا نہین جب

حسن کی دلی کا صوبہ ہے محمد یار خان
لٹ پٹی دستار سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر وسیاحت کا مشتاق تہا۔ چندروز سورت مین رہا۔ وجد وسماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کریں جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط وخال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت
بہری ہے سیرت وصورت سون سورت
ختم ہے امردان پر روصفائی

بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ولی ہے ہشتر حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک وصاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام ونشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط وخال کی تعریف مین اور حسن وجمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ ومعانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ ومعانی کا باہم ربط وضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جمایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دہلی ودکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دومقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تہے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین تنزبطور نمونہ مذکور کئے ہین اہل زبان تمیز کرسکتے ہین۔ ولی کے اشعار کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق ومحبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تہا۔ حسن اعتقاد مین پورا تہا۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تہا اہل بیت پر جان نثار تہا اکثر اُن کی محبت کا دم بہرتا تہا۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تہا اولیا کرام کو بہی حسن ارادت سے یاد کرتا تہا مستغنی المزاج ووضعدار تہا۔ اہل دنیا سے غرض وتعلق نہین رکہتا تہا۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ ووزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام واکرام کا خواہان ہوا۔ جو کچہہ کہا خدا ورسول کی حمد وثنا مین کہا۔ اہل بیت واصحاب کرام واولیاء عظام کو بہی نہین بہولا۔ جو کچہہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تہی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے۔ یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بہی شاعرانہ تعلّی وتفاخر تہا۔ اکثر اشعار مین متقدمین ومعاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین۔

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

برجا ہے اگر جگمین ولی پہر کہ دوجی بار
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
تجہہ حسن کی تعریف مین جب ریختہ بولے
تیری تواضع دیکہہ کر برجا ہے یجان ولی

رکہہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے
مشہور جیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
سنے اسکون یقین اٹہہ جان ودلسون حسان عجم اگر
گر بوعلی سینا لکہے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہوں یہہ مصرع مناسب	جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی	کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہوں تب جبکہ و ظالم	کمر سون کھینچا خنجر چڑہا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے دلچسپ	الفت ہے دل و جان سون مجھے سیم نگر سون
پڑے سنکر اچھل جیون مصرع برق	اگر مصرع لکھوں ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکھی رباعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے ۔ رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی	زان سانکہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا ۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا ۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا ۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ۵

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ	ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجھہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا		جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی		یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجھہ تیری پلکون کی انی نے		یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
دیکھنا صبح تجھہ رخسار کا	ولہ	ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھہ یار کا	ولہ	ہے وظیفہ مجھہ دل بیمار کا
آرزوئے چشمہ کوثر نہین		تشنہ لب ہون شربت دیدار کا
بلبل و پروانہ کرنا ل کے تئین		کام تہا تجھہ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر		حرف حرف اُس مخزن اسرار کا
گر ہوا ہے طالب آزادگی		بند مت ہو سبحہ و زنار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی		دیکھہ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہوتا سریجن پر نثار		مدعا ہے چشم گوہر بار کا
بیوفائی نکر خدا سون ڈر	ولہ	جگ ہنسائی نکر خدا سون ڈر
ہے جدائی مین زندگی مشکل		آجدائی نکر خدا سون ڈر
اُس سون جو آشنائی ڈر کرہی		آشنائی نکر خدا سون ڈر
آرسی دیکھہ نہو مغرور		خود نمائی نکر خدا سون ڈر
اے ولی غیر آستانۂ یار		جبہہ سائی نکر خدا سون ڈر
جب صنم کون خیال باغ ہوا	ولہ	طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھہ ہر جانب		نازنین صاحب دماغ ہوا
پان سین تجھہ لبان کے سرخ ہوا		جگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیون نہو روشن		جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولی گلبدن کون باغ مین دیکھہ		دل صد برگ باغ باغ ہوا
جسوقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا	ولہ	ہر ذرہ تجھہ جھلک سون جون آفتاب ہوگا
مت جا چمن ہون لالہ بلبل پہ مت ستم کر		گرسے سون تجھہ نگہہ کی گل گل گلاب ہوگا

وله

ہت آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن — تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہو گا
نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کون لیکر — سینے پہ عاشقان کے اب فتحیاب ہو گا
رکھتا ہے کیون جفا کو مجھ پر روا اے ظالم — محشر مین تجھسین آخر میرا حساب ہو گا
مجھکون ہوا ہے معلوم اے مست جام جوبن — تجھ انکھڑیان کو دیکھے عالم خراب ہو گا
ہاتف نے یون دیا ہے مجھکو ولی بشارت — اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہو گا

وله

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا — ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا
سینہ مین اب محشر تلک کونین کو آئے ہے وہ — جو تجھ نین کے جام سون مے پی کے متوالا ہوا
پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلی مقصود کون — جو عشق کے بازار مین مجنون نمن رسوا ہوا

وله

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خودنمائی کا — چڑہا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا

وله

بہہ تل تجھ مکھ کے کعبہ مین مجھے اسود حجر دستا — زنخدان مین تیرے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

وله

کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد — ہے علم اوپر معطل صورت شیر طلا
بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان — ہے مہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا
بوکناری مکھ پہ تیری نے زلیخا و تین نہین — سورۂ یوسف کو لکہا گرد تحریر طلا

وله

جام ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجکون — رکھون نشہ نمن انکھیان مین گر وہ مست ناز آوے
عجب نین گر گلان دوڑین پکڑکر صورت قمری — اداسون جب چمن بھیتر وہ سرو سرفراز آوے

وله

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے — جس بر منے یکبار وہ گل پیرہن آوے
سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی — گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے
کھینچین اپس انکھیان منے جون کحل الجواہر — عشاق کے گر ہاتہ وہ خاک چرن آوے
ہرگز سخن سخن گو لاوے نہ زبان پر — جس بن مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تہا۔ بلدۂ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلّی مین آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبدالقادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پھر دلّی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا۔ حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اسوقت تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد + مسجد اقدس خیلے باصفا اتمام یافتہ + خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اُسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا تمام صحن گلہائے رنگارنگ سے سرسبز ہے اور درخت بھی فیض
بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے
اور دل اُسکی سیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تہا
نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تہا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب
کہتا تہا۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور اورنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما
خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت ز مکافات عمل مستغنی است
گوہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف نیرنگی ما نشۂ دیگر دارد
جام جمشید بود دُردتہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم
ہست در خامۂ نقاش رگ و ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیاتت می نابی دوام
میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین
سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز
تہے۔ امرا مین معزز و مکرم تہے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر
کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پھر
شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے
معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ موزون الطبع
و خوش فکر ہے اُسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بہرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہین۔
نیک سیرت و خوش خصلت تہا یاران ہم صحبت کے ساتہ اخلاق و اشفاق سے
ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتد بہ و منصب برقرار و بحال تہا۔ دوست پرور
و فقیر نواز تہا۔ سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندی

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کر دیا
ذرۂ بیقدر کو خورشید تابان کر دیا

نامۂ درد جدائی لکہا دلدار کو
خون کے شنگرف سے آنکہون نے افشان کر دیا

آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو
معنئ رنگین لعلون سے بدخشان کر دیا

رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن
گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہین

واضح۔ مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص۔ مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد و لیاقت
علمیہ رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعر گوئی مین لائق
شعر خوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشۂ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر
بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا یکایک
اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش ندارد روے ماندن ابر نیسانی
فرارے میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نمیدارد بس از ریزش سحاب		اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی۔ مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص۔ مولانا وحشی نام۔ آپ کاشانی المولد ہین۔ عالم و فاضل و شاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین۔ آپ ۹۹۹ سنہ ہجری مین شیراز مین تھے۔ ابو تراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے۔ فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کبوتر وصل ابو تراب ستان و غزل گوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی۔ کلام نمکین و شیرین ہوتا ہے۔ وطن سے ہند مین پہنچا۔ متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبد اللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا۔ ناظم تبریزی کہتا ہے کہ ۱۰۳۱ سنہ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ۔ صاحب ریاض الشعرا نے مدفن آپکا گولکنڈہ دکن لکھا۔ من اشعارہ الفارسی

فشاند از عرق ہرگاہ زلف عنبر افشان را	وله	برون آرد ز ظلمت چشمہای آبحیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامے		ازان ہرگز ندیدم بر مراد خویش دوران را
ز آسیب بوسہ دیدیم بر پائے ارشانی		یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین نریزد دل من دور نیست	وله	شعلہ نتواند نگاہدارد شرار خویش را
دور از و چشم در نظارہ را مسمارہ کرد	وله	ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من در ہوا گرفت	وله	باغے کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	وله	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	وله	خاک سیہ بکاسہ چشم غزالہ کرد
شب گزاری بدل بی خور و خواہم کردی	وله	آنقدر گرم گشتی کہ کباب ہم کردی

واصل۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص۔ مرزا ترک علی بیگ نام۔ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے۔ باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد — تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچہہ نفع نہین اٹھائے۔ درویشی کے راستہ مین ثابت قدم ہوئے۔ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے۔ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے۔ مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے۔ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے۔ میان واصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تہا۔ کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے۔ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے۔ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش رہتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی۔ آپ عارف کامل

وصوفی واصل ہے - مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے -
شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے - شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار
آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہو گیا - آپکے شاگردون نے
کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کر دئے اور گلہائے منتشر کا شیرازہ باندہکر
گلدستہ بنادیا - دیوان کامل مرتب ہو گیا - ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے - ترجمہ
کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹہائین آپکا کلام
توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے - آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند
و دلاویز ہے - صاحب تحفۃ الشعرا لکہتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تہے -
آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکہا تہا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا - ہر ایک
دیوان کا رنگ نرالا ہے - ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی - دوسرے دیوان کا
انتخاب بہی ہمکو تلاش کے بعد ملا اُسمین سے بہی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد
لکہین گے - تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہو جائے -
کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسب و ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکہی - مگر ہمکو تحفۃ الشعرا
کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تہے - اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین
اس دار فانی مین موجود نہین تہے - ایکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے
پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے - آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی
اورنگ آباد مین واقع ہے - مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے - یزار و یتبرک -
صاحب تالیف تہے علم صرف مین جواہر التصریف - اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی
اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی - اور ایک نصاب ترکی - اس کتاب مین

اٹہائیس قطعات ہین ہر ایک قطعہ مین اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکہے - مثلاً
قطعۃ البرد و ما یتعلق بہا - و قطعۃ الاطعمۃ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما — یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما
کارہا بکشاید از امداد پیران بیشتر — قامت خم گشتۂ محراب دعا داریم ما
راست بر سرو قد ما جامۂ عریانیست — ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

وله

زود زورق از سبکتری بساحل میرسد — این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا
تازہ گرد در روح من از رشک و آہ و عشق او — راحت افزائے دل این آب و ہوا باشد مرا
ز جوش گریۂ شوق تو رقص من پیدا است — بود حباب صفت خانہ بر آب مرا
از درِ گفتار تو در دل گرہ دارد صدف — معدن از لعل تو دارد در جگر خون بہا

وله

از رہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر — شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را
پروانہ یافت خلعت زنگین ز سوز عشق — زنیسان شد امتیاز نہ عاشق نواز ما
بنازم از فروغ حسن و آن داغ محبت را — کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را
نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را — چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را
سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند — رہ بود پر گوہر مطلب دم غواص را
نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است — گوش باید چون صدف تا بشنود موعظ ما
واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیداست از معنی ما اختراع ما
بہر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب — امداد حسن بس است بروشن چراغ ما
در سینۂ ما گوہر ذاتی چو گرہ بست — جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تاہست گرم بر رخ تو اشتیاق ما	افتد بجان سرا ز زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ ہرگز نبینی زنگہا
صبحدم آن مہر تابان تاکہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ جنبش سہر برآرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف وردیف الف۔ قافیہ الف وردیف با علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا لحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہین آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ مین اصفہان سے ہند مین وارد ہوئے مدت تک آصف جاہ بہادر کی رفاقت مین رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر مقرر تھے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات مین عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہین۔ آقا محمد امین سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین بلدہ ایلچپور مین پیدا ہوئے۔ والد با جد کے سایۂ عاطفت مین پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کین۔ اور شعر و سخن مین بھی انہین دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی مین رہے۔ حدیث و فقہ و معقول مین بھی کامل تھے۔ درس و تدریس مین زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہین کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر مین جاگزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تھا اُسپر قانع تھے۔ زائد کے طالب نہوئے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری بیشمار تھی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال و پاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لآلی آبدار و درر شاہوار پروتے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبد الرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفا نے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکھے **هو هذه**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود۔ و اگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب و نرمی گردد جز بر سامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ زیر بسر۔ و از فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال جنبر وار نشست از موج لباس زتار در بر و از حباب تاج یاقوت بر سر۔ از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چند ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ و ماہ غیر از دستگاہ رنگ زردی ندید و خفتہ ع

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

زسیر این چراغان پرافسون
شو و پیرایهٔ نظارهٔ گلگون

بدین عکس چراغان در نم آب
بہار آتشی در عالم آب

صفا از بس گرفت آفاق یکسر
خرامد ہر نگہ آئینہ در بر

تماشا محو انداز سرور است
کہ اینجا شش جہت لبریز نور است

خمیر این چراغان باشد از برق
کہ روشن می کند از غرب تا شرق

شد از جوشش ضیا نزدیک تا دور
بلند از ہر طرف فوارۂ نور

نگر بحر خور آر در تلاطم
کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم

ازین سیر بہار عالم آرا
کہ ہست از قدرت حق معنی انشا

بود گر بہرہ ات آگاہ بودن
چراغ دل توان روشن نمودن

ببین گر دولت شمع شعور است
چراغ دیدہ را روغن ز نور است

بہر حال اندک از ظاہر سفر کن
ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفۃ الشعرا میں لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت میں میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کئے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدر دانی سے مجکو اپنی سرکار میں بخشی مقرر فرماکر ایلچپور میں ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور اکثر روز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ وہ بزرگ خوب لطفے ہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالی غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں لکھا کہ جناب وفا صاحب ترجمہ ۱۱۸۱ ہجری میں حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور سے یاس

آئے تھے ایک سال تک قیام کرکے سنہ ۱۱۸۲ ہجری میں ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ میں اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا۔ بزرگ سیرت و صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر ہیں میں نے چودہ برس میں موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم میں ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑھا نہیں گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ وھو ھذہ

بادۂ عشرت دہد جام لب جانانہ ام
گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

کان یاقوتم ز دل وز دیدہ ام گوہر شمار
بحر و بر در آستین دارد جواہر خانہ ام

با شرر ہمچشمی پرواز دارد اشک من
خاک تا گردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق ست و سرعت بیک پرواز تر
گشت از پیری دوبالا بازی طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن عاقلی ست
گر کشم از گوشۂ زنجیر پا دیوانہ ام

بر چراغ رسم ظاہر ہمتم دامن فشاند
روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر گردش چشمم تو دل
نے سبوئے شیشہ بخشد نشائی پیمانہ ام

کیست تعمیرم نماید مہر عشق پاکباز
تا فلک چیدہ است ناہمواری ویرانہ ام

داشت در بر دفتر بال و پر از تعلیم شمع
گرد شب روشن سواد سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست
پیش این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر
از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ پابوسش وفا آسان نمی آید بدست
چون حنا عمریست باخود جگر ہمخانہ ام

خواب شیرینم نمک ریزد بچشم از اشک شور ۔۔۔ از خموشی گر بگوش خود رسد افسانہ ام

من اشعارہ الفارسی

سیہ کاری نماید سنگدل از غرورشان پیدا ۔۔۔ نگین را روسیاہی گردد از نام و نشان پیدا
نشان زان کمر دقت شناسان را نشد حاصل ۔۔۔ ز تصویر عدم گردد حرفے درمیان پیدا
ولہ
ز جام خون جگر سرخرو چگونہ شود ۔۔۔ چو لالہ ہر کہ درین باغ داغدار نیست
ولہ
در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست ۔۔۔ بر سر خوان کرم پیوستہ دل مہمان کیست
ولہ
قرب ہر جانست با جانان چو ربط تن بروح ۔۔۔ زین معیت نیک آگاہی نصیب جان کیست
خاموشی بہ گر ندارد مستمع فہم درست ۔۔۔ در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست
ولہ
بوئے خلق خوش علاج دردناکی میکند ۔۔۔ کار آب زندگی این عطر خاکی می کند
ولہ
گرد چشم خاکی ستد راہ سیر روحانی ۔۔۔ سبکروحان برنگ نکہت گل زین چمن رفتند
شبے روشندلان جا گرم اگر کردند از صحبت ۔۔۔ سحر از سر و مہر پیدا چو شمع از انجمن رفتند
ولہ
ز جبین چو موج نگو بہم کہ صورت گلہ شود ۔۔۔ تو از کشادہ جبینی محیط حوصلہ شود
ولہ
عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند ۔۔۔ ما را کسے کہ دید ترا یاد می کند
ولہ
شبے بخاطر گلشن گذشت مژگانت ۔۔۔ زند ز خون رگ گل بہار جوش ہنوز
تبسمے مگر از غنچۂ لبت وا شد ۔۔۔ صدائے خندۂ گل میرسد بگوش ہنوز
بیا کہ بے وصل تو چون سبوی تہی ۔۔۔ نگہ بدیدۂ من ہست بار دوش ہنوز
ولہ
در انگاہ یادت پنہان خود نشینم ۔۔۔ تا میتوان ترا دید خود را چو بہ بینم
ولہ
قناعت پیشہ کن بگذر ز حرص و بدمعاشی ہم ۔۔۔ بعالم عالمی دارد تلاش بے تلاشی ہم
چو شد از شوخی چشم سیاہ پرا باغ من ۔۔۔ دل پر خون برنگ لالہ می پیچد باغ من

نسیم ہر نفس مے آرد از دل نکہت زلفت ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ نگہ گلہائے داغ سینہ شب بوئے باغ من
دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہل است ۔۔۔ ہنر آنست کہ خود بنمائے دگرے

وحشت ۔ شیخ عبدالواحد تہانیسری

وحشت تخلص ۔ شیخ عبدالواحد نام ۔ تہانیسری الوطن ۔ شاعر خوشگو و پرگو تہا ۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و دلنشین کو استعمال کرتا تہا ۔ ضعف تالیف و تنافر کلمات سے کچہہ پروا نہین کرتا تہا اولاً میر ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا ۔ ثانیاً میرزا عبدالقادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا ۔ ہند سے دکن مین آیا ۔ شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا ۔ امراو اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب و خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعداللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش تہے اُسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ و صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین تہا ۔ بعد ازان درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد مین مدفون ہوا **من کلامہ**

باکمال اوج در پستی ہلاکم کردہ اند ۔۔۔ آسمان وقت خود بودم کہ خاکم کردہ اند
ولہ
تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد ۔۔۔ اظہار حال بے قلم ہو نمی شود
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است ۔۔۔ آرزو در سینہ لشکن جلوہ آرا نازک است
صد بیابان نالہ پرداز خموشی گشتہ ایم ۔۔۔ سرمہ میداند کہ فریاد دل ما نازک است
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست ۔۔۔ شیشۂ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است
بمحفلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند ۔۔۔ بہم چو دیدۂ تصویر محو یکرنگ اند

فغان زبیخبری ہائے این خودی مستان
که کعبه در بغل و بر ہزار فرسنگ اند

جوابم بر لبش گرد خط نارسته را ماند
بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوال من

زبس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید
تپ از اعضار شیران میبر آب لال من

بسکه از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
جوہر آئینه فریاد دل رنجور بود

در بیابانی که چشم بیخودی وا کرده ایم
ہر کف خاکی تجلی خانهٔ منصور بود

خانمان پردازی ہمت تماشا کرده ام
صد بیابان عالم از ویرانهٔ من در ربود

وفا - ابو العلی حیدر آبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد ماجد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین - آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تھے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک نئی خانہ عمارت نہایت عالیشان و با عظمت تیار کرائی اور اسمین ہزارہا روپئے کے جھاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمین وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سُننے کیلئے جمع ہوتے تھے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے بھی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکھین گے - آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تھا - وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی - نشو و نما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی - کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دل مین پیدا ہوا امیر احمد خیر تعلیخان سخی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف و شستہ ہے ابہام و استعارہ سے پاک ہے - آپ خوش خلق و نیک سیرت تھے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تھے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - **من اشعارہ الهندی**

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی
جان کہا نیکو شب ہجر ہماری آئی

کبھی گلشن مین جو اُس گل کی سواری آئی
ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی

سر کو ٹکراتے رہے سنگ لحد سے پیہم
بعد مردن جو اُنہین یاد ہماری آئی

پھر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو
للہ الحمد کہ پھر باد بہاری آئی

وہ بھی خود رونے لگا تھام کے ہاتون سے جگر
کوچہ یار مین جب لاش ہماری آئی

آج بھجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین
یار سے اُس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدر آبادی

واقف تخلص - غلام علیم نام - حیدر آباد دکن کے باشندہ مین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت و خواند مین بقدر ضرورت مہارت و لیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا - استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و با مزہ ہوتا ہے - **من اشعارہ الهندی**

یاس و امید مین ہے شب وعدہ کشمکش
اُسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی
برباد ہوگئے کہین پہنچے مین ہم کہان
موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوئے
واقف کو آج دیکہہ کے آنسو نکل پڑے

دیدہ نہ بند ہے نہ کہلا انتظار کا
ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا
پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
اب ہمکو دیکہنا ہے مآل انتظار کا
کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن شعور و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بہی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے انور الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بہی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اولاً میر افضل قاقشال اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکہدیا - اور

میر افضل آپکا معاصر ہے - اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ۱۱۶ ہجری مین تالیف ہوا ہے مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت و توطن حیدر آبادی لکہدیا - اسی وجہ سے بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے - صاحب گلدستہ کرناٹک نے ٹہیک و درست لکہا - ہم بہی آپکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا فرمائے والہ کی ولادت حیدر آباد مین کیونکر ہوی - فتامل و لاتکن من المغالطین ۰ صاحب گلدستہ نے لکہا کہ پہر آپ مدت دراز کے بعد حیدر آباد دکن سے تہڑ نگر بندر اس مین رونق افزا ہوئے - اُسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا و مین سکونت اختیار کرلی - پہر مدراسی الوطن مشہور ہوئے - آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے - سخندان و سخن سنج تہے - شعر گوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین اکثر شعرا آپکے چشمۂ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین - مدراس کے اطراف و جوانب مین اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین - آپ صوفی مشرب زندہ دل تہے درویش دوست و کامل تہے - خوش مزاج و خوش اخلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے اتفاق تہا - صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے - پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر مین سحر البیان تہے - مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ - نازک خیالی و رنگین معانی پر فریفتہ تہے - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر کا مزہ آتا ہے - آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم کے حلوے اور انواع انواع شکر پارے دکہلائی دیتے ہین - شائقین دیوان کے مطالعہ سے خوب لطف و مزہ پاتے ہین - ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین

تا کہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے
آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار
ہین۔ رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین۔ آخر بفحوائے
کل من علیہا فان ۱۱۸۴ھ ہجری مین شہر نگر مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار
ہو کر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعاره الفارسی

بزم امشب مگر آن دلبر طناز می آید — که مهتاب از تمنا بهر پا انداز می آید
بگلگشت چمن نازک نهالم میرسد آیا — که در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید
ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم — که امروز از گل پیمانه بوئے ناز می آید
مگر مطرب شنید از ناله هائے واله آهنگی — که بانگ دل طپید نهاز تار ساز می آید

وله
زبس دارد نگاه وحشتی سر در بیابانم — دماغ آشفته ام ساغر کش چشم غزالانم
نیم صید گرانجانی نسیم گلشن شوقم — هوا خواه بهار جلوهٔ نازک خیالانم
خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حسرت — بهار شعله سوزم گلستان چراغانم

وله
خیال زلف تو امشب که راه خواب گرفت — چو ماه تاریک تنگ شهاب گرفت
زبرگ لاله حسنش نه شبنم از عرق است — نظاره ام زگل آتشین گلاب گرفت

وله
هر که همچو لاله در دل سوخت داغ عشق را — ساخت لبریز از می سودا ایاغ عشق را
لالهائے داغ را پیچیده ام از تار آه — دستهٔ رنگین بسته ام گلهائے باغ عشق را

وله
روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما — منت نکشد از صدف آب گهر ما
آئینهٔ دل مشرق انوار تجلی است — تا مهر رخت سایه فگن شد بسر ما

وله
واله نکشد نخل هنر منت خورشید — از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما

وله
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو — منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را
سینهٔ صافان را دل از فیض خموشی روشن است — جلوهٔ آهے نماید پر غبار آئینه را

وله
واله شکست توبه بجا شد که چشم عیش — روئے بهار در آئینهٔ هوا

وله
تا سایهٔ رخ حسن تو افتد بر آفتاب — هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
واله نداشت طاقت نظارهٔ جمال — روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب

وله
مریز اے ساقی ظالم گل مستی بجیب دل — که خواب خوش بپائے سر و مینا می برد ما را
قرار از واله شیدا بود این مصرع صائب — همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را

وله
کشتهٔ عشقم مرا شمع مزار گل کنید — پردهٔ فانوس شمعم از پر بلبل کنید

وله
تا کند جولان بگرد چشمهٔ کوثر بحشر — جان واله را نثار راکب دلدل کنید

وله
طبع روشن ز بس آئینه گر هوش منست — صورت معنی دلچسپ در آغوش منست
کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع — شعله قد نظر سرو زری پوش منست

وله
بسکه شوق کشد بسوئے شراب — روم از خود ز گفتگوئے شراب

وله
ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم — نمود و کوچه باغ است آستین مرا

وله
بسکه شبها آهوئے چشم کسے آید بخواب — می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما

وله
رقص بسمل کند از نالهٔ زنجیر دلم — اے پری شوخی دیوانه مبارک باشد

وله
اینچنین کز غنچهٔ لعل لبت خواهد شگفت — بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
گرد دل را ابروش بیتاب از ایمائے لطف — زخمی این تیغ می گردد ز مرهم خسته تر

تا خیالش بدلم جلوهٔ مانوسی ریخت — چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	وله	شمشیر بدوش و دیدنش دوش
با زلف تو دل چه کارها داشت		من حلقه بگوش دیدنش دوش
بر نیاید نگه از ضعف ز چشمم بے تو	وله	با اشارات تو وابستہ شفائے تنم
غلطد از شوخی عشق تو ز گہوارۂ چشم	وله	اشک چون کودک خو کردہ بدامن گستاخ
لالہ خونین دل و گل زخمی و نرگس بیمار	وله	در چمن دل بچہ تقریب شود وا بیتو
غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم لبریز	وله	شوخ جادو فن من طرفہ بساز آمادہ
قلم اے قاصدا ز شوقش رقم ساز و چنان حرفی	وله	کہ دل حرفے نویسا ند نگہ حرفے زبان حرفے
زبس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت	وله	مرا ہشیاریم خواب فراموش است بیداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قدیر کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہدی ہین - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اُسوقت یہان مدرسۂ انجینری جاری و قائم تہا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تہے - اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھہ زیادہ تہا - فن انجینری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے - آپکو سرکار سے بیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہوئے تب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے - اب منتظر و امیدوار تہے کہ سرکار سے صیغۂ انجینری مین کوئی خدمت پر مقرر ہو جائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے مدرسۂ اعزہ حیدرآباد مین امرا و شرفا زادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی - مدرسۂ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی نہین ملیگا - آپکو مدرسۂ انجینری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہیے یہہ امر قرار داد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ لکہا کہ آپ محمد واصل صاحب سند یافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی ماہوار دین گے جو محکمۂ انجینری مین ملیگی - صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بہیجدیا - آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے - اور آپکی ماہوار دیڑہ سو روپیہ قرار پائی - پہر آپ چند سال تک مدرسۂ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتھہ ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے - آپکو امید تہی کہ مدرسہ مین آیندہ کسیقدر ترقی ہوگی - مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی - بڑا سبب یہہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے - کوئی مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا - اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تہی مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر نمی ماند کے مصداق ہوگئی - آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی - آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین سرکار عالی کے محکمہ صفائی مین مساوی ہا ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت مددگاری پر مامور رہکر بہتر کاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔

جب سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پر نور میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ ششم شملکنڈہ مین بتقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ صفائی کی طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے جو کام صفائی کے متعلق تھا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکار نامہ جو اردو نظم مین تصنیف کرکے مطبوع کر دیا تھا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑھو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔

آپ موزون الطبع و صائب الفکر تھے شعر گوئی و سخن کے فریفتہ مضمون رنگین و معانی شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت و صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے۔

آپ ہمدردی قوم مین جان و مال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہئے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی کہالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کہالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ ہند کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہان جہان اس قسم کے مدرسے تھے وہان بھی گئے ہین۔ غرض کہ آپ فنافی القوم تھے۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہین۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا و امرا و عہدہ دار جمع ہوتے ہین۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا مین قصائد پڑھتے ہین۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھہ داد دیتے ہین۔ اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکھکے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوتے ہین سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین حضور غفران منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندو دکن کے بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے) شعرانے اسی طرح مین غزلین لکہین۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین۔ آپنے بھی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کمپٹ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ و شستہ ہوتا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گہاٹ مسجد کے صحن مین موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین سے تھے اللہم اغفر لہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہین۔ سلمہم اللہ تعالی۔ **من اشعارہ الہندی**

کہین سے شہ نے دیکھا اک پری کو	کہ پٹ پکڑے ہوئے در پہ کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان ۔۔۔ یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے ۔۔۔ نگہ باہمدگر جب سے لڑی ہے

ولہ

چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے ۔۔۔ کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل مین ۔۔۔ کہین نرگس بھی در تکنے کھڑی ہے
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی ۔۔۔ کہین قمری کی کوکو ہر گھڑی ہے

وزیر ۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص ۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین ۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد ۔ آپ خاندان آصفی کے نور بصر و دودمان نظامی کے لخت جگر ہین ۔ ریاست کے رؤسا مین ممتاز ۔ اور سلطنت کے عمائد مین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی ۔ تربیت و پرورش بھی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے ۔ آپ ذہین و ہوشیار تھے دو ڈھائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بھی پڑھنا چاہئے ۔ چند مدۃ عربی کا بھی شغل رہا ۔ چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پھر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تھی ۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی ١٢٨٣ھ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تھی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ بھی اپنا کلام میر موصوف کو دکھلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی اور امراء دکنی مین اس فہانت و فطانت کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فرید اور امرا مین وحید ہین مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے ۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے ۔ آپکے کلام سے شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے ۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس و بامحاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین ۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین ۔ اعزہ و احبا کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان ۔ اہل کمال و جوہر کے جوہر شناس ہین ۔ اعزہ و احبا کو اسبات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے دینا چاہئے ۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہئے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہوجائین آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان ۔ ولی کامل و صاحبدل کے جویا ہین ۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمانداری و خاطرداری پوری طور سے ادا کرتے ہین ۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین ۔ اور ہر ایک کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین ۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے ہین ۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین ۔ معاش لائق و جاگیر فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی ۔

فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ١٣٢٩ھ ہجری مین انتقال ہوا ۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا
قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو
کب ہاتھہ مین ہے باگ مرے اختیار کی
پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم

منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا
حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا
ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا
پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح - میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص - ارادت خان خطاب ہے - کشمیری المولد - جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفا ساوہ سے تہا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد - اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تہا - شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا - بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا - اور کبہی کبہی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اُسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے - اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چندروز حکومت کر کے سنہ ۱۰۵۸ ہجری مین فوت ہوا - اُسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تہی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا - اور اُسکا چہوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین داراشکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی - اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا - اور سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز ہوا

سنہ ۱۱۰۰ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلی مین سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد - اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تہا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بہی تہا - میر کی نسبت ساقی نامہ کے دیباچہ مین لکہتا ہے { راح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بتوان کشید - صراط مستقیم طریق او وست و نعمت غیر مغضوب تحقیق او در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود - آن جوش فرمائے خم دیرسالہ وصاف پیمائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ شست و شوی باطن من چنان نمود کہ بوش کج فہمی مزاج و مواد اعوجاج اصلاً نماند انتہی } اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکہا ہے - ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین ۵

اے فلک اے بیوفا ای ظالم اے بیداد گر
نے گریبان میدری نے خاک بر سر میکنی

اے رسوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
زینچنین شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر ریخت در ہجرت دل ناشاد ہی

لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری ملا - دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور اُسکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے { فاتوا بسورۃ من مثلہ } اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے۔ ہم فلک المعارج و فخر دارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکھتے ہین ؎

کے گیرد از عزیمت من سست نیم بار
نہ بختی فلک کسلاند اگر مہار

از موج بحر ہمتم اول قدم بود
نہ کشتی فلک چو بپا بند بر کنار

قصیدۂ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات و لطف ہمت خان
کہ فخر می کند از ذات پاک و خانی

چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس
کہ با دولت ہر دو سرایش ارزانی

مرا خرید بہ نرخے کہ لائق بودم
رہین منت اویم زانسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکھے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکھا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تھا۔ مہر کا نقش {الحق واضح} تھا۔ منجملہ رسائل۔ مثنوی مرات دیدار (مقابل مخزن اسرار) + کمند وحدت (مقابل سلسلۃ الذہب) + نغمہ و شیون (مقابل بلدین) + آئینۂ راز (مقابل محمود ایاز) + تاب زنار (مقابل سبحۃ الابرار) + ساقی نامہ (ہم بحر سکندر نامہ) + اسرار معنوی (در پیروی مثنوی مولوی)

یہہ ساتون مثنویات کو ۱۱۷۵ھ ہجری مین شروع کیا اور ۱۱۷۸ھ ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنیٰ۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو ۔ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار ۔ آئینہ راز کے ۵ جزو

و تاب زنار ایک جزو + ساقی نامہ دو جزو + اسرار معنوی ایک و نیم جزو۔ ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات وغیرہ اشعار پر شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر اکتفا کرتا ہے۔

من اشعارہ الفارسی

پرواز چون کند ز چمن مرغ جان ما
در پای گل بخاک سپار آشیان ما

دل از طپش ز رفتن خود میدہد خبر
آواز پا بود جرس کاروان ما

وله

ز مقراض فنا نورست شمع زندگانی را
بود آب دم شمشیر صندل سرگرانی را

باسیرے چکند معجزۂ یوسف حسن
ہفت در واشد و نکشود در زندان را

بزخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست
سواد سرمۂ شبہائے تار را دریاب

گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند
چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب

با سکندر داشت صحبت بزم درویشان ندید
حق بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب

واضح از شور جنون صبح قیامت شدہ ام
آنچہ انجام دو عالم بود آغاز منیست

داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است
رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است

تا بے حجاب بوئے گل آید بزم دل
در نو بہار چاک گریبان غنیمت است

میرود دل بیخبر سوئے جنون تدبیر نیست
اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست

بوئے خون از نفس باد صبا می آید
شاید از گلشن داغ دل ما می آید

سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک
دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند

راحت و رنج بود خواب پریشانی چند
یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بردوش نگر بازکسے می آید
کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس
گرد غربت بست بر بار رخنۂ چاک قفس

سیر کردم گرمی ارباب دنیا سوختم
در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت را سپر انداختم
تیغ کین بر ما مکش اے خصم مردی مکن

بر رہ جنون دویدم خبرے خود ندارم
نگہم کجا فتادہ دل من کجا نشستہ

بکا غذا خگر پیچیدہ ام یعنی دل خود را
مبادا گر بہ بر حالم کنی اے نامہ بر رحمے

آہ زوجوش طپش زد در دل ناشاد بتی
صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پای بنش نیست
چشم بر رہ خرابی دارد این بنیاد ہے

الٰہی کعبہ میخانہ بادا انقدر باقی
کہ بینا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعی منہ

دنیا کہ در و دل بہوس پیچیدہ است
رنج است مال و راحتش فہمیدہ است

غوغاش تمام حسرت و بیمزگی است
چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہین - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیارؓ سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی - قوناً ناعطی ہولد آمدراسی ہین والد ماجد کے ہمراہ کم سنی ہین حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوئی - سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی و عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد اساتذہ سے ختم کین - آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے - درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے گئے - عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے - ہر ایک محکمہ مین امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے - ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے - حسن خدمات کے صلہ مین (۱۶۰۰) روپیہ ماہانہ وظیفہ خزانہ شاہی سے پاتے ہین - چندے مدت سرقار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد و صدر تعلقدار رہے - پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے - آپ دو سال تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینوسپالٹی کے رکن اور ایک سال نائب صدر نشین - اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیٹسٹ ممبر ہین - آپ سرکارین یعنی سرکار نظام و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین - آپکی عزت و عظمت مسلم ہے آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزازاً نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی - اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین - آپ علم دوست و ہنر پسند ہین - علما و فضلا شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرتًہ و فطرتًہ موزونیت واقع تھی بناءً علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین مخزن ہے - سخن سنج و سخن فہم ہین - فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین جو کچھ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص اور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک
داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون
زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات
و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے۔ آپ
اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل
ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے
آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا
تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین
و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اڈیشنس نظام فنانس و ریونیولوراس
شایع ہو چکا۔ سرکار سے انعام صـــــ ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہو چکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین ۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین ۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین ۔ غرائب الجمل ۔

فن طیور مین ۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین ۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ ہے ہین۔ چار جلدین شایع ہو چکی ہین
اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہند نے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام۔ اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپئے سکۂ محبوبیہ
منظور فرمایا ہے۔ ہر چہ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک
کے لئے وقف کردین۔ اور اسکا خالص نفع محمڈن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر
تالیفات کے خالص نفع سے کتب قلمیہ نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف
فرماتے ہین اسوقت تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اکزامنرس کلکتہ
محمڈن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین۔

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید۔ عقل و فراست و تدبیر مین ذات وحید ہین صائب الرائے
و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین۔ معاملات دنیوی مین راست بازی سے
کام کرتے ہین۔ ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے۔ جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے
اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی
راست بازی و صاف گوئی دیکھہ کے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب
تند مزاج و سخت گیر ہین۔ جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف
کرتے ہین۔ چنانچہ فقیر مولف بھی سُنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تھا
لیکن فی زماننا مجھے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے
اور آتے ہین۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ مین دلمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا
مین سچ کہتا ہون کہ جناب والا صاحب ترجمہ واقع مین عزیز الوجود ہین۔ مغتنمات سے ہین
خدا تعالے آپکو سلامت رکھے۔ آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین۔ آپ کی ذات بابرکات
سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آپ اتمدن نفع عام کی غرض سے تالیف
و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین۔ ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب مع لغات طبع کرکے خلائق کو
بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر
والعافیہ - فقیر مولف آپ کی تالیفات کو بہ نظر غور محققانہ دیکھتا ہے - درست
و لائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے
اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے
ابتک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی - اسیطرح دیگر رسائل
بھی ہین - فی الحال آصف اللغات لکھہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین
ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -
اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین
اور مولف کے کلام کی داد دین - **من اشعار الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض دلجویت یک صفحہ صد دیوان		یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	کہ بر آتش نشاند آب و تابش آب و آتش را
زچشمم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون		بہم آوردہ در مضمون حبابش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب جاری من از مژگان کشم در راہ عشق		گر بود چشمے کہ او از دور بر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او ولے		ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست		چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

برزدہ چون آفتاب سر ز گریبان صبح	ولہ	پیش تو گردش نقاب شرم زدہ دامان صبح
آئینہ حیرت است از رخ تو آفتاب		سرمہ کش غیرت است دیدہ حیران صبح
تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند	ولہ	آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
عشوہ زن فتنہ گر دست منہ بر کمر		ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند
دوش با پیوستہ ابرو اتفاق افتادہ بود	ولہ	اتفاق جفت ابرویش بطاق افتادہ بود
آرزوے مردہ را آمدم وصالت زندہ کرد		در من و جان من ایجان افتراق افتادہ بود
برنگ ابر نیسان بخت مینا آب در ساغر	ولہ	ز جوش بادہ خیز و صد در نایاب در ساغر
بہ تائید شب زلف تو شہر ان غافل را		نماید عکس مست نیم خوابت خواب در ساغر
در چشم آبدار تو آبے ندید کس	ولہ	در جو بہار تیغ حبابے ندید کس
جز روے بے نقاب تو از تاب حسن او		عشاق را بدست حجابے ندید کس
دود آہم بر لب گلنار من ہمچو شمع	ولہ	سوز جانکاہم نہان در کسوت تن ہمچو شمع
سوختم از آتش تب چندانکہ خاکستر شدم		تودۂ خاکسترم گردید مدفن ہمچو شمع
دمے کہ ہمدم ابروے یار شد دم تیغ	ولہ	بجوہرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ
بر آب دیدۂ من (حالیکہ در من و تست)		سپلے است بستۂ تیغ نگاہت از خم تیغ
پردہ شگاف دل است نوک خدنگ نگاہ	ولہ	بردن جان مشکل است حیف ز چنگ نگاہ
تند بر آید ز چشم باز در آید بہ چشم		لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاہ
بدیدۂ مست خواب و بے خواب نیم باز تو خواب نیمے	ولہ	بجام مست نیم مست کرشمہ ساز تو شراب نیمے
رخت چو نیمے نقاب گیرد بہ نیم قرص آفتاب گردد		ز رخ گر نقاب نیمے رود ز مہر آفتاب نیمے
چو مہر و مہ با تو شد مقابل بمہر و شد آفتاب حاصل		رسید نیمے بماہ کامل تقسیمت آفتاب نیمے

انتخاب رباعیات

باشد بہ دلم حرمت نام حافظ		درچشم من است احترام حافظ
او خواجۂ شیراز و ولا بندۂ او		این نظم کجا ۔ کجا کلام حافظ
ابروئے تو کرد عاشقے را تہ تیغ	ولہ	تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ برابروت بہر ولا		مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ
خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست	ولہ	حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر انچہ باشد در دل		از کوزہ ہمان برون تراود کہ درو ست
دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت	ولہ	در بارگہش شکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش خبر دہد زین کہ ولا		آخر آبے بجوے ما خواہد رفت
حاسد ز حسد بہر چہ خواہد نرسد	ولہ	نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب		بدخواہِ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر		صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
از تخرجۂ لطیف گفتم تاریخ		این شمع شد از قطع زبان روشن
		۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ع
پیشکار دکن کشن پرشاد	ولہ	شد و زیر حضور شاہ دکن
اے ولا سال سرفرازی اوست		دل ما شاد و چشم ما روشن
		۱۳۲۰ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی		اقلیم سخن کی ہے یہہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نرہا		استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
		۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

جس وزن چھپا ہوا وہ مقبول جہان		دیوان سخنور جلیل ذیشان
کیا خوب کہی ولا نے اسکی تاریخ		سلطان قلمرو سخن کا دیوان
		۱۳۲۸ھ

ولا ـ سید ابو سعید المخاطب بہ سید ابو طیب خان

ولا تخلص ۔ سید ابو سعید نام و کُنیت ہے ۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان امامی کے فرزند ہین ۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت ۱۱۹۰ھ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی امیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین ۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ ناعطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے ۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے ۔ درجۂ کمال کو پہنچے ۔ فن خطاطی مین بے نظیر تھے ۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کرکے یہہ بیت لکھی

خط وافی بہر از سپہر چو بلبل ولا   اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے ۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تہا آئے ۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولاً طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی اعمام سید محمد یحیی خان بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین حافظ یار جنگ کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب ممدوح اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل و دریا دل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف و تصنیف تہے - مثنوی بحر غم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالۂ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد عرفی - و چند رسالۂ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضۂ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی - اور مسجد معمورہ کے صحن مین واقع متیال پیٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ہو ہذہ

نکتہ سنج رموزدان سخن		رخت بر بست چون سوئے عقبیٰ	
بیدل شاد گفت ہاتف غیب		رفت ہیہات زین جہان والا	
سحر خوش عصر ابوطیب خان	وله	گر ز زین دار فنا چون رحلت	
راقم از سپہر خرد سالش خواست		گفت ہاتف بخدا در جنت	

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے - باوجود کبرسنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے - آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کردیتے تہے - محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے - اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے - ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے - چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ہو ہذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	سحر و قدرت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرۂ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہ

	خارج ز بیانست کمال والا		مفقود ز زمانست مثال والا
	گر شبہ بخاطر رسانیم واری		این نظم نشانست ز حال والا

من ۲۰ سعارہ ۲ الفارسی

آلہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
آلہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا آساز بانم را

وله
شدم ہمچو کمان یک استخوان پہلوان والا
غم ابروش از بس کاست جسم ناتوانم را

وله
سیہ پوشی است یارب در غم تو حرف حرف من
کرامت کن اثر چون بت خود پرست دیوان را

وله
مذاقش بود بسم اللہ عنوان ما
ہست بیت ابروے مطلع دیوان ما

وله
ہست دور از خلل آمیزش صافی گہران
نتوان ساخت جدا چونکہ فتد شیر در آب

نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب

وله
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب
لعل از سنگ می شود نایاب

وله
اہل بصیرت از سخنے رنج می برند
مو در میان دیدہ کم از نوک خار نیست

مس را چو زر بروئے محک کس نمیکشد
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست

وله
گشت حسن از پردہ ظاہر صورت جانانہ شد
عشق در جوش و خروش آمد دل دیوانہ شد

خاست دود از شعلۂ حسنے بگیسو نام یافت
چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانہ شد

وله
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از دفن
این سخن از خم در ہنگام شغل مل رسید

جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا
سر عیش یارب بجا باشد کہ او بر پل رسید

وله
دل بعشق خال او خواہد ز لعلش بوسہ را
شخص تریاکیست اکثر رغبت آہنگ شکر

وله
دائم آفت دان مکن بر نعمت دنیا ہوس
می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس

نمی افتد بغفلت ہم نگاہ چشم فتانش
مگر بختم رقم کردند از برگشتہ مژگانش

وله
جز سیاست نبود کار ریاست جاری
نشود خامہ روان تا نزنی آنرا قط

بنگر از چشم بصیرت رفعت والائے شرع
می نہد عرش برین بر تارک خود پائے شرع

ہست از بیت بلندی جملہ دیوان اشرف
می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ

کے بود در لکنت او ہیچکس را جائے حرف
دمبدم شیرینی لعلش بگیرد پائے حرف

وله
ایکہ بسائل از لب ممسک جواب خشک
از جیب خشک سائل بر آید سحاب خشک

وله
اصلا ز گرم جوشی خوبان مخور فریب
کز جیب آفتاب بر آید سراب خشک

وله
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز
میرسد شبنم افتادہ بمہر از رہ گل

وله
چون درخت نو کہ ہر بر میزند از جیب تخم
ہر دو دست خود ز رنگ و بر بہم سودہ ایم

کردہ ایم از سرمۂ ابروئے ترا دنبالہ دار
حسن این بیت بلند از مستزاد افزودہ ایم

وله
دستگیر عاجز واماندہ شمشیرست و من
خاک گشتن بہر دلگیر کار اکسیرست و من

وله
دل من از گل داغش بہ بستان میزند پہلو
ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پہلو

وله
زاہد کجا شناسد رمز سیاہ چشمش
ہر کودکے نگردد از بحث کحل آگاہ

از رخنۂ دل گوہر آہستہ بمن گوید
صدا من نہان باشد در گوشۂ تنہائی

وفائی۔ سلطان اسمعیل عادل شاہ

وفائی تخلص۔ اسمعیل عادلشاہ نام۔ یوسف عادلشاہ والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا۔ بادشاہ حلیم و کریم و سخی تہا۔ علم دوست تہا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تہا۔ مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا۔ نیک سیر و شیرین زبان تہا۔ زبان سے کبہی فحش نہین نکالتا تہا سخندان و سخن فہم تہا۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا۔ فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتہہ
لکھا ہے - ان کنت شأنقاً فارجع الیہ فرشتہ نے لکہا کہ علم موسیقی و شعر مین
مہارت کامل رکہتا تہا - اور وفائی تخلص کرتا تہا - سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی
مین لطیف و متین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا -
انتہی کلامہ - آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا - بیماری کے سبب
پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا - اور چارشنبہ بتاریخ ۱۷ صفر سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین فوت ہوا
قصبۂ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید بہر آزادست پنداری — مدار دلبری بر جور و بیدادست پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل ہیر سد ہر دم — دل ویران عاشق محنت آبادست پنداری
ز عشق قامت سرو سہی ماندیا در گل — دلش صد پارہ و ز بار دل آزادست پنداری
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش — نصیحت ہائے سر زاہدان بادست پنداری
دل ریشِ وفائم آن چنان خود کردہ باتیرش — کہ پیکانش بجائے مرہم افتادست پنداری

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم — ولہ — بجز دیدہ اشک باری ندارم
شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع — پر از اشک حسرت کناری ندارم
من و عشق و رندی کوی ملامت — براہ سلامت گذاری ندارم
ازان با غمش خو گرفتم وفائی — کہ غیر از غمش غمگساری ندارم
دل بزلفش حکایتے دارد — ولہ — از شب غم شکایتے دارد
تا کے آزار اہل دل طلبی — بیوفائی نہایتے دارد
خون دل میخورم ز غصۂ یار — بارقیبان عنایتے دارد

دل سختش ز آہ من شد رم — آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش — کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی
سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار
ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا - والد ماجد و دیگر اساتذہ کی
خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تہا - آپکے والد قندہار
کی قضا پر مقرر تہے - اور آپ پرگنۂ نرمل کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت
رکہتے تہے - کبہی کبہی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - **ھو ھذا**

تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است — انجام انکسار بود اوج اعتبار

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام - مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان ولا کے
فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور
مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑہ کے
مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی
و مولوی تراب علی خیر آبادی و محمد حسین ہاملی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے - تحصیل علوم
مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسۂ کمپنی

مین بھی شریک رہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو رَت آباد
کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت تند مزاج و شوخ طبع
تھے۔ جب مشاعرۂ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والدماجد
کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے
مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت
کی۔ وطن مین مدۃ العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ سنہ ہجری مین اس
جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والدماجد سے اصلاح لیتے تھے۔
فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔

من اشعارہ الفارسی

یا فتم از فتنہ کاریہائے خال روئے یار		عقل بالا دست باشد قامت کوتاہ را
الفت مال تیرہ سازد دل		دیدہ باشی خریطۂ زر را
چون ذرہ را کشد رخ گلگون آفتاب	وله	از خود روم چون شبنم مفتون آفتاب
محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب	وله	قلقل شیشۂ می سر فروش است امشب
دست و بازوئی کہ گاہے عقدۂ کس وا نکرد	وله	پنجۂ مریم صفت سرتاقدم پیدا عبث
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا	وله	صف آرا شدہ بر میکدہ رندان گستاخ
بہر او نقش قیامت او تا جبین کشد	وله	بنید چو بینیش الفے بر زمین کشد
نام آوری اگر طلبی سر بسجدہ باش		کین خط سر نوشت جبین نگین کشد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم		فرمان روائے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہیچ جادہ براہے فتادہ ام		اے من فدائے رہ تو گاہے گذر بکن
جان زہراست بادشاہ آفاق	رباعی	بر سبزہ سرش رفت چو مصحف بہ طاق

جبریل بسدرہ یا سلیمان بر تخت		یا احمد مرسل است بر پشت براق

وفا - مرزا عبدالباقی

وفا تخلص - میرزا عبدالباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپائگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولا عراق عرب ثانیا خراسان و اصفہان تھا - آپکا مسقط الراس
بغداد شریف ہے ۱۲۰۰ سنہ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والدماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علما سے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے بر آمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پھر آپ ۱۲۴۷ سنہ ہجری مین تقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے - سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشیگری کی خدمت پر
مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تھے قصائد گوئی مین اُستاد تھے - غزل کم کم کہتے تھے
خوشنویس تھے - ہفت قلم تھے - فن خطاطی مین اُستاد مانے جاتے تھے مشاعرہ مین شریک
تھے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی -

من اشعارہ

بغنیمت گر بار قیبان همنشین ای بیوفا
سکن خوبان دل از وفا بود و کنون
خورشید را بجز تو سنجیده ایم صبح
هر نکته که بود نهان در دلم ز عشق
خور بے کسب فروغ بر در ماہم مدام
ز وصل یار جدا او فتاده می گوییم
صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمای من

بر تن از غیرت خلد هر موی چون سوزن مرا
بخت واژون بین که نبود در دلی مسکن مرا
دیدیم چون ستاره مقرون آفتاب
یکیک سرشک بر رخ من جسته جسته گفت
هست بدریوزگی همچو گدایان صبح
سر نیاز بهر و نهاده می گوییم
آسمان گرد و زمین از چشم انجم زای من

وصفی - مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص - سرفراز علی نام - آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنو کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملاجیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد مولوی علام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی - موزونی طبیعت خداداد تھی - شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے - تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے - فارسی و اردو دونون زبان مین موزون فرماتے ہین - آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان ہین - ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب - و گنج تواریخ - و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین - آپ سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے - صدر مرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے - مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے - وہین

فوت ہوئے - یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا - آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدر آباد مین موجود ہین - نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین - من اشعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است
سر شوریده را دو اجستم
بیدار شو دیار دلش نرم نگردد
بسکه دیوانهٔ آن نرگس فتان گشتم
از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
بیمار تو درمان سینه ریست درین بزم
گریم چنانکه اشک کباب جگر شوم
وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق

داد خواه کدام صیاد است
گفت سنگ مزار فرهاد است
در آه من خسته اثر هست و اثر نیست
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم
دیوانه چو با مست در افتاد بر افتاد
بنشست چو برخاست چو استاد بر افتاد
سر تا بپا گدازم و شمع سحر شوم
من هم بکشتگان غمش نامور شدم

وصلی - میرزا وصلی

وصلی تخلص - میرزا وصلی نام ہے - عراقی الاصل تھا - خوش طبع و خوش وضع تھا علم و فضل سے آراستہ تھا - سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا - پر گو تھا ولایت عراق سے حجاز گیا - اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کے طرف روانہ ہوا - سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے - صرف وصلی صاحب رحمہ نجات کے کنارے پر پہنچا - دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی - علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

زوروقوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۷۷ ہجری مین واقع ہوا۔ من کلامہ

دل فریبانہ برہ میرود و می ترسم	کہ مبادا بودش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابوتراب کے فرزند ہین آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۵ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما   تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تہے۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا	ولہ	سایہ سان کارے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا		حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا
تا بقائے نفس سان سنے		شور مانیست اختیاری ما
گرد ما را چو نقش پا واقف		ہادی خلق خاکساری ما
چشم ہجر یار سراسر سپید شد		اشکم مگر بہ شست بصابون آفتاب
آید یاد مگر روئے زرافشان کسے		دلم از دیدن انجم بنجر و تش است امشب
پند از ہستی تو حجابی ست در نظر		ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی سنہ ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہین۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور مین منصب قضا پر مسلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے۔ واقف صاحب ترجمہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تہے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی مین مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکہتے تہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکہتے ہین کہ واقف نے مجہہ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب مین یہ مصرع میرے دل مین گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل۔ اور پہر ایسا ہی دوسری شب بہی ایک مصرع دلمین آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا۔ چہہ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل ز دستم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت واتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری وضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے۔ ؎

گرچہ جان بہ تو بلب نزدیک است دور بودن بادب نزدیک است

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی وبزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت وحج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت وحج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود خلیفہ باباشا مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ راستہ مین مابین بالاپور واورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان واسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہہ کے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

عینکے ویارۂ سیماب بما ماندہ است چشم بیخواب ودل بیتابی ما ماندہ است

کردند غریب غارتے راہزنان سرماند ونماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک واماندہ بما ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونون بالاپور سے کہولاپور گئے وہان سے لکہا کہ خرچ کافی نہین ہے پہر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بہیجا۔ آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ واقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او دربند دارد جان محزون را پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
غنیمت می درکار رنگ آن رخ پرنور را حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ بر کرسی ناز آرد نشست عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامہ داغ است گرم سرد بازار است اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا نالم اگر ز شیخ شود ہمنفس مرا
گفتم کز او ہم دل ازین دلبران شہر خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل باآنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہرچہ ممکن بود داد باوجود حسن یوسف نغمۂ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پردہ محال است کہ ماند پنہان غنچہ گل گردد وگل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق ماییم وخاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلیرانہ نگہ میکنی مگر دانستۂ کہ دل ز تو واہی باز میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم وگریم چون شعلہ رقصم وخیزم چو شمع سوزم وگریم

بگلشن وصف رویت کردم و گل را خجل کردم
حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم

زمن شرح پریشان حالی آن شب بپرس از وقف
بنوعی شد ادا کان زلف و کاکل را خجل کردم

نمیکند بدمے کار زخم کاری من
بگو که جمع کند دل زمن شکاری من

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم
که از جفائے تو بیش است امیدواری من

ورحنا کس نہد دست باین رنگ که تو
پنجه در خون جوانان زده بیہشوی

ایکه پیوسته زنی تیر و نداری سپرے
نخوری نیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چه بینائی
تو خود کردی چرا فدا گل و گلشن ندانستی

نفس شد قطع از بے ہمد میہا رو بگوه آرم
مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی

دم مزن اے تیغ با ابروے یار از ہمسری
بخت کج باشد دلیل قاطع بیجو ہری

وازع - حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص - شاہ زین العابدین نام - نسباً ولقباً وقوماً قادری مائل ناعطی ہین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ غلام محمد مائل ناعطی المخاطب بہ رضا حسین خان کے فرزند ارجمند ہین آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت اللہ خان بہادر کے ہمراہ دہلی سے محمد پور مین آئے - سکونت پذیر ہوئے - وازع صاحب کی ولادت سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد مین کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ شاہ حسن علی قادری مائل و محمد اسلم خان شایان سے ختم کین - اور شعر و سخن کی مشق بھی بزرگان مذکور کی خدمت مین کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمتمین کتب طب کی سند حاصل کرکے مطب مین مشغول ہوئے - اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمتمین

پڑہ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی - اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بھی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطاء اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل - جامع علوم و فضائل تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر - و صدقۃ الفطر - و تکمیل المہام فی الصیام - و تبصرۃ الواہب - و تکمیل الحجہ - فی بیان السنۃ والبدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مراۃ الحق وغیرہا چندروز مشاعرہ اعظم کی محفل مین باریاب ہے - ملازمت سرکاری سے فائز المرام ہوئے - آخر مقام ملور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احبا سے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳۰ ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب - من اشعارہ

سادہ لوحان را تحمل از جفائے خلق نیست
یک نفس باشد متاع صد غبار آئینه را

ہوشیاری ظلمت افزائے نگاه باقیست
بیعت و سرّست سبو کشف الغطا باشد مرا

در شہود آن پری شبہا مراقب بوده ام
بیخودی ناگه جنون انگیخت فتح الباب شد

ازخیال زلف پیچانش فتادم در بلا — کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او — چو صبا دیدہ واے گستر و آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز ـ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص ـ شیخ عبدالقادر نام ـ قادر علیخان بہادر خطاب ہے ـ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تھے ـ آپکی ولادت ۱۲۰۰؁ ہجری مین بلدہ نیلور مدراس مین واقع ہوئی ـ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین کتب مختصرات سے فارغ ہو کے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کر کے شاعری کے میدان مین قدم رکہا ـ سید ابوطیب خان والا ـ و محمد اسلم خان وجوہری و مسعود خان ولا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا ـ رفتہ رفتہ درجۂ پختگی کو پہنچا ـ معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے ـ اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے ـ چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے ـ پھر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے ـ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے ـ آخر درجۂ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے ـ امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے ـ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوئے

خوش خلق و نیک خو تھے ـ مہمان نوازی مین مشہور تھے ـ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے ـ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے ـ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے ـ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی ـ من نتائج طبعہ

بیطاقتی چو راہ سنما می شود مرا — آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
تا زہم بضعف خویش کہ مانند بوئے گل — مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

وله

چہ پرسی اے پریرو حالت دیوانہ خود را — گریبان چاک و بر سر خاک و در جان حسرتے دارد

وله

چمن را اعتبار تازگی از پایہ افتادے — نہی جستی گر از رخسار گلگونش نفس گل
ولت ہمراز شد محو ہوائے گلشن دنیا — وے بر بیوفائیہاش خندد بے تامل گل
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون دل نوشم — سراپا آتش و چون آتش یاقوت خاموشم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگارینش — چو بوئے گل ز تحریک نوازش می برد ہوشم
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ — بہر ما صبح وطن شام غریبان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن — چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
گر آید بر مزارم ان بت نیرنگ ما بوسے — برآید از نئے پر استخوانم بانگ ناقوسے

ہمدم ـ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص ـ شاہ محمد تقی نام ـ مرزا محمد خافیخان کا خلف الصدق ہے ـ مرزا محمد خافیخان مورخ کے ہنائرین ہین ـ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوی ـ خاندانی علم و فضل موروثی تہا ـ آپ بھی بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تھی فتوحات مکیہ و فصوص رات دن مطالعہ مین رہتی تھی یکایک دلمین محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و مافیہا سے تارک ہوئے۔ ہر وقت دیدہ گریان اور دل بریان رہتے تھے۔ آخر برہانپور سے حیدرآباد آئے حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللٰہی کے خلف الصدق و سجادہ نشین تھے۔ اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ حضرت نے دیکھا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے۔ بناءً علیہ آپ کو دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت لی۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے۔ مرشد کی درگاہ مین مقیم ہوئے۔ انتہیٰ کلامہ۔ عالم فاضل و منشی بے نظیر تھے طبیعت مین ذکاوت ترقی پر تھی شعر گوئی کا خیال ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدرآبادی سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکھکر کہتے تھے کہ اُستادانہ کلام ہے اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پھر ترک کردی۔ فارسی کلام نہایت ہی شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بھی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے۔ آپ مدۃ العمر حیدرآباد مین رہے آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

در ملک غم عشق تو تنہا ہست دل ما		با فوج سپہر شکن اہل سپاہ ہست دل ما
تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس		جان دادۂ شمشیر نگاہ ہست دل ما
گشتہ است بقرہ ابیابان زماہتاب		زوجوش بحر شیر بمیدان زماہتاب
رنگین شدہ است تاکہ تراز نگار دست		بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوئے پریشان تو بیخبری نیست	وله	گوئے من وزخم چوگان تو بیخبری نیست
حاصل آب وتابے بود دانہ اشک	وله	چشم گریان دل بریان تو بیخبری است
کے حق نمک کند فراموش	وله	عاشق کہ لب تو مکیدہ باشد
یوسف کہ بچاہ گشت پنہان		حسن تو بخواب دیدہ باشد
ساخت باسوز ہر آنکس ہنری پیدا کرد	وله	سوخت بر شمع چو پروانہ پری پیدا کرد
نیارد تاب رویت ماہ چون سوئے تو می آید	وله	بنازم آفتابے را کہ بر روئے تو می آید
دل دیوانۂ ما را بافسون بستن و کشتن		تکلف برطرف از زلف و ابروئے تو می آید
دل سیپارہ می آرد نیاز مصحف رویت		چو ہمدم با وضو از اشک خود سوئے تو می آید
بجا میکرد ما را مست و مدہوش	وله	تبے ساغر بکف مینا در آغوش
شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی وصف او	وله	مصرعے از قطعۂ خوش خط ریحانست زلف
قطعہائے باغ حسنش سیر کن از چشم سیر		نرگسستانست چشم و سنبلستانست زلف
ما زخم دل خویش بمرہم نفروشیم	وله	شادی نستانیم و عوض غم نفروشیم
شاہ مردان بود امام من	وله	گرچہ باشد کسے امام کسے
تو معنئ خط آن خوشدہن چہ میدانی	وله	ز نقطۂ ہیچ نخواندی سخن چہ میدانی
زمخموری بمیخانہ فتادم بر قہا جامی	وله	عصائے گردن مینا کفے صہبا سبو دستے
مبادا بشکند موئے کمر از بار پیستر سم		منہ از نازاے نازک میان بر تار مو دستے

من اشعارہ الہندی

جان بر لب رسیدہ باقی تھا		مجھہ مین اور عشق مین حساب ہوا
کرو تم جور یار اکھو گلابی جان پہلو مین	ول	تمھین ہم دم لگا شیشہ بر مین اے ستمگار دیتے مین

نہ شب بر مین آتا نہ دن مکہہ دکہاتا ولہ نہ احوال سنتا نہ مجہکو بلاتا

تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے ولہ دل خون ہوا میرا دلبر کے ہاتون

آرائش حسن کو جب وہ بیٹہے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب ولہ دلے جا کہیا میری شانہ زبانی تو سب موبمو زلف و کاکل کے کہنا

تاریک راتون مین بار یک تارے و نین ولہ زلفون کی بالون مین الجہا میرا دل

ان ماربچون سے اس منکی مہری کو ولہ افسون گری سے فسونگر رہہر آجا

ہجران کی تلخی سے دل ہیزا ہیگا ولہ میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے ولہ ہون ترش لب سے میٹہا چکہا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ہمدم ولہ شہادت کا رکہتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت نین ہیگا ولہ یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبدالہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اُسکو کہہ دیتے تہے۔ لچہمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچہہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اُسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت رہے کئی مرتبہ مینے مصرع ریختہ طرح کئے مگر اُس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا۔ کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجہے ثابت ہوا کہہ بیچارہ بے سرمایہ ہے۔ ہان حسن صورت و جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے۔ حسن مجازی سے احسن الخالقین کی طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل نکہنا اسبات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعر گوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی و رسالک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تہے ابتدا مین خوب کہتے تہے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کئے ازانجملہ شعرگوئی بہی یک لخت ترک کردی تہی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش پانسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہوگیا تہا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی۔ مدح شاہ سامی

سجہے ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا رہون مین کیون نہ ثناخوان نام سامی کا

مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے برجا جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا

میری سری کیا بے زبان کو اہل سخن نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا

شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر رمال کی شان مین

جگمین ہے دلچسپ ازبس حاجی اکبر کے سخن سنکے اُسکے شعر مین گلشن مین سب بلبل خموش

نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹہی بات سین یہہ وہین تیرا ہے ظالم کیون نہو حلوا فروش

کیون نہو آنکہون کو میرے تیرے دیدے دوستی دل ہمیرا ہے شگفتہ گر آنکہین تیرے ہین بادہ نوش

یقین مین تم بتاؤ جنکو ہرگز بوجتا نہین ہون ولہ حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا

جہان فانی مطلق ہے عبث دلبستگی اسین یہ اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجہ پر مہربان ہوویگا مت ہو بقرار	وله	ہادی کامل سے مجکو بہت پیارا ہو گیا
دلدار پر میرے ہے عجب کچھہ بہار آج	وله	ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری تن دل دیکھہ	وله	ہات جل جاویگا ڈرتا رہ انگارونکو نچھیڑ
سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے		ایک کا مائل ہو بلبل ہزارونکو نچھیڑ
ہے سرنگون چمن مین اور زرد رنگ غم سے	وله	نرگس کو جب سے تمنین انکہیا بتایان ہین
عشق کی بے نابیان تون دیکھہ		کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص۔ شاہ ہاشم نام۔ بیجاپوری الاصل ہے۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعراء کا معاصر تہا۔ اندہا مادرزاد تہا۔ مگر اُسکے دل کی آنکہہ روشن تہی نہایت ذکی و فہیم تہا۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا۔ اکثر آپکا کلام ایہام و تلازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ قصۂ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے۔ لچھمی نراین نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکہا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکہہ دیا ہو گا۔ لچھمی نراین نے بہی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص کہتا تہا۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اُسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بینا ہے وہان سے اُٹھہ کر سب پردہ مین پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۱۹ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی کرونگی گہر مین جا داو	اگر مجہہ ہوویگی فرصت صبح پہر آونگی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکہے گا تو دلمین کیا کہیگا	مجہے بدنام کیا کرنے کہین مین جاونگی چھوڑو

ہاتف۔ میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہانپوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلیٰ میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب و منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے جد اعلیٰ سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امراو شرفا بہی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تہے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تہے۔ بیماری کا حال خوب استفسار کرتے تہے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تہا تو آپ اُس کے معالجہ سے دست بردار ہوتے تہے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علماء شہر سے

پڑہین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین۔ عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعد ازان حکیم نواب میرزا احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی اصلاح لیتے رہے۔ فارسی وارددو دونون زبانو نمین کہتے ہین۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الہندی

یاد آتے ہین ترے رخسار اے سرو روان		بہول جاتا ہون چمن مین گل کی رنگت دیکھکر
چہوڑدی جوئی جفا ہی وائے قسمت یار نے		کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہین کیسے جو بہت		دل لگاتا تہا کسی سے نیک ساعت دیکھکر
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھہ	ولہ	رہتا ہے کون دلمین ترے سر جہکا کے دیکھہ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہمسے	ولہ	لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہے یہی
اُڑ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ	ولہ	مین خاک رہ کوئے رسول عربی ہون

ہادی۔ ابوالحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص۔ ابوالحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہین۔ طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکہتے ہین سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی شعرگوئی مین مولوی عبدالعلی صاحب متخلص بوالہ سے مشق کرتے رہے۔ اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچہہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پہر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر	رتبہ ترے زلفون سے گہٹا مشک ختا کا
کیا حال کیا کیا کہون فرقت مین شب غم	بیتاب ہون بنے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من وحشت از خودی خود نمیبریم	آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر۔ گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص۔ گیان رائے نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دہلی تہا۔ مگر آپکی ولادت ۱۱۲۸ھ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد والد نے وطن مالوفہ روانہ کردیا تہا۔ آپکے والد اولاً وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے پہر تا نیا عالم علیخان برادر زادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے۔ پہر بدستور چند روز کے بعد دہلی جانا ہوا۔ پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے ہنر کو وطن سے بلواکر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور اُستاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تہا۔ شعر گوئی مین ہوشیار و ذہین تہا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تہا۔ آخر سنہ ۱۱۷ ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	وله	رنگہا کہ داشت در قلم خود تمام کرد
سیہ پوشیدہ سنبل و بید چون حال پریشانم	وله	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک و ہرگز کس نکرد	وله	از شرار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفر باید بعرض جوہر جرأت فلک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردے

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکہا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی ۸۵۵ سنہ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب ترجمہ تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزیدم کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہو جائے لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین سے سوائے ولیعہد کسیکو زندہ نرکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب ترجمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت و اہالی سیاست مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے نہایت ہی پریشان حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی مین۔ جواب دیا کہ پانچ غلام گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو یوسف کا ہم شکل و ہم رنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہوئی۔ پہر سوداگر سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال کردونگی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے خواجہ مال و زر کی طمع سے اُسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہو جاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدۂ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلّادونے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو مکفون کرکے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتہہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے کے لئے بہیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہواکے روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔ شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط دیکہہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی اناکو مع فرزندان انا روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی انا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ انا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل وعیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چار سو تومان لئے۔ انتہی کلامہم

پہر سوء اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ و حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے شہر قم مین آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نہین کرونگا بعد ازان قم سے بطریق سیروسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان و اصفہان سے سیر کرتے ہوئے شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات و سیرگاہون مین عیش وعشرت کے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہان سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا ارادہ کیا۔ یکایک خواب مین خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کر فائز المرام ہوگا فوراً اسی بشارت کے پاتے ہی ۸۶۴ھ ہجری مین بندر ہرمز سے کشتی مین سوار ہوکے مع الخیر والعافیہ مصطفی آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہان خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن ومربی تہا ملاقات کی۔ پہر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت نظام شاہ بہمنی خوردسال حکمران تہا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی ومحمود گاوان مین باہم محبت واتحاد کا رابطہ مربوط تہا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے یوسف کو بادشاہی چیلون مین شریک فرمادیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی مین باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلون مین شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت مین اکثر کار نمایان کئے اور متعدد معرکون مین کامیاب وفیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ ووزیر کے نزدیک معتمد علیہ تہا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ کہلاتا تہا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تہا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام صوبے خود مختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ ہجری مین یوسف نے عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد مین بظاہر سنی المذہب تہا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت مین امامیہ مذہب کی اشاعت پر کمربستہ ہوا واقع مین یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین ترکی الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تہا لیکن شاہ صفی کی ارادت وعقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تہا۔ ۹۰۸ھ ہجری مین ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد
صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ
مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تہی اور فرمایا تہا جب تجکو
سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو
معزز و مکرم رکہنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے
آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے
کہا ہوشیاری و احتیاط کے ساتہہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب ہین۔
اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید وغیرہم
سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہرچہ بادا باد مین
اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی و مددگار رہیگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ
مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین
کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے
باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تہی کہ صحابہ کرام و سنیان
اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بنائً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل
دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط
و آمیزش رکہتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے
مضمون پر کاربند تہے ؎

گر آن بہتر و رین بہتر تراچہ	چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کے جانب سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا۔ سخاوت و حلم سے موصوف و شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تہا۔ خطاط تہا۔ خط نستعلیق خوب لکہتا تہا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکہتا تہا۔
اور علم موسیقی مین استاد۔ طنبور و ستار خوب بجاتا تہا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا۔ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتہہ رکہتا تہا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تاکہ اراکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند و قوی ہیکل تہا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق بیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہوکے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز + بدعت نہ

دوستی خصمے آمیز چ درکوئے تو از ہجوم نظارگیان + نے جائے ستادن ست و نے راہ گریز

جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون و بہادران کاروان کو خطوط و خرچ راہ بھیجکے اپنے پاس بلاتا تہا - اور اُن کی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ اسکے سایۂ عاطفت مین شکرگزار ہوکر زندگی بسر کرتے تھے - اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح دیتے تھے - اور یہان ایسے جمتے تھے کہ مرکر اُٹھتے تھے - انتہی کلامہ -

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا - قلعہ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی عادلشاہ نے پختہ گچ و پتھر سے بنایا - یادگار باقی ہے - مکٹ راؤ مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے امراکی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اُسکا نام پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا - اس عفیفہ سے چار فرزند پیدا ہوئے - ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان - ایک مسمیٰ سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ - دوم خدیجہ سلطان زوجۂ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی زوجۂ محمد شاہ ثانی بہمنی - اس بادشاہ نے بیس برس و ماہ نہایت شان و عظمت کے ساتھہ سلطنت کی - اکثر راجگان دکن کو خراجگزار بنایا سنہ ۹۱۵ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ سخر کیا تہا - آخر سنہ ۹۱۶ ہجری مین بقول بعض سنہ ۹۰۶ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر ۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا - قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ کہی ھو ھذہ بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل + حسب الوصیت قصبہ گوگی مین شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکھتا تہا یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصۂ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا ہون ان کنت شائقاً فارجع الیہ -

من اشعارہ الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلۂ ما		گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما
با آنکہ بجان با تو نکردیم بجلی		پیش دگران ہرچہ کردی گلۂ ما
تبخالہ بہ لب آمدہ بر پارۂ عشقت		رفتیم کہ شد بادی رہ آبلۂ ما
ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف		آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما
گرو ارسی بدرد دل ناتوان من	ولہ	کے می برد بمرگ کسان بشنک جانِ من
درد دل خود ارنکنم کار مشکل است		ظاہر کہ میکند بتو درد نہانِ من
با آنکہ صد رہم بجفا آزمودۂ		تیغے کشیدۂ زپئے امتحانِ من
اے گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام		بلبل نخواند وقت سحر داستانِ من
گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند		حرفے زبیوفائی گل از زبانِ من
یوسف نزار دل من گوش کس نکرد		کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دانِ من
مراز بادۂ جامی فراغ یعنی چہ	ولہ	سبو سبو خم ایاغ یعنی چہ

رباعی منہ

دوشینہ بر آستان یار از سر درد		می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد
برحلقۂ در دست زدم گفت چرا		بیہودہ بود کوفتن آہن سرد
اے آمدہ ویدن رخت وقت صبوح	ولہ	آثار ہزار گونہ اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد		زان روست کہ رویت شد آئینۂ روح
آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت		در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زندۂ جاوید اند		مردانکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد و والد شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے - منصب مناسب پر ممتاز ہوئے - یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۴۶ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی - نشو و نما بہی اسی شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تہا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد و دکن مین رونق افزا ہوئے اُسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند اشعار ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن / می زند جوش نو بہار سخن
سنبل زلف و سبزۂ خط را / میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان زمان / ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ / کہ بر و آمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت / اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی / معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح / صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش / گرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف زلف کاکل آن یار از پریشان خاطران / خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است / لغزش مستانہ میخواہم ز مستان سخن
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم / تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
خانمان چون ہشت حسن بر باد حسرت دادہ ام / آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن
شد مسلم ملک معنی مر ترا زیر نگین / ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
اے ترا لفظ و معانی ہمچو من حلقہ بگوش / خامہ ات شان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تہے - اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تہے - احباب و اصحاب کے ساتہہ نہایت نیازمندی خاکساری سے پیش آتے تہے - آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکہی ہے - مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے - من ابیاتہٖ

قلم در خون کش افسانۂ عشق / پروانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید / سرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے مگر جا بجا کرم خوردہ تہا

پا بر خار می رفت / قدم منصور سان بر دار می رفت
سرشک او متاع کاروان بود / قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
روان شد نونہال سرو پامال / در خرام آمد چنانکہ بدن / فغان قمریش فریاد خلخال

من اشعارہ الفارسی

گرچہ صد محشر ز شور نالہ ام رنگ ریخت ۔ آشنائے گوش ہمکینش نشد پیغام ما
آنکہ نازش بر رخ آئینہ مژگان وا نکرد ۔ کے بکام او شود وصل بت خود کام ما

ولہ
ز حسن خویش در عشقم ندا شتہ آگاہی ۔ کہ داد آئینہ در دست نوبہار مرا

ولہ
وسعت صحرائے وحشت تختگاہ عاشق است ۔ بود آہ نارسا چتر سیاہ عاشق است
بے شکوہ سلطنت نبود سر دیوانگان ۔ سنگ طفلان دورباش بارگاہ عاشق است

ولہ
از خلوت آئینہ چو بنشست ۔ فریاد ز نوبہار برخاست

ولہ
سرمہ آلود نگاہ کہ بدادم نرسید ۔ نالہ خون شد بدل و گفت صدا را عشق است

ولہ
ز دیدہ بے تو خون ناب میریزد ۔ نمک بر زخم دلم ماہ تاب می ریزد

ولہ
چشم مستش تا بخواب ناز غلطان فتنہ بود ۔ فتنۂ بیدار را آغوش مژگان خفتہ بود
برگ برگ این چمن آئینہ دار حیرت است ۔ محو رخسار تو شاید در گلستان خفتہ بود

ولہ
تا فرق تہ آرہ جانکاہ نکردیم ۔ چون شانہ دران زلف سیاہ آہ نکردیم
در حسرت فریاد ہمہ بال و پرم سوخت ۔ تنگ است قفس نالۂ دلخواہ نکردیم

ولہ
در دل ز یاد چشمش میخانہ می تراشم ۔ از گردش نگاہش پیمانہ می تراشم

ولہ
یاد از کاوش مژگان درازے کردیم ۔ سینہ را پیشکش ناخن بازی کردیم

ولہ
بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون ۔ نوبہار گریہ ام طاقت گزار آستین
سیل اشکم چون گذشت از جوئبار آستین ۔ موج طوفان خیز شد ہر تار تار آستین

ولہ
آتشے افروخت در دل اضطراب تحفہ ۔ سوخت آخر شوق بے پروا کباب تحفہ
کردہ ام ترک ستمگر انتخاب تحفہ ۔ خون ساغر می کشد جائے شراب تحفہ

ولہ
نقطۂ صفر است تبخال و الف آہ رسا ۔ دفتر دیوانگان دارد حساب تحفہ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش ۔ خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ

ولہ
دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ ۔ تلخ گوئی نیک بد عہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد ۔ اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نوبہار جلوہ آمد انداز کیست ۔ صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر ارزان نہ بیچ ۔ ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نوبہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب ۔ گل کو عشق اور ہمصفیرون کو دعائے عندلیب

ولہ
نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید ۔ ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
یار فرش اطلس و زربفت کچھ درکار نین ۔ میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

ولہ
ٹک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھا اے باغبان نرگس ۔ خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
نکل گھر سے کہ سیر نوبہار انتظاری ہے ۔ یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم وہان نرگس

ولہ
مت پوچھ حال دلکا جیسا کباب و آتش ۔ اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش
اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین ۔ یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سووے ہے آشیان مین کس نیند فصل گل مین ۔ مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے ۔ ہے سر بسنگ حسرت لعل خوشاب و آتش
گرمی سے می کے اسکا چہرہ ہے یار عرقناک ۔ اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل ۔ میر علیم دانخان

یکدل تخلص ۔ میر علیم دان خان نام ۔ آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدر آباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ تا حد والد سے پڑہی۔ ذی استعداد کامل ہوا۔ حیدر علیخان کے عہد مین بالا گہاٹ ارکاٹ مین گیا۔ وہان ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب الطلب والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا۔ نواب والاجاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ نوابصاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم ہر چند پنہان عیب خود سازم / طفل اشک از بیقراری میکند رسوا مرا

وله
چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان / نبود گردش این گنبد کبود مرا

وله
آئینہ مشربیم ز روشندلی خویش / عکس جمال دوست بود در کنار ما

وله
کے بہہد چشم آساید ز بیتابی ہجر / طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است

وله
تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد / چون سایہ شب و روز وطن ہمسفر ماست

وله
گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند / تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد

وله
ز بیکسی گلہ نیست در دلم یکدل / گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد

وله
کے توان دید بسوئے دگرے کز ہجرش / موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر بسملم ایشوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص۔ خواجہ حمید الدین نام۔ آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین۔ آپکا مولد و منشاء شہر حیدر آباد ہے۔ آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی۔ شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکہتے تہے۔ جو کچہ کلام موزون فرماتے تہے پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے۔ اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تہے۔ اس فن کے اساتذہ کے ساتہہ فرزین اٹہا کے کہیلتے تہے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تہے۔ درویشانہ و قلندرانہ وضع رکہتے تہے۔ آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تہے۔ پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تہے۔ قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تہے صابر و قانع تہے۔ زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تہے۔ ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ فوراً حیدر آباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے۔ زیارت سے مشرف ہو کے مدراس مین واپس آئے۔ چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے۔ پہر یکایک برخاستہ خاطر ہو کے وطن مالوفہ حیدر آباد مین آئے عزلت نشین رہے۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے۔ من کلامہ

یاد علیست در دمن حرز جان من / ناد علیست در دمن حرز جان من

وله
ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت / دیدہ ام در خواب شب یاد چشم آہوئے کسے
مطرب از اشعار جامی و ہلالی ہم بگو / الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سہ بدر ست حسن ہم دل نجم است حسین / جان نجم و دل بدر ست یکے ز ثقلین

ہم سر نجم و سر سبعۂ سیارہ بدان — کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تہی - تاریخ سے آپکی روشندلی و صاف طینتی ثابت ہوتی ہے - **ہو ہذہ**

جاے تاریخ بہر این عاصی	خوانده باشید فاتحہ اخلاص
	۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص - احمد یار خان نام - منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے - نواب آصف جاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تہے - آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد - والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی - نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی - طبیعت مین موزونی خداداد تہی شعر گوئی شروع کی - ذہن وقاد و طبع نقاد رکہتے تہے - تہوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑہ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی - فارسی و ہندی دونون زبانون مین خوب کہتے تہے لچہمی نرائن صاحب شفیق تخلص چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین - قریب و غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تہے - فقیر پر بہی نہایت مہربانی فرماتے ہین - غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین — ولے معنی مین ہین یک یار و شفیق

انتہی کلامہ - لچہمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہے - یاران ہم مشرب کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تہے - بعد ازان ۱۱۸۵ھ ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب ترجمہ ۱۱۸۳ھ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جا رہے تہے یکایک گہوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ہما تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے - انتہی کلامہ - یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے — کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

وله

ہمارے دلکو ناحق جو بروہ ہر دم جلاتے ہین — کہین بتکدہ کے بہی برہمن کو ستاتے ہین

چمن مین رنگ اڑجاتا ہے پہولونکا خجالت سے — رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہاتے ہین

نتیجہ ان کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا — عبث سنگین دلون سے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

وله

گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہون — پڑہی خاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے مین

وله

مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین — مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین

یار سے ترش ہو اورون سے یہ میٹہی باتین — کہ ہون آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اس شعلہ خو کو اکدن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا ٹک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد دلکو نہ کہئے تمسین تو کب تلک بیٹھئے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سُن سُن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو

جو ابتدا کو نہین سمجھتا تو کیا خبر ہوگی انتہا سے
یہ راہین مشکل ہین ایسی اہو نہین کیون قدم کو رکہا ہے تینے

اگر تو واقف نہین ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پنتھ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا

خوشی مین بیٹھا رہو تو اپنی تجہے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی مین ہوئے ہین شہید	وله	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کہ سنکے تند فغان چمن چمین لا	وله	گل نے کہا کہ کان مین تیرے تڑک اُٹھی
کیا گل کے نام مین بہی ہے اعجاز عیسوی		بلبل ہوئی پڑی تہی سو سنتے ہی پہڑک اُٹھی
باغ مین کہتی تہی بلبل ہائے رے آتش پڑی	وله	دل جلا میرا تب اُس گل مین ٹہنڈک پڑی

من اشعارہ الفارسی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید		بلب از توبہائے خویشتم استغفار می آید
برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن در نکہت گفتار می آید
بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم	وله	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	وله	رشک طاؤس است دیوان مرصع کار ما
گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما	وله	آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سگش از راہ وفا از پے ما می آید
سگ او ئیم کہ از راہ وفا می آید

یکدل - محمد انور مرادآبادی

یکدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مرادآبادی کے فرزند ہین - آپکے والد ماجد مرادآباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مرادآباد مین داروغہ تھے - اُسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تھے - پھر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے - نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح و ذی استعداد و لائق تھے - آصفجاہی مقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے - آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تھے - پھر نواب صاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نواب صاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بہی ہمرکاب تھے - دلی مین پہنچکر ۱۱۵۱ سنہ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا - شعرگوئی مین لائق و ہوشیار تھے - آپکے اشعار مرغوب و دلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین و معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے - خوش تقریر و خوش اخلاق [illegible] الطبع صاحب مذاق تھے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تھے اکثر [illegible] سرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے - اور خود بہی مکان پر جلسے کرتے تھے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ رہتا تھا عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتے تھے -

من اشعارہ الفارسی

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت		ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت
عابد ز کعبہ گفت سخن عارف از رخش		قربان او شویم کہ وجہے وجیہ گفت
از مسلک تمیز رہ عشق دور بود	وله	رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

۱۲۲۴

شب جلوه کرد باده و زاهد ندید هیچ	وله	در آفتاب دیدهٔ خفاش کور بود
بی شاه می شود نسق مملکت خراب		شب بی تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرانشین شد از ضرر اختلاط خلق		مجنون ما ببین چه قدر با شعور بود
ندیدیم راستی از بس بطبع مردم دنیا	وله	وزان رو سلام این کجان از دست چپ کردم

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول و دوم محبوب الزمن تذکرهٔ شعرائے دکن مولفه والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صوفی الملکاپوری البراری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد الله ملکه الی یوم القیام بحسن اهتمام میر وزیر علی صاحب خوشنویس بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعده سنه ۱۳۲۹ هجری مطابق ۲ دی سنه ۱۳۲۱ ف

در مطبع رحمانی مطبوع شده

مقبول خاص و عام گشت

راقم

محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب

محمد عبد الجبار خان صدر مدرس مدرسهٔ اعزه

حیدرآباد دکن

کتابخانه مجلس شورا